عالمانہ ناصحانہ دلائل ومسائل سے مزین آسان اور عام فہم زبان میں خطبات کا خزینہ

خطباتِ رحیمی

﴿ جلد اوّل ﴾

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت جلال آبادی) بانی ومہتمم دارالعلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمی بنگلور

مرتب

ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

ناشر

مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	خطباتِ رحیمی (جلد اوّل) جدید ایڈیشن
خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ
مرتب	:	ڈاکٹر فاروق اعظم حبان قاسمی
سن اشاعت	:	۲۰۰۹ء، ۲۰۱۲ء
کتابت وتزئین	:	مولانا عبید الرحمٰن قاسمی حبان گرافکس بنگلور
تعداد	:	ڈھائی ہزار
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

﴿ مرتب کا مکمل پتہ ﴾

RAHEEMI SHIFA KHANA
#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)

Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
1	حروفِ اول	11
2	حروفِ جمیل	13
3	تاثرات	16
4	حروفِ احسانی	18
5	انتساب	19
6	اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا	20
	دروازہ بھی اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے	21
	حضور ﷺ کا راتوں میں رونا	22
	نعمت کو نہیں بلکہ نعمت دینے والے کو دیکھے	23
	شکر گذار بندے کی مثال	24
	بکری اور سانپ کی صفت	25
	ایک پتھر کا اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا	25
	پتھر کا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں رونا	26
7	توحید	29
	توحید سب سے زیادہ اہم	32
8	حسن عمل	35
	اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف کرلو	36

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	حسن عمل	36
	زکوٰۃ کی رقم سے مدد کرنا احسان نہیں	37
	دس لیٹر دودھ میں ایک قطرہ زہر	37
	حضرت علیؓ نے تنبیہہ فرمائی	38
	قانونِ الٰہی کی خلاف ورزی گمراہی ہے	38
	تمام مسلمان ملتِ ابراہیم سے ہیں	40
	اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوّام بنایا ہے	40
	حضور ﷺ کی خدمت میں عورتوں کے مطالبات	41
	ماں کو بچے کی ولادت پر اجر وثواب	42
9	اتباعِ رسول ﷺ	43
	سیرت خود ایک روشنی ہے	44
	نبی ﷺ کی سیرت سے ہر مسلمان وابستہ ہے	45
	ایک عورت کا واقعہ	46
	یہ مسجد کے کبوتر ہیں	47
	ایک بچے کا واقعہ	47
	حضور ﷺ کی زوجۂ مطہرہ کا واقعہ	48
	حضور ﷺ کا ایک یہودی مہمان	49
	ایک دشمنِ اسلام کا واقعہ	49
	بیوی کی دلجوئی	50
	فیشن سیرت نہیں	51
	حضرت ابوعبیدہؓ کی درخواست	51
	ایک صحابیؓ کو غلام کے متعلق تنبیہ	52

	دھوکہ دینے سے احتراز کی تعلیم	52
	ایک واقعہ	53
	حضور ﷺ کھانا کیسا کھاتے تھے؟	54
	عرب کا زمانۂ جاہلیت	55
	حضور ﷺ کا طرزِ عمل	57
	آج مسلمان بدنام ہے	57
10	**نماز کی اہمیت**	59
	توحید کے بعد سب سے پہلی چیز نماز ہے	59
	نماز دین کا ستون ہے	61
	حضور ﷺ کے زمانے میں تمام صحابہؓ نمازی تھے	61
	نمازی کی چوری	63
	مسجد صرف اللہ کے لئے ہے	63
	ایک بزرگ کا واقعہ	65
	رابعہ بصریہؒ کا واقعہ	65
11	**قرآن کریم کی فضیلت**	67
	جس دل میں قرآن ہو اللہ تعالیٰ اس کے دوست ہیں	69
	قرآن کریم پڑھنے اور سننے میں لذت	69
	حافظِ قرآن کا احترام	70
	چالیس حدیثیں یاد کرنے کی فضیلت	71
	مکتب کے بچوں سے لاپرواہی	72
	قرآن کریم کی پیشین گوئی سائنسدانوں کی نظر میں حق ہے	73
12	**حج بیت اللہ شریف**	76

	کعبۃ اللہ زمین کی ناف ہے	77
	اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کی قسم کھائی	77
	کعبۃ اللہ کو سب سے پہلے فرشتوں نے تعمیر کیا	78
	مقامِ ابراہیم کی خصوصیت	78
	کعبۃ اللہ کا چوبیس گھنٹے طواف ہوتا ہے	79
	حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں کو اللہ کے گھر کی طرف بلایا	79
	خواب میں اذان کی آواز کی تعبیر	80
	حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کی خواہش	80
	کعبۃ اللہ کا طواف کرنے والا اللہ کا مہمان ہوتا ہے	81
	عورت نے بھی مرد کے کام کو آگے بڑھایا ہے	82
	حضرت ابراہیمؑ کی آزمائش	83
	حضور ﷺ کی بیوی حضرت خدیجہؓ	84
	حضرت خدیجہؓ کی فضیلت	85
13	**ماں باپ کا مقام**	87
	ماں باپ کی نافرمانی کا تدارک	88
	حضرت علقمہؓ کا واقعہ	90
	ایک عجیب واقعہ	92
14	**اتفاق و اتحاد**	94
	مسلمان دنیا کی دوسری بڑی طاقت ہے	95
	مغرب کی ترقی اسلام کی مرہونِ منت	96
	ایک انگریز کا واقعہ	97
	مسلم محلوں کا حال	98

	اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو	99
	مسلمان کی قیمت سب سے کم	100
	سب سے زیادہ مشکل اتفاق واتحاد ہے	101
	امبیڈکر کو اسلام کی دعوت	101
	حضرت علامہ انورشاہ کشمیریؒ نے فرمایا	102
	اللہ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے	103
15	**توبہ اللہ کا پسندیدہ عمل**	104
	حضرت ابوذر غفاریؓ کا جذبۂ توبہ	105
	صحابۂ کرام آنسوؤں کو اپنے چہروں پر مل لیا کرتے تھے	106
	حضرت ابوذر غفاریؓ کا ارادہ	106
	حضرت بلالؓ اور حضرت ابوذر غفاریؓ کی دعا	108
	حضور ﷺ کا جمال	109
	حضور ﷺ دعا میں شریک ہوئے	110
	ہر جنتی کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا	110
16	**مسجد کی تعمیر پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ**	112
	کعبۃ اللہ کا احترام پرندے بھی کرتے ہیں	113
	مسجدیں جنت کی کیاریاں ہیں	114
	مسجد کی زمین کی عظمت	115
	حضور ﷺ نے سب سے پہلے مسجد قبا کی بنیاد رکھی	116
	ایک بزرگ مدینے میں مسجد نبوی تلاش کررہے تھے	117
	سب سے پہلے حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں مسجد پختہ بنائی گئی	117
17	**مسلمان کا شاندار ماضی**	119

	عبرت آمیز واقعہ	123
	صنعت وحرفت کا سیکھنا بھی فرض کفایہ ہے	124
18	**پڑوسی کے حقوق**	127
	ایک مشہور واقعہ	128
	امام حسینؓ کا اپنے پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک	129
	پڑوسی کا حق	131
	ایک یہودی کا واقعہ	131
	مؤمن کی صفات	132
	مختلف حقوق	134
	ایک انگریز پڑوسی کے ساتھ حضرت مولانا انعام الحسنؒ کا سلوک	135
19	**خدمتِ خلق**	137
	نبی ﷺ کی تعلیم کا ثمرہ	138
	مہمان عرش کے موتی	139
	مثالی میزبان اور مہمان	139
	فکرِ آخرت	140
	غزوۂ خندق کا واقعہ	141
	حضرت ابن عباسؓ کا اعتکاف	143
	کچھ لوگ مرتد ہوگئے	144
20	**اللہ تعالیٰ کی نعمتیں**	146
	دنیا چندروزہ ہے اصل چیز تو آخرت ہی ہے	147
	بیماری بھی ایک نعمت ہے	148
	بیماری سے بندہ کے گناہ معاف ہوتے ہیں	149

	بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ خوش ہوتا ہے	149
	بیمار نہ ہونا بھی رحمت خداوندی سے دوری کا سبب ہے	150
	اللہ نے تین نعمتوں کو تین چیزوں میں قید کر دیا ہے	150
	سب سے پہلی اور آخری نعمت ہے	152
	حضرت مولانا اشرف علیؒ کی عمر میں برکت	154
21	**شرک ظلم عظیم**	155
	ایک مثال	156
	حضرت فرید الدین عطارؒ کا واقعہ	157
	شیطان اور انسان میں فرق	157
	انسان کو اللہ نے سب سے زیادہ خوبصورت بنایا	159
	سجدہ اللہ کے علاوہ کسی کو جائز نہیں	160
	کعبہ سے زیادہ محترم انسان ہے	160
	امام حسینؓ کا حضرت علیؓ سے ایک سوال	161
	مومن کے دل میں اللہ کی محبت ہونی چاہئے	161
	مال کی عزت کیوں کرنی چاہئے؟	162
22	**زندگی کا مقصد**	164
	ایک عبرت آمیز واقعہ	166
	انسان کی زندگی کا مقصد	167
	اپنے اخلاق سے دوسروں کے دل کو جیتنا	167
	مدینے میں اسلامی سلطنت کی بنیاد	168
	حضرت شیخ الہندؒ کی ثابت قدمی	169
	انسان کو کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے	170

23	**تقویٰ اور پرہیزگاری**	172
	اللہ سے ڈرو	174
	اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے رب ہیں	175
	قیامت کے دن ایک ایک نیکی کی تلاش	175
	آج کی دوستی میں اخلاص بہت کم ہے	176
	صدیق اکبرؓ کا واقعہ	177
	قیامت کے دن اللہ کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا	179
24	**صدقہ کی فضیلت**	180
	اللہ کی خوشنودی سے برکت ہوتی ہے	181
	حضور ﷺ کے خرچ کرنے کا جذبہ	181
	ایک طالب علم کا واقعہ	182
	صدقہ کی فضیلت	183
	ایک واقعہ	183
25	**کنجوسی کی نحوست**	185
	ایک کنجوس حضور ﷺ کی خدمت میں	188
	حضور ﷺ نے اپنا پیرہن مبارک عطا فرمایا	189
	حضرت امام حسینؓ کا واقعہ	189
	ایک عبرت ناک واقعہ	190
	کنجوسی کی نحوست	191

حروفِ اوّل

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی شُکْرِہٖ وَاِحْسَانِہٖ ۔والد بزرگوار حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی، یم ڈی مدظلہ العالی خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹ (تمل ناڈو) خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ کا شمار جنوبی ہند کی ان مایۂ ناز شخصیات میں ہوتا ہے جو اپنے علمی وطبی کمالات، حسن سیرت، نبض شناسی اور مجاہدانہ کارناموں سے زمانے پر چھا گئے، قبلہ گرامی حضرت والد صاحب مدظلہ کی طبی خدمات اظہر من الشّمس ہیں، آپ نے تعلیمی فراغت کے بعد زندگی تعلیم وتعلم اور خدمتِ خلق کے لئے وقف کردی اور آج بھی اسی تحریک کو آگے بڑھانے میں کوشاں ہیں۔

جنوبی ہند کی 30 سالہ خدمات کی ایک شاندار تاریخ ہے، جامع مسجد کاشف العلوم ہوسہلی بنگلور مرکزی مسجد سلطان شاہ اولیاء شیواجی نگر بنگلور کے تاسیسی زمانہ میں اور ودھان سودھا کے عقب میں واقع مسجد یقین شاہ ولی کے محراب ومنبر سے آپ نے صدائے حق بلند کی اور جب 1989ء میں دارالعلوم محمدیہ کے احاطہ میں مرکزی جامع

مسجد گنگونڈہلی کی بنیاد پڑی تو اس وقت سے مسلسل نماز جمعہ سے قبل عوام الناس سے تبلیغی واصلاحی خطاب فرمارہے ہیں، ان خطابات میں لوگ بڑے ہی ذوق وشوق کے ساتھ شریک ہورہے ہیں۔

انہی خطبات کو ہم آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں، جن میں آپ کو ایمان وایقان، قرآن وسنت کا گراں قدر مایۂ ناز خزانہ، اخلاق وکردار اور جود وسخا کا گمشدہ دفینہ ملے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان خطبات کو امتِ مسلمہ کے لئے نافع بنائے، حضرت مولانا مفتی ارشد جمیل رشیدی صاحب مدظلہ اور ناشر مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ دیوبند کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین

ڈاکٹر **محمد فاروق اعظم حبان قاسمی** بی،اے،ایم،ایس

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

شوال المکرّم ۱۴۲۶ھ مطابق نومبر 2005

حروفِ جمیل

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِالْمُرْسَلِيْنَ اَمَّابَعْدُ.

اللہ رب العزت نے ہندوستان کے جن علاقوں میں دینی اور دنیوی علوم کی قد آور شخصیات پیدا فرمائی ہیں ان میں ریاست اتر پردیش کا ایک نمایاں مقام ہے، جہاں بڑے بڑے ماہرینِ فن پیدا ہوئے جنھوں نے اپنی صلاحیت کا لوہا منوایا اور قوم وملت کی خدمات انجام دیں، اس ریاست میں ضلع مظفرنگر کا معروف قصبہ چرتھاول بھی ہے۔

پیرومرشد حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی دامت برکاتہم کا وطنی تعلق اسی مردم خیز زمین سے ہے، طبّی دنیا میں حضرت نے پانڈیچری یونیورسٹی سے ہربل میں یم ڈی کی سند حاصل کی، حضرت والا نے فراغت کے بعد اس زمانے کے مشہور بزرگوں سے اکتساب فیض کیا اور بحرالعلوم حضرت مولانا حکیم عبدالرشید محمود عرف ننّو میاں صاحبؒ مجاز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ونبیرۂ کلاں حضرت گنگوہیؒ کے تلمیذ خاص اور منظور نظر رہے، ان حضرات کی توجہ خاص اور تربیت نے حضرت والا کو کندن بنادیا چنانچہ اپنے وقت کے قلندر اور قلندر زماں

حضرت مولانا الحاج مصطفیٰ کامل رشیدیؒ خلیفہ ومجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سجادہ نشین خانقاہ قدوسیہ رشیدیہ گنگوہ کی فراستِ ایمانی اور نظر ولایت کی دوراندیش نگاہوں نے کمسن ہونہار کی فطری اور خداداد صلاحیتوں کا اندازہ لگا کر محض 19 سال کی قلیل عمر میں ہی خلافت سے سرفراز فرمایا، دنیا آج اسے ایک معروف معبر، داعی اسلام، ماہر نباض، حسن اخلاق کے پیکر حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی کے نام سے جانتی ہے۔

حضرت والا کی خدمات کا دائرہ کافی وسیع ہے، مختلف جہات سے حضرت عوامی خدمات انجام دے رہے ہیں، ملت کے ہونہار غریب ونادار بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے میں خاص دلچسپی ہے، ہندوستان کے مختلف صوبوں سے بلالحاظ مذہب ومسلک ہندو اور مسلمان آپ سے مذہبی اور طبی فیضان پاتے ہیں، میدان صحافت سے بھی آپ کی وابستگی ہے، ذرائع ابلاغ کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر آپ نے سرزمین ٹیپو سلطان شہید شہر گلستاں بنگلور سے بارہ سال قبل ماہنامہ نقوش ہند (اردو جریدہ) جاری کیا، پھر یہی ماہنامہ نقوش عالم کے نام سے سات سال سے جاری ہے جو جنوبی ہند کے جرائد ورسائل میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔

دارالعلوم محمدیہ میں راقم الحروف نے مربی ومشفق پیرومرشد حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحب مدظلہ العالی سے عالمانہ خطابات سنے، آپ کے خطبات کی مقبولیت کو دیکھ کر مجھ ناچیز کی یہ تمنا ہوئی کہ حضرت والا کے خطبات کو قلمبند کر کے شائع کیا جائے جس کا اظہار میں نے حضرت والا کے بڑے فرزند عالیجناب ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان صاحب قاسمی سے کیا، ڈاکٹر صاحب نے اس کی تائید فرمائی، انہیں کی حوصلہ افزائی سے میں نے ان خطبات کو ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ ریکارڈ کرنے اور پھر اس سے ایک مسودہ تیار کرنے کا سلسلہ شروع کردیا۔

خطبات رحیمی کے دس حصے آپ کے سامنے ہیں وہ انہی کوششوں کا نتیجہ ہے، ان خطبات میں جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کے خطبات کے علاوہ دیگر مواقع پر ہوئے حضرت کے بیانات جو ہم تک پہونچ سکے انہیں بھی ان میں شامل کرلیا گیا یہ خطبات جو مختلف موضوعات پر مشتمل ہیں جہاں عالمانہ، ناصحانہ دلائل ومسائل سے مستنبط ہیں وہیں آسان زبان عام فہم اور اثر آفرینی سے بھی لبریز ہیں جس سے عوام وخواص، خطیب ومقرر نیز مدرسین وطلبہ یکساں مستفید ہوسکتے ہیں۔

ایک بات خاص قابل ذکر یہ ہے کہ یہ حضرت کی باضابطہ تصنیف نہیں ہے بلکہ ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ نقل شدہ خطبات کا ایک گراں مایہ مجموعہ ہے، اس لئے اگر اس میں کوئی کمی کوتاہی ہو تو اسے راقم کا سہو تصور فرمائیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مدظلہ کی دیگر تالیفات وتصنیفات کی طرح ان خطبات کو بھی قبولیت عامہ عطا فرمائے اور ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے، بڑی ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر ان حضرات کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے اس کام میں اپنا تعاون فرمایا، ان میں مولانا محمد عثمان حبان دلدار قاسمی، الحاج محمد عدنان حبان بسیم، مولانا محمد عثمان قاسمی باغونوالی، قاری محمد ریحان حنیف قاسمی، قاری عبدالباری حبانی، اساتذۂ کرام دارالعلوم محمدیہ اور مولانا نعمت اللہ حمیدی قاسمی چیف رپورٹر روزنامہ راشٹریہ سہارا بنگلور اور مولانا ظہیر احمد انصاری قاسمی مظفرنگری کے نام قابل ذکر ہیں، اللہ تعالیٰ ان حضرات کے تعاون کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

دعاگو: **ارشد جمیل رشیدی**

خادم التدریس دارالعلوم محمدیہ گنگونڈنہلی میسور روڈ بنگلور 39 جنوبی ہند، انڈیا

تاثرات

شاعر اطفال حضرت الحاج حافظ امجد حسین حافظ کرناٹکی مدظلہ العالی
چیئرمین اردو اکیڈمی گورنمنٹ آف کرناٹک

حامداً ومصلیاً ومسلماً. اما بعد!

حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک وارثین انبیاء حضرات علماء کرام احکام خداوندی کو وعظ، تقریر وتذکیر کے ذریعہ قرآن وسنت کی روشنی میں بندگان خدا تک پہنچاتے رہے ہیں۔

خطابت ایک قدرتی جوہر ہے جو منجانب اللہ ہوتا ہے، گذشتہ صدی کے خطباء کی ایک طویل فہرست ہے لیکن دورِ حاضر کے بے مثال خطیب طبیب حاذق، ماہر نباض حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی جنوبی ہند کی اجلہ شخصیات میں سے ہیں۔ حضرت جہاں شیریں بیاں خطیب ہیں وہیں شعلہ بیان مقرر بھی ہیں اور اس میدان کے پرانے شہ سوار ہیں، ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان

قاسمی کے مرتب کردہ خطبات (خطبات رحیمی) کا ذخیرہ علماء، خطباء، مقررین اور مدارس اسلامیہ کے نوآموز خطباء کے لئے ایک قیمتی اور بیش بہا تحفہ ہے، اللہ تعالیٰ ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی کی خدمت کو قبول فرمائے اور حضرت مولانا رحیمی صاحب کے خطبات بھی دیگر تالیفات کی طرح مقبول ہوکر عنداللہ ماجور ہوں، آمین!

خادم اردو
امجد حسین حافظ کرناٹکی
شکاری پور شیموگہ، کرناٹک

حروفِ احسانی

حضرت مولانا مفتی محمد احسان قاسمی ندوی علیگ مدظلہ العالی
نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند (وقف) سہارنپور (یوپی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی دامت برکاتہم ہندوستان کے علمی حلقہ کا ایک معتبر نام ہے جنہوں نے علمی اور طبی میدان میں گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ حضرت مولانا حکیم صاحب کے علمی اثر ورسوخ سے ملک و بیرون ملک کے ہزاروں بندگان خدا مستفید ہورہے ہیں۔ حضرت حکیم صاحب تبلیغ اسلام اور خدمت خلق کے لئے ہمیشہ متحرک رہتے ہیں۔ وہ ماہر نباض اور طبیب حاذق ہیں اور آل انڈیا انجمن مدارس کرناٹک کے صدر بھی ہیں۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں آپ کا تبلیغی واصلاحی دورہ ہوتا رہتا ہے جہاں آپ کے وعظ وارشادات ہوتے ہیں اور مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں جس کے آپ بانی ومہتمم ہیں مستقل طور پر بحیثیت خطیب آپ عوام کی اصلاح وتربیت پر نظر رکھتے ہیں۔

یہ خطاب دراصل انہیں منبر ومحراب اور ہندوستان کے مختلف اسٹیجوں پر دیئے گئے آپ کے وعظ ونصیحت کا مجموعہ ہے جسے آپ کے لائق فرزند سچے جانشین ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ یکجا کرکے عوام الناس کے استفادہ کے لئے ''خطبات رحیمی'' کے نام سے کتابی شکل دی ہے۔ خدا کرے یہ سلسلہ دراز ہو اور حضرت حبیب الامت کا فیض جاری رہے۔ خدا اس مجموعہ کو قبول فرمائے۔ آمین

محمد احسان قاسمی ندوی علیگ
نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند (وقف)
۸؍رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ

انتساب

بحمد اللہ تعالیٰ خطبات رحیمی جلد اول طبع ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔آمین!

والد بزرگوار حبیب الامت مدظلہ کے دینی بھائی عالی جناب الحاج عبدالرشید خان صاحب مدظلہ (ارپلّی) وظیفہ یاب میر مدرس اردو اسکول تمل ناڈو (جو بی ٹی یم لے آوٹ بنگلور میں مقیم ہیں)۔جن کی کرم فرمائیاں میرے ساتھ ہیں اور والد صاحب،موصوف کو برادر اکبر کہتے ہیں جو ہمیشہ بڑے بھائی جیسا سلوک رکھتے ہیں جن کے حسن اخلاق سے ہم لوگ نہایت متاثر ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت اور دونوں جہاں میں کامرانی اور اپنی خوشنودی عطا فرمائے اور حضرت خان صاحب کی اولاد میں علماء صلحاء پیدا فرمائے،آمین! خطبات رحیمی کی جلد اول کا انتساب حضرت عبدالرشید کی جانب منسوب کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔آمین!

خادم

محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

دارالعلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمی بنگلور

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم وَاِنْ مِنْ شَیْئٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنَّ لَّا تُفْقِھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ . صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمِ

سبھی خوبی سبھی تعریف ہے اللہ کو زیبا
بزرگی ہے اسی آقائے عالیجاہ کو زیبا

بزرگان محترم اور نوجوانان اسلام! اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی مخلوق پیدا فرمائی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی شکرگذار ہے اور ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی کرتی ہے اور اس کا شکر بھی ادا کرتی ہے،انسان کے علاوہ جتنی بھی مخلوقات ہیں سب اللہ تعالیٰ کی توصیف اور حمد وثنا بیان کرتی ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام کے دل میں یہ خیال آیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتنی اچھی حمد وثنا کرتا ہوں اور کتنے اچھے الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان

کرتا ہوں، اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی اے داؤد! تم جس طرح ہماری تعریف اور توصیف کرتے ہو اس سے بھی اچھے الفاظ میں ہماری دوسری مخلوق تعریف کرتی ہے اور اسی وقت ایک مینڈک ظاہر ہوا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد و ثنا بیان کی: سُبْحَانَ ذِیْ الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ، سُبْحَانَ ذِیْ الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ، سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبَّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوْحِ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسی وقت اپنے دل میں خیال کیا کہ واقعی مینڈک چھوٹی سی مخلوق ہے لیکن یہ مجھ سے بھی بہتر الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف اور حمد و ثنا بیان کر رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کا شکر کوئی بھی ادا نہیں کر سکتا، روایت میں آتا ہے کہ گھاس بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر اور شکر کرتی ہے، علامہ کمال الدین دمیریؒ نے لکھا ہے کہ چڑیا بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کا شکر ادا کرتی ہے، چڑیا چوں چوں کرتی ہے یا چیں چیں کرتی ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور مختلف حالات میں وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتی ہے۔

دروازہ بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہے

ایک مرتبہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں دروازہ بند کیا جاتا ہے تو اس کے اندر سے آواز آتی ہے، آپ نے بھی دیکھا ہوگا کہ جب کبھی دروازہ کھولا جاتا ہے یا بند کیا جاتا ہے تو اس میں چوں چوں کی آواز ہونے لگتی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ دروازہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہا ہے، تو گویا اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی چیزیں دنیا میں بنائی ہیں وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کی شکر گذار ہیں اور اس کی حمد و ثنا کرنے والی ہیں یہاں

تک کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ سمندروں کی مچھلیاں اور زمین پر رہنے والے چوپائے بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، اور مسلمان کو جو حکم دیا گیا کہ حلال جانور کو اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرو تو اس سلسلے میں علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس میں بھی ایک نکتہ ہے اسلئے کہ حدیث میں آتا ہے کہ انسان کے علاوہ کوئی مخلوق اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جائے تو اس کو موت آجاتی ہے، پرندہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جائے تو وہ شکاری کے جال میں پھنس جاتا ہے، چوپایہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بند کردے، اللہ تعالیٰ کو بھول جائے یا غافل ہو جائے تو وہ قصاب کے پاس پہونچ جاتا ہے یا موت آجاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو چھوٹ عطا فرمائی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو بھول جائے تو بھی، یاد کرے تو بھی اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں انسان سے کبھی کم نہیں کرتے، تو جانور غافل ہوا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے گلے پر چھری پھر جاتی ہے، اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ذبح کرنے سے پہلے زور سے کہو بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ تاکہ جانور کے کان میں اللہ تعالیٰ کا نام پہونچ جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ دنیا سے جائے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کی تسبیح کرنا دنیا کی ہر مخلوق کا فریضہ ہے خصوصاً انسان کا سب سے بڑا فریضہ ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ساری مخلوق میں سب سے بہتر اور سب سے احسن بنایا ہے۔

حضور ﷺ کا راتوں میں رونا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ میرے بستر پر لیٹے ہوئے تھے اور مجھ سے بات کر رہے تھے کہ اچانک مجھ سے فرمانے لگے کہ اے ابوبکر کی بیٹی! میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نماز پڑھتا ہوں اور پھر حضور ﷺ اٹھتے ہیں مشکیزے سے پانی لے کر وضو بناتے ہیں اور مصلے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر اتنا روتے ہیں کہ قرأت

کرتے کرتے ہچکی بندھ جاتی ہے، حضور ﷺ کی آواز بھرا جاتی ہے، پھر جب رکوع میں جاتے ہیں تو دیر تک اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتے ہیں اور روتے رہتے ہیں یہاں تک کہ رکوع سے اٹھتے ہیں اور پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہہ کر بہت زیادہ روتے ہیں اور آپ ﷺ کے رونے کی آواز میں اپنے کانوں سے سنتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ سجدے میں جاتے ہیں اور دیر تک روتے رہتے ہیں یہاں تک کہ سجدے کی جگہ بھی بھیگ جاتی ہے اور پھر بہت دیر کے بعد سلام پھیرتے ہیں یہاں تک کہ صبح کی اذان ہوجاتی ہے، حضرت بلالؓ حضور ﷺ کو بلانے کے لئے آجاتے ہیں اور آپؐ ان کے ساتھ مسجد چلے جاتے ہیں جب واپس آتے ہیں تو آپ ﷺ سے پوچھتی ہوں یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں بھلا جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا ہی میں بشارت دے دی ہے کہ آپ بخشے بخشائے ہیں اور آپ سے قیامت کے دن کوئی حساب وکتاب نہیں ہے تو آپ کو نمازوں میں اتنا رونے اور اتنا ڈرنے کی کیا ضرورت ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عائشہؓ! جب اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا میں ہی بشارت دے دی ہے اور مجھے بخش دیا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کروں؟

دوستو! حضور ﷺ نے اپنی امت کو بتادیا ہے کہ ہرحال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہئے۔

نعمت کو نہیں بلکہ نعمت دینے والے کو دیکھے

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ نعمت کا شکر یہ ہے کہ نعمت کو نہ دیکھے بلکہ نعمت دینے والے کو دیکھے کہ یہ نعمت کس کی طرف سے مل رہی ہے، ایک مرتبہ بایزید بسطامیؒ کے پاس ایک سیب رکھا ہوا تھا، کسی نے کہا کیا ہی خوبصورت سیب ہے، بایزید بسطامیؒ نے برجستہ فرمایا کہ جب سیب اتنا اچھا ہے تو اس کا بنانے والا

کتنا اچھا ہوگا، بنانے والے خداوند قدوس ہیں، کائنات کے پھولوں میں رنگ بھرنے والے اور ان پھولوں میں خوشبو پیدا کرنے والے اور پھولوں کے اندر عرق اور اسی طرح ان کے اندر بے شمار فائدے پیدا کرنے والے خداوند قدوس ہیں، تو پھولوں کی رنگت اور ان کی خوشبو کی تعریف بے شک ہم ضرور کرتے ہیں مگر اصل تعریف تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، ہرحال میں اللہ کی حمد وثنا اور اس کا شکر ادا کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

شکرگذار بندے کی مثال

دوستو! آج ہماری محفل اور ہماری مجلس میں پیسے کا ذکر ہوتا ہے، کاروبار کا ذکر ہوتا ہے، خوش حالی کا ذکر ہوتا ہے، دوسروں کے عیوب بیان کئے جاتے ہیں، خوبیاں بیان کی جاتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ہماری مجلس میں بہت کم بیان کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ذکر ہماری مجلسوں میں بہت کمی کے ساتھ ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سے ہم لوگ غافل ہیں، عربی کا مقولہ ہے مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ کہ انسان جس چیز سے زیادہ محبت کرتا ہے اس کا ذکر وہ اکثر کرتا ہے، دنیا سے ہم کو محبت ہے تو ہم دنیا کا بار بار ذکر کرتے ہیں، اللہ والے اللہ تعالیٰ کا ہی ذکر کرتے ہیں، اسی لئے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ والے وہ لوگ ہیں کہ جب تم ان کے پاس بیٹھو تو تمہیں خدا یاد آجائے اور تمہاری زبان پر اور تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہوجائے، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے اپنے ملفوظات میں ایسے لوگوں کی مثال بیان فرمائی ہے کہ شکرگذار بندے کی مثال ایسی ہے جیسے پھل والا درخت جتنی کثیر تعداد میں اس پر پھل آئیں گے اتنی ہی اس کی شاخیں جھک جائیں گی، یہاں تک کہ

اگر پھل زیادہ ہوگئے تو پھل اور ٹہنیاں زمین سے آ کر لگ جاتی ہیں اور وہ درخت اتنا جھک جاتا ہے کہ اس کے پھلوں کو آرام سے بیٹھ کر توڑ سکتے ہیں، اس درخت کی مثال شکر گذار بندے کی سی ہے اس کے بالمقابل ناشکری کرنے والے بندے کی مثال ایسی ہے کہ جیسے وہ درخت جس پر پھل نہیں آتے وہ اکڑ جاتا ہے اور اس کی شاخیں آسمان کی طرف اٹھ جاتی ہیں اس سے انسانوں کو اتنا فائدہ نہیں پہونچتا جتنا کہ پھل والے درخت سے پہونچتا ہے۔

بکری اور سانپ کی صفت

دانشوروں نے بڑی عجیب بات کہی ہے کہ نیک لوگ بکری کی طرح ہیں کہ ان کو تھوڑا سا چارہ کھلا دو تو وہ دودھ دے دیتی ہے اور اپنے مالک کی شکر گزار رہتی ہے اور برے لوگ سانپ کی طرح ہیں کہ ان کو دودھ پلاؤ پھر بھی ڈس لیتے ہیں، تو انسانوں کو گائے یا بکری کی صفت پر رہنا چاہئے نہ کہ سانپ کی صفت پر، ایک انسان ہم سے ہمدردی کر رہا ہے اور ہمارے ساتھ اچھا برتاؤ کر رہا ہے تو ہمیں بھی اس کے ساتھ ہمدردی سے پیش آنا چاہئے یہ انسانیت کا سب سے پہلا اور سب سے آخری درجہ ہے۔

ایک پتھر کا اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا

ایک بزرگ کا جنگل میں گذر ہوا وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا پتھر ہے لیکن اس میں سے پانی بہت تیزی کے ساتھ ابل رہا ہے، ان کو بڑا تعجب ہوا کہ پتھر تو اتنا چھوٹا سا ہے اور پانی اتنی تیزی کے ساتھ نکل رہا ہے، وہ ابھی دیکھ ہی رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر کو زبان عطا فرمائی اور بولنے کی صلاحیت دی چنانچہ

پتھر نے کہا کہ اے اللہ کے بندے تم مجھے دیکھ کر کیوں تعجب کر رہے ہو کیا تم نے قرآن کریم میں نہیں پڑھا؟ کہ دوزخ کہے گی کہ اے اللہ تو نے انسان کو میرے اندر ڈال دیا ہے اس سے تو میرا پیٹ نہیں بھرا، ابھی مجھے اور خوراک کی ضرورت ہے اس وقت اللہ تعالیٰ پتھروں سے دوزخ کو بھر دیں گے، اس پتھر نے کہا کہ جب سے میں نے یہ سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ کو پتھروں سے بھریں گے اس وقت سے ہی میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے رو رہا ہوں، اور جتنا میرے اندر اللہ تعالیٰ کا خوف بڑھ رہا ہے اتنا ہی میرے اندر سے پانی ابل رہا ہے۔

دوستو! اللہ تعالیٰ کے خوف سے پتھر روئے اور انسان جیسا نرم و نازک نہ روئے یہ کتنے بڑے افسوس کی بات ہے، پتھر نے کہا کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری بخشش فرمائیں، انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور کہا اے اللہ اپنے فضل وکرم سے اپنے لاڈلے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کے صدقے میں اس پتھر کی مغفرت فرما، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور اس پتھر کی مغفرت ہوگئی۔

پتھر کا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں رونا

تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا طالب انسان ہی نہیں جنات اور پتھر بھی ہیں بلکہ تمام حیوانات، جمادات، بناتات ہیں ہر مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی طلب ہے، چند سال بعد جب وہ اللہ کے ولی اس طرف گئے تو ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ چلو آج پھر اس پتھر کو دیکھیں گے کہ کیا حال ہے؟ ان کا خیال تھا کہ وہ پتھر سوکھ گیا ہوگا اور اب نہیں رو رہا ہوگا، لیکن جانے پر دیکھا تو یہ پتھر پہلے سے بھی زیادہ رو رہا ہے اور باقاعدہ وہاں ایک نالی بن گئی ہے جس میں پانی بہہ رہا ہے تو اس پتھر

سے ان اللہ والوں نے پوچھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت فرمادی اور تجھے بخش دیا تو پھر تجھے رونے کی کیا ضرورت ہے؟ اس پتھر سے آواز آئی کہ اللہ کا مجھ پر کس قدر احسان ہے کہ اس نے مجھے دنیا ہی میں بخش دیا تو بھلا میں اللہ تعالیٰ کا شکرگذار نہ بنوں، پہلے میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا تھا اور اب میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کے شکر میں رو رہا ہوں، یہ ہے انسان اور دوسری مخلوق میں فرق، انسان کو جہاں تھوڑی سی خوشحالی ملی تو شیطان اس کو راستے سے ہٹا کر دنیا میں مقبول کردیتا ہے اور یہ سمجھانے کی کوشش کرتا ہے کہ اب تجھے کوئی فکر نہیں ہے حالانکہ انسان کے پاس جو نعمتیں ہیں ان کی مقدار بہت کم ہے لیکن آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے جنت رکھی ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں۔

دوستو! انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرے اس لئے کہ ڈرنا انسان کا حق ہے، انسان کو کبھی یہ نہیں سوچنا چاہیئے کہ میں بہت بڑا مالدار ہوں، بہت بڑا طاقتور ہوں، میں آج وزیر ہوں کل کچھ بھی ہوسکتا ہے، اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اکڑ کر چلنے والا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور نیچی نگاہ رکھنے والا اور گردن نیچی رکھنے والا اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے۔

دوستو! ہم لوگوں کو عربوں سے سبق لینا چاہیئے، ہم لوگ جب عرب کا ذکر کرتے ہیں تو ہم عربوں کو برا کہتے ہیں کہ ایسے ہیں ویسے ہیں، عیاش ہیں، مکار ہیں، لیکن دوستو! وہ لوگ ہم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنے والے ہیں وہ ہر بات میں **مَاشَاءَ اللّٰہُ، اَلْحَمْدُلِلّٰہِ، جَزَاکَ اللّٰہ، مَعَاذَ اللّٰہ** جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں، مگر ہماری زبان سے اللہ تعالیٰ کا شکرادا نہیں ہوتا ہے۔

میرے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا کہ میں مدینے میں ایک دوکان پر عطر خریدنے کے لئے گیا میں نے دیکھا کہ ایک عورت بھی عطر خرید رہی تھی، تو وہ عورت جلدی جلدی **صَلِّ عَلٰی النَّبِیْ صَلِّ عَلٰی النَّبِیْ** کہنے لگی، میں نے کہا کہ اسے کیا ہوگیا ہے، دوکاندار نے بتایا کہ اس کو عطر کا نام یاد نہیں آرہا ہے اس لئے یہ درود شریف پڑھ رہی ہے، میں نے کہا **سُبْحَانَ اللّٰہ** کیا اچھا طریقہ ہے، ایک ہمارا بھی انداز ہے کہ اگر کچھ بھول جائیں تو کہتے ہیں کمبخت یاد ہی نہیں آرہا ہے کیا لینا تھا؟

دوستو! ہم کو ایسے لوگوں سے سبق لینا چاہیئے اور ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہیئے کہ ہم سے اچھے دنیا میں کتنے لوگ ہیں، دوسروں کا عیب تلاش کرنے سے بہتر یہ ہے کہ انسان خود اپنے عیوب تلاش کرکے ان کو دور کرنے کی کوشش کرے اور جب وہ دور ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ہمیں شکر کرنے اور اپنی حمد وثنا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُدَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

توحید

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لَااِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ.

وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

بزرگانِ محترم اور نوجوانانِ اسلام! اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کی فلاح وبہبودی اور کامیابی کے لئے بہت سے طریقے بتائے ہیں اور یہ بھی بتادیا کہ کامیابی صرف ہمارے بتائے ہوئے طریقے میں ہے، اگر آپ قرآن وسنت کو چھوڑ کر کسی دوسرے راستے میں کامیابی کو تلاش کروگے تو کامیابی نہیں ملے گی، دنیا کا سارا نظام اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اللہ تعالیٰ اس

کائنات کی ہر ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں، کوئی بھی چیز اللہ کے حکم سے باہر نہیں ہے جب یہ علم ہوجائے کہ اللہ کے بغیر کوئی چیز نہ نفع پہونچا سکتی ہے اور نہ نقصان تو پھر انسان مادی اعتبار سے دنیا کی چیزوں میں نفع اور نقصان کے متعلق یہ بھی یقین کرلیتا ہے کہ اللہ پاک چاہیں گے تو نفع ہوگا ورنہ نقصان، مثلاً اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہیں تو آگ بالکل نہیں جلاسکتی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہمارے سامنے ہے اللہ نے آگ کو فرمایا اے آگ! ابراہیم علیہ السلام کے لئے ٹھنڈی ہوجا بس اس کی جلانے کی طاقت ختم ہوگئی اور اس نے حضرت ابراہیمؑ کو کوئی نقصان نہیں پہونچایا، ابھی گجرات کے حالات میں ایک رپورٹ سامنے آئی اور اس کی تصویر بھی شائع ہوئی اس میں بتایا گیا کہ جب بلوائیوں نے آگ لگائی تو سب کچھ جل گیا لیکن قرآن کریم ویسے ہی محفوظ رہا وہ تصویر میرے پاس بھی موجود ہے قرآن کریم کی دو آیتیں لکھی ہوئی ہیں ایک صفحہ پر لکھا ہے اگر تم سچے پکے مومن ومسلمان ہو تو تم ہی سربلند رہوگے اور دوسرے صفحہ پر ایک آیت لکھی ہے جس کا ترجمہ ہے کہ تمہارے اوپر جو مصیبت آتی ہے وہ تمہارے اعمال کی وجہ سے آتی ہے تو معلوم ہوا کہ آگ کا کام جلانے کا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہیں تو آگ نہیں جلاسکتی، تلوار اور چھری کا کام کاٹنے کا ہے لیکن حضرت اسماعیلؑ کا واقعہ ہمارے سامنے ہے کہ باوجود پوری طاقت اور قوت کے حضرت ابراہیمؑ چھری چلارہے ہیں لیکن حضرت اسماعیلؑ کا گلا نہیں کٹ رہا ہے۔

آج بھی ہو جو براہیم سا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

ایسے بہت سے واقعات ہیں جن میں اللہ نے یہ بتادیا ہے کہ یہ چیزیں بھی اللہ کے تابع ہیں اور اللہ چاہیں تو سمندر کی مچھلیاں بھی انسان کو کھانے کے بعد اگل سکتی ہیں جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ معاملہ پیش آیا کہ یونس علیہ السلام

کو بڑی مچھلی نے نگل لیا اور پھر اس مچھلی کو اس سے بڑی مچھلی نے نگل لیا اور پھر وہ مچھلی سمندر کی تہہ میں جا کر بیٹھ گئی اور جب حضرت یونس علیہ السلام نے پڑھا لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنْـتَ سُبْـحَـانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور تو ہی پاک پروردگار ہے اور بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے میں ظالموں میں سے ہوں بس اللہ نے مچھلی کو حکم فرمایا کہ یونسؑ کو اگل دے اس مچھلی نے یونسؑ کو بالکل صحیح سالم دریا کے کنارے اگل دیا، تو معلوم ہوا کہ جن چیزوں کے اندر نقصان پہونچانے کی صلاحیت موجود ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور علم کے بغیر نقصان نہیں پہونچا سکتیں، اس کے باوجود ہمارے ایمان اور اعتقادات اتنے کمزور ہو گئے ہیں کہ ہر معاملے میں حق بات کہتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔

دوستو! توحید بہت ہی اہم ہے ایمان اور اعتقاد کے اعتبار سے توحید سے بالا تر کوئی چیز نہیں ہے، حضرت جنید بغدادیؒ کا اسّی سال کی عمر میں انتقال ہوا اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اللہ تعالیٰ نے پوچھا جنید! ہمارے لئے کیا لائے ہو؟ تو جنید بغدادیؒ کو اپنے ایمان اور اعمال پر بھروسہ تھا چنانچہ آپ نے عرض کیا یا اللہ! میں آپ کی بارگاہ میں توحید لایا ہوں یعنی میں نے اپنی پوری زندگی میں تیرے علاوہ کسی کو قادر ہی نہیں مانا کہ نفع اور نقصان پہونچانے والی صرف آپ کی ذات ہے، اللہ نے فرمایا جنید! تم غلط بولتے ہو، جنید بغدادیؒ گھبرائے، اللہ نے فرمایا جنید تم نے فلاں رات دودھ پیا اور جب تمہارے پیٹ میں درد ہوا تو تم نے یہ کیوں کہا کہ دودھ کی وجہ سے درد ہو رہا ہے، دودھ میں کیا طاقت ہے کہ وہ پیٹ میں درد کرے، جب تم کو معلوم ہے کہ نفع اور نقصان ہمارے حکم سے پہونچتا ہے تو دودھ میں کیا طاقت ہے کہ وہ تمہارے پیٹ میں درد کرے، فوراً عرض کیا الٰہی مجھ سے غلطی ہوئی ہے، اللہ نے فرمایا جنید ہم اپنی رحمت سے تمہاری مغفرت کرتے ہیں۔

توحید سب سے زیادہ اہم

توحید ایک ایسی قوت ہے جس سے اللہ رب العزت کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے اور اسلام کی پوری عمارت توحید کے ستون پر قائم ہے مثلاً ایک آدمی نماز بھی پڑھ رہا ہے روزہ بھی رکھ رہا ہے حج بھی کر رہا ہے زکوٰۃ بھی دے رہا ہے لیکن اللہ کو ایک نہیں مانتا تو اس کا کوئی عمل اللہ کے یہاں مقبول نہیں ہے، لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُـحَـمَّـدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـہِ کا مطلب یہی ہے کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے چاہے وہ کتنا بڑا قطب اور غوث ہو جائے سجدے کے لائق صرف خدا ہے اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، محمد رسول اللہ ﷺ اللہ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول ہیں وہ اسلئے بھیجے گئے ہیں کہ خدا کا پیغام ہم تک پہونچائیں، جب آدمی تسلیم کر لیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور نفع، نقصان پہونچانے والی کوئی دوسری ذات نہیں، اس کے بعد اگر کوئی یہ سوچے کہ فلاں کام کریں گے تو یہ نقصان ہو جائے گا سراسر غلط ہے، مثال کے طور پر صفر کا مہینہ چل رہا ہے عام خیال ہے کہ صفر کا مہینہ خالی مہینہ ہوتا ہے سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ خالی مہینے کا کیا مطلب ہوتا ہے کیا اس میں اللہ تعالیٰ ہم کو رزق نہیں دیتے ہیں پینے کو پانی نہیں دیتے ہیں؟ کیا اس مہینے میں اللہ تعالیٰ نے ہوا کو روک لیا ہے یا بارش کو روک لیا ہے؟ وہ کون سی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اس صفر کے مہینے میں کم کر دیا ہے تو صفر کے مہینے کو خالی کہنا ہندوؤں کے رسم و رواج اور ان کے عقائد میں سے ہے، جیسے رمضان المبارک کا مہینہ بڑا مبارک مہینہ، شوال المکرّم کا مہینہ بڑا مبارک مہینہ ویسے ہی صفر کا مہینہ بڑا مبارک مہینہ ہے اس میں کوئی برائی نہیں ہے کیونکہ اس کو اللہ نے بنایا ہے اور صفر کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے کیا لگایا، ہم

بولتے ہیں کہ یہ مہینہ خالی ہے اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ صفر المظفر یعنی صفر کامیابی کا مہینہ ہے تو اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان سچا ہے یا ہمارا کہنا سچا ہے؟ ظاہر بات ہے کہ ہم جھوٹے ہیں اور اللہ کے نبی ﷺ سچ فرماتے ہیں، تو صفر کے متعلق یہ سوچنا کہ اس میں بدشگونی ہے، صفر خالی کا مہینہ ہے اس میں کوئی کاروبار شروع نہیں کرنا چاہئے یہ جہالت اور کم عقلی ہے، سارے مہینوں کو سارے ہفتوں کو سارے دنوں کو اور سارے وقتوں کو اللہ نے بنایا ہے آدمی چاہے تو اس کو کامیاب بنالے اور چاہے تو ناکام بنالے اس کی مرضی ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی بھی چیز سے بدشگونی لینا شرک کی بات ہے آج مسلمانوں میں بھی ایسا ہی ہو گیا ہے جیسے ہندوؤں میں بدشگونی اور بدفالی لیتے ہیں۔

حضور ﷺ کے زمانے میں بھی ایسے حالات پیش آئے ایک مرتبہ حضور ﷺ نے صحابہ کو بھیجا کہ فلاں کام کے لئے فلاں مقام پر جاؤ تو صحابہ کی یہ جماعت جب مدینے سے باہر نکلی تو انہوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ ادھر سے خالی مشک لے کر آرہے ہیں تو انھوں نے سوچا کہ یہ سفر اچھا نہیں ہے اس لئے واپس حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا نبی اللہ ہم لوگ اس لئے واپس ہو گئے کہ یہ سفر ہمارا اچھا نہیں رہے گا کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ کچھ لوگ مدینے کی طرف واپس آرہے تھے اور ان کے ہاتھوں میں مشک خالی تھی، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نفع اور نقصان اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور ارشاد فرمایا کہ بدشگونی شرک ہے اگر تم کو شگون ہی لینا ہے تو اچھا شگون لو اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب تم نے ان لوگوں کو خالی مشک کے ساتھ دیکھا تو یہ شگون لیتے کہ ہم لوگ واپس ہوں گے تو بھری ہوئی مشک لائیں گے، شگون اچھا لو برا مت لو، جو یہ شگون لینا ہے کہ صفر کے مہینے میں نیا

کاروبار کرنا اچھا نہیں ہے یہ سب ایمان کی کمزوری ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زندگی کا وہ لمحہ جو اللہ کی یاد سے غافل ہو سب سے بدترین لمحہ ہے، ہم سوچتے ہیں کہ جس دن ہماری جیب میں پیسہ نہیں ہے وہ سب سے بدترین دن ہے، کبھی ہم نے یہ بھی سوچا ہے کہ ہمارے پاس ایمان ہے یا نہیں؟ پیسے کو خوب ٹٹولتے ہیں لیکن کبھی ایمان کو نہیں ٹٹولا، یقیناً پیسہ اہم اور ضروری چیز ہے پیسے کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا ہے لیکن پیسہ ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کو مقصدِ حیات بنایا جائے۔

آج ہمارا یہ اعتقاد بن گیا ہے کہ صفر کے مہینے میں اگر ہم کوئی کام کریں گے تو نقصان ہوگا یا محرم کے مہینے میں کسی کام کو کرنا اچھا نہیں ہے یہ غم کا مہینہ ہے حالانکہ محرم کو اللہ تعالیٰ نے بڑا مبارک مہینہ قرار دیا ہے اسلئے کہ محرم کے مہینے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو نبوت عطا فرمائی تھی اور اسی مہینے میں باری تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا تھا۔

دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ہم سبھی کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

حسنِ عمل

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ:
فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا وَلِلّٰهِ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا وَقَالَ تَعَالٰى غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

بزرگانِ محترم اور نوجوانانِ اسلام! اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک معیار اور مقام رکھا ہے، مادی اور دنیوی اعتبار سے انسان اس چیز کو پسند کرتا ہے جو اپنا معیار اور مقام بلند رکھتی ہے، آدمی اسی مکان کو پسند کرتا ہے جو اچھا ہو، کھانا بھی وہی پسند کرتا ہے

جو سب سے زیادہ ذائقہ دار ہو، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عملی اعتبار سے ارشاد فرمایا کہ ہمارے یہاں انسان کا معیار اس کی ظاہری شکل وصورت کے اعتبار سے نہیں بلکہ ہمارے یہاں اس کے عمل کے اعتبار سے ہے، انسان کا عملی معیار جتنا بلند ہوگا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ انسان اتنا ہی زیادہ مقرب ہوگا اور انسان کا عمل جتنا اچھا ہوگا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی اتنی ہی زیادہ عزت ہوگی۔

اپنا رُخ اللہ تعالیٰ کی طرف کرلو

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اسی چیز کو بیان فرمایا وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے آپ کو مقبول بنانا چاہتے ہیں ان لوگوں کا عمل اللہ کی بارگاہ میں محض اس لئے مقبول ہے کہ انہوں نے اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر دیا ہے اس لئے کہ دنیا میں بہت سے طریقے رائج ہیں، دین کے معنی طریقے کے ہیں کہ اس آدمی کا طریقہ کتنا اچھا ہے کہ جو اپنے آپ کو اللہ کی طرف پھیر دے، اللہ کی طرف رخ کرلے تو اللہ کی بارگاہ میں اس کا عمل پسندیدہ ہوجاتا ہے۔ امام ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ انسان کا معیار قرآن وسنت ہے، کسی انسان کا اخلاق بہت بلند ہے تو اس کے اخلاق کو قرآن وسنت کی کسوٹی پر پرکھیں گے کہ اس کا عمل قرآن وسنت کے مطابق بھی ہے یا نہیں؟

حسنِ عمل

دنیا کا کوئی کتنا ہی بڑا بادشاہ بن جائے لیکن اگر اس کی سلطنت اور اس کا نظام قرآن وسنت کے مطابق نہیں ہے تو وہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہے، ایک اور جگہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تمہارا اچھا

عمل ہی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے لِيَبْلُوَكُمْ اَكْثَرَ عَمَلاً نہیں فرمایا کہ جو بہت زیادہ نمازیں پڑھنے والا ہو، بہت خیرات کرنے والا ہو وہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہے بلکہ فرمایا عمل خواہ تھوڑا ہو لیکن اس میں اخلاص ہو، اللہ کی خوشنودی کا جذبہ ہو وہ عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اور پسندیدہ ہے، وضو میں تین مرتبہ ہاتھ دھونا یہ حسن عمل ہے یہ عمل اللہ کے رسول ﷺ کو پسند تھا، اسی طرح تین مرتبہ کلی کی جائے اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا جائے یہی حسن عمل ہے، اب اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ نہیں میں تو چار مرتبہ وضو میں اپنے اعضاء کو دھوؤں گا تو اس کا یہ عمل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے طریقے کے خلاف ہے اسلئے یہ حسن عمل میں داخل نہیں ہے، فجر کی نماز میں دو رکعت نماز پڑھنا فرض ہے کوئی یہ کہے کہ نہیں میں تو چار رکعت فرض پڑھوں گا یہ حسن عمل نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ حسن عمل اس کو کہا جاتا ہے جو قرآن وسنت سے پوری پوری مطابقت رکھتا ہو۔

زکوٰۃ کی رقم سے مدد کرنا احسان نہیں

رمضان آیا تو مالدار حضرات زکوٰۃ کی رقم میں سے اپنے نوکروں کی مدد کرتے ہیں یا زکوٰۃ کی رقم اپنے رشتہ داروں کو دیتے ہیں جن کو زکوٰۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہے ایسی صورت میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، سال بھر ایک نوکر نے کام کیا اب رمضان میں زکوٰۃ کی رقم سے اس کو تنخواہ دینا ناجائز ہے اور زکوٰۃ کی رقم میں سے ملازمین کی مدد کرنا احسان نہیں ہے، زکوٰۃ کی رقم کسی مستحق کو دی جائے چاہے وہ رشتہ دار ہو یا کوئی اور ہو۔

دس لیٹر دودھ میں ایک قطرہ زہر

لوگ اچھے کام تو کرتے ہیں لیکن سنت کے خلاف کرتے ہیں ایسے لوگوں گمراہ ہیں اور اَلضَّالِّيْنَ سے مراد وہ لوگ ہیں جو عمل تو کرتے ہیں لیکن گمراہی میں مبتلا

ہیں مثلاً کسی کے پاس ایک بالٹی دودھ ہے اور وہ یہ کہے کہ دودھ تو بالکل درست ہے لیکن اس میں صرف ایک قطرہ زہر پڑ گیا ہے، آپ فیصلہ کریں کہ کیا وہ دودھ قبول کریں گے؟ بالکل نہیں حالانکہ دس لیٹر ہے اور زہر صرف ایک قطرہ ہے، اسی طرح سے شریعت مطہرہ نے جو اعمال صالحہ مقرر کئے ہیں اگر کوئی ان اعمال صالحہ میں ملاوٹ کر دے تو ان کا فائدہ، ثواب اور برکت ختم ہو جاتی ہے۔

حضرت علیؓ نے تنبیہ فرمائی

حضرت علیؓ عید کی نماز کے لئے تشریف لے گئے (مسئلہ کیا ہے؟ عید کی نماز سے پہلے نفل نماز نہ پڑھیں، صرف عید کی دو رکعت نماز پڑھیں) حضرت علیؓ نے دیکھا کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے باقی سب بیٹھے ہوئے ہیں، جب اس نے سلام پھیرا تو آپ نے پوچھا کہ تم کیا کر رہے تھے؟ اس شخص نے کہا کہ میں نفل نماز پڑھ رہا تھا، حضرت علیؓ نے کہا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نماز پڑھنے سے آدمی مقبول ہوتا ہے اور گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن جو نماز تم پڑھ رہے ہو یہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول نہیں، اسلئے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ عید کی نماز سے پہلے نفل نماز پڑھنا منع ہے اور آپ ﷺ نے کبھی عیدگاہ میں عید کی نماز سے قبل کوئی نماز نہیں پڑھی، تیرا یہ دو رکعت نماز پڑھنا اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو راضی کرنے کے لئے نہیں بلکہ اپنے نفس کے لئے ہے، تو معلوم ہوا کہ سنت کے مطابق جو عمل ہوتا ہے وہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوتا ہے۔

قانونِ الٰہی کی خلاف ورزی گمراہی ہے

مغرب کی نماز میں تین رکعات ہیں اگر کوئی کہے کہ نہیں صاحب ہم تو چار رکعات پڑھیں گے تاکہ ثواب زیادہ ملے، چونکہ مغرب کی نماز تین کے بجائے چار پڑھنا شریعت کی خلاف ورزی ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول نہیں ہوگا۔

معلوم ہوا کہ انسان کا عمل قرآن وحدیث کے مطابق ہونا چاہئے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں دنیا سے جا رہا ہوں اور میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کلام اللہ اور دوسرے سنتِ رسول اللہ ﷺ تم کوئی بھی عمل کرو تو اس کو قرآن کریم میں تلاش کرو، اگر اس میں نہ ملے تو سنتِ رسول اللہ ﷺ میں تلاش کرو، حضور ﷺ نے قیامت تک آنے والے سارے اعمال بتا دیئے ہیں اور ہر چیز کے نقصانات اور فوائد بھی بتا دیئے ہیں۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ چند روز پہلے امریکہ میں ایک آمنہ ودود عورت نے نماز پڑھائی اور وہ نماز چرچ کے اندر ہوئی، بہت سے میڈیا والے بھی تھے اور تقریباً ایک سو مردوں اور عورتوں نے اس کا خطبہ سنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھی، حضور ﷺ کے زمانے میں کسی عورت کو نماز یا خطبہ دینے کا کوئی ذکر نہیں ملتا، حضور ﷺ کے زمانے کے بعد حضرات صحابہ کا زمانہ آیا حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور میں بھی کسی عورت کا نماز جمعہ پڑھانا یا خطبہ دینے کا ثبوت نہیں ہے، حالانکہ اگر عورت کو امام بننے کا حق ہوتا تو سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ کو ہوتا، حضرت عائشہؓ کو ہوتا اسلئے کہ حضرت عائشہؓ کے تعلق سے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عائشہ میری امت کی بڑی محدثہ اور بڑی عالمہ ہیں، تقریباً ڈھائی ہزار احادیث حضرت عائشہؓ کو زبانی یاد تھیں، یہاں تک کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عائشہؓ سے حضرات صحابہ مسائل پوچھنے کے لئے آیا کرتے تھے اور حضرت عائشہؓ پردے کے پیچھے سے مسائل بتایا کرتیں، ایسی محدثہ اور عالمہ عورت کو بھی اللہ کے نبی ﷺ نے امام مقرر نہیں فرمایا الا یہ کہ امریکہ کی ایک عورت امام بنے اور نماز پڑھائے یہ کھلی گمراہی نہیں تو کیا ہے؟ حضور ﷺ نے عورت کے تعلق سے

ارشاد فرمایا کہ عورت کے چہرے اور آواز کا بھی پردہ ہے اب ایک عورت کا منبر پر کھڑے ہوکر اور چہرہ کھول کر خطبہ دینا اور نماز پڑھانا اسلام سے مذاق نہیں تو کیا ہے؟

تمام مسلمان ملتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہیں

قرآن کریم کہہ رہا ہے اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً کہ تمہارا عمل چاہے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہو، اور مقبول کب ہوگا؟ مِلَّةَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ هُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ کہ میں نے تم کو تمہارے باپ ابراہیمؑ کی ملت یعنی دین پر پیدا کیا ہے اور تمہارا نام مسلم رکھا ہے تم مسلمان ہو، اگر تمہارا کوئی عمل ابراہیمؑ کے طریقے اور حضور ﷺ کی شریعت کے خلاف ہے تو وہ عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مردود ہے، کیسی کیسی عجیب وغریب عورتیں دنیا میں گذری ہیں اور انہوں نے اسلام کی عظیم الشان خدمات انجام دیں، امہات المومنین میں حضرت صفیہؓ ہیں، حضرت حفصہؓ ہیں، حضرت زینبؓ اور حضرت سودہؓ ہیں، حضرت فاطمۃ الزہراءؓ ہیں، یہ تمام عورتیں دنیا کی عظیم ترین عورتیں ہیں، ان عورتوں کی قرآن وحدیث میں فضیلت بیان فرمائی ہے اور ان کے مناقب بھی بیان کئے ہیں، اگر عورت کو امام ہونے کا حق ہوتا تو ان عورتوں کو امام بنایا جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوّام بنایا ہے

قرآن کہہ رہا ہے اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوام بنایا ہے، جب آدمی باہر نکلتا ہے تو اس کے سامنے عجیب وغریب حالات آتے ہیں، ان تمام حالات کو مرد برداشت کرتا ہے اور ان کا مقابلہ کرتا ہے لیکن ایک عورت اس کام کو انجام نہیں دے سکتی بلکہ جب باہر آئے گی تو وہ بہت سی چیزوں کا شکار

ہوجائے گی ، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مرد کوقوام اور ذمہ دار بنایا ہے کیونکہ مرد باہر کام کرتا ہے اور عورت گھر میں کام کرتی ہے ،عورت جب گھر میں رہتی ہے تو اس کی حفاظت زیادہ ہوتی ہے اور باہر نکلتی ہے تو اس کی حفاظت کم ہوجاتی ہے،حضور ﷺ نے عورتوں میں بھی وعظ فرمایا،اس زمانے میں عورتوں نے بھی جہاد میں شرکت کی ہے، حضور ﷺ کے زمانے میں عورتوں نے بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے ہیں۔

حضرت تھانویؒ نے عورتوں اور مردوں کے حقوق اپنی کتاب میں بیان فرمائے ہیں،حقوق تو برابر ہیں لیکن ذمہ داریاں تقسیم ہوگئی ہیں، باہر کی ذمہ داری مرد پر اور اندر کی عورت پر ہے۔

حضور ﷺ کی خدمت میں عورتوں کے مطالبات

ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں کچھ صحابیات نے ایک عورت کو اپنا قاصد بنا کر بھیجا اور انہوں نے کچھ شکایات اور مطالبات حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیئے، وہ کیا تھے؟ اس نے شکایت کی کہ مرد جہاد میں جاتے ہیں جبکہ عورتوں پر جہاد فرض نہیں ہے، مرد جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں، عورتوں پر جمعہ کی نماز نہیں ہے، مرد مسجد میں نماز پڑھتے ہیں جبکہ عورتوں کے لئے یہ حکم نہیں ہے، اسی طرح بہت ساری چیزوں میں مردوں کو عورتوں پر فوقیت حاصل ہے تو سارا ثواب تو مردوں کو مل گیا اب عورتوں کے پاس کیا رہ گیا؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنی گھر میں رہ کر نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے گھر کو مسجد بنا دیتے ہیں اور مسجد جیسا ثواب اس عورت کو عطا فرماتے ہیں، اور دوسری بات یہ فرمائی کہ مرد جہاد میں جاتا ہے عورت شوہر کے مال کی اور بچوں کی حفاظت کرتی ہے تو جتنا ثواب مردوں کو جہاد میں ملتا ہے اتنا ہی عورتوں کو شوہر کے مال اور اس کے بچوں کی حفاظت پر ملتا ہے ، اور ارشاد فرمایا کہ

جوعورت اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرتی ہے اور نماز پابندی سے پڑھتی ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت کے ساتوں دروازوں کو کھول دیں گے، اللہ تعالیٰ عورتوں کے لئے بھی کم درجے نہیں رکھیں گے، عورتوں کے لئے بھی بڑی فضیلتیں ہیں۔

ماں کو بچے کی ولادت پر اجر وثواب

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب عورت بچے کی ولادت سے فارغ ہوتی ہے اور اس تکلیف کو برداشت کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنی بندی کے سارے گناہوں کو معاف کردیا اور یہ گناہوں سے ایسی پاک ہوگئی جیسی اپنی ماں کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوئی ، اور بچے کو دودھ پلانے پر ہر ہر قطرے پر اللہ تعالیٰ دس نیکیاں عطا فرماتے ہیں، بعض مرتبہ ماں کی چھاتی میں دودھ نہیں رہتا حالانکہ بچہ چوستا رہتا ہے اس پر بھی اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا دودھ پلانے پر ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسے آدمی کا عمل بہت زیادہ پسند ہے جس کے عمل میں اخلاص ہو، ریا کاری نہ ہو۔ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے احکامات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

اتباعِ رسول ﷺ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَقَالَ تَعَالٰى مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَقَالَ تَعَالٰى وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم. وَقَدْقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ.

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ   كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ   صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمد کا تمہیں پاس نہیں

پہونچے بلندی پر وہ اپنے کمال سے۔ کھول دیا اندھیریوں کو اپنے جمال سے، اچھی ہیں آپ کی تمام عادتیں۔ درود پڑھئے آپ (ﷺ) پر اور آپ کی اولاد پر۔

حضرات علماء کرام، نوجوانان اسلام، پردہ نشین عورتیں اور عزیز طلبہ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے کائنات کو محض اپنے فضل وکرم سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے طفیل میں پیدا فرمایا، یہ ایک ایسے عظیم الشان اور فخر کائنات کے عنوان پر جلسہ کا انعقاد ہے جن کی ثنا خوانی اور جن کی تعریف ساری دنیا بھی کرے تو آپ ﷺ کی تعریف صحیح معنوں میں نہیں ہوسکتی۔

سیرت خود ایک روشنی ہے

یہ جلسۂ سیرت ہے، سیرت کے عنوان پر اکثر یہ بات سنتے ہوئے اور کہتے ہوئے دیکھا گیا ہے کہ فلاں صاحب سیرت پر روشنی ڈالیں گے، میں عرض کرتا ہوں کہ سیرت خود ایک روشنی ہے جس سے سارا عالم منور ہے، سیرت النبی ﷺ ایک آئینہ ہے جس میں انسان اپنے خدوخال اور اپنی خیر وخوبی اور اپنی برائی کو دیکھ کر اپنے آپ کو سنوارنے کی کوشش کرتا ہے، سیرت غلاموں کے لئے آزادی ہے اور عام انسانوں کے لئے راحت ہے، عورتوں کے لئے عشرت ہے، سیرت ایک ایسا عنوان ہے کہ جس پر جتنا بولا جائے اتنا ہی کم ہے، سیرت کی کوئی انتہا نہیں ہے، سیرت پر علمائے کرام چودہ سو سال سے بولتے آرہے ہیں اور قیامت تک بولتے رہیں گے اور آپ اس موضوع پر سنتے رہیں گے لیکن پھر بھی سیرت کو مکمل بیان نہیں کرسکیں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضور ﷺ کی وفات پر فرمایا تھا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ کی حیات بھی پاک تھی اور آپ کی وفات بھی پاک ہے، محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت ایک ایسا وسیع عنوان ہے کہ جس پر سیر حاصل ایک گھنٹے میں کچھ بھی

نہیں کہا جا سکتا، اسلئے کہ سیرت پر آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جائے یا آپ ﷺ کی شیر خوارگی کے زمانے کا ذکر کیا جائے؟ آپ ﷺ کے بچپن کا زمانہ بیان کیا جائے یا آپ ﷺ کا لڑکپن؟ آپ ﷺ کی جوانی بیان کی جائے یا آپ ﷺ کی مکی زندگی بیان کی جائے یا مدنی زندگی، کون سا پہلو بیان کیا جائے، بہرحال جیسے کسی کو خوشبوؤں اور پھولوں سے عشق ہو اور وہ ایسے چمن میں پہونچ جائے جہاں ہزاروں قسم کے پھول ہوں اور ہزاروں قسم کی خوشبوئیں ہوں اور ہزاروں قسم کے رنگ ہوں تو آدمی کو مشکل ہو جائے گا کہ وہ کس پھول اور خوشبو کا انتخاب کرے، یہی حال حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت کے کس پہلو کو اس مختصر سے وقت میں بیان کیا جائے، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت جوانوں کے لئے بھی ہے، آپ ﷺ کی سیرت بچوں کے لئے بھی ہے، آپ ﷺ کی سیرت عورتوں کے لئے بھی ہے، آپ ﷺ کی سیرت بوڑھوں کے لئے بھی ہے، آپ ﷺ کی سیرت غلاموں کے لئے بھی ہے، آپ ﷺ کی سیرت دوستوں کے لئے بھی ہے، آپ ﷺ کی سیرت دشمنوں کے لئے بھی ہے، آپ ﷺ کی سیرت اپنوں اور غیروں کے لئے بھی ہے، اتنے سارے عنوانات ہیں ظاہر بات ہے اس مختصر اجلاس میں میں یہ چاہوں گا کہ سیرت کے مختلف پہلوؤں پر اجمالی بات ہو۔

نبی ﷺ کی سیرت سے ہر مسلمان وابستہ ہے

آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے ہر مسلمان وابستہ ہے اور ہر مسلمان کو عشق و محبت ہے، بقول شاعر

وہ دل ہی اجڑ جائے وہ قلب ہی مٹ جائے
جس میں رخِ احمدؐ کی تصویر نہیں ہوتی

مسلمان کے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے اور اسی محبت کا نتیجہ ہے کہ سال بھر ساری دنیا میں ایسے پروگرام چلتے ہیں اور ایسی مجالس منعقد ہوتی ہیں جس میں آپ ﷺ کا تذکرہ اور ذکر خیر ہوتا ہے اور آپؐ کی سیرت بیان کی جاتی ہیں، آپ ﷺ کے احسانات جو آپ ﷺ نے انسانیت پر فرمائے ہیں بیان کئے جاتے ہیں، آپ ﷺ محسن کائنات ہیں، آپ ﷺ ساری انسانیت پر رحم کرنے والے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے، حضور پاک ﷺ نے زندگی کے ہر گوشہ کے لئے اپنی سیرت چھوڑی، میں نے عرض کیا تھا کہ آپ ﷺ کی سیرت بچوں کے لئے بھی ہے اسی پر ایک واقعہ میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔

ایک عورت کا واقعہ

ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی ہے اور عرض کرتی ہے اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا بچہ بیمار ہے آپ اس پر دم کر دیجئے اور دعا فرمائیے حضور ﷺ اس بچہ کو گود میں اٹھا لیتے ہیں، وہ بچہ کتنا خوش قسمت ہے کہ شیر خوار ہے، ابھی ناسمجھ ہے لیکن آقائے دو جہاں ﷺ کی گود میں ہے، آپ ﷺ اس کو اپنی گود میں لیتے ہیں، ابھی اس کے لئے دعا بھی نہیں فرماتے کہ بچے کا پیشاب نکل جاتا ہے، عورت گھبرا جاتی ہے اور عرض کرتی ہے یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے کپڑے ناپاک ہوگئے ہیں، بچے کو واپس دیدیجئے، مجھے بہت تکلیف ہوئی، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں نہیں اس کو پیشاب کر لینے دو، ایسا نہ ہو کہ اس کا پیشاب بند ہو جائے۔ تو پتہ یہ چلا کہ حضور ﷺ کی سیرت بچوں کے لئے بھی ہے کہ آپ ﷺ بچوں پر حد درجہ شفقت فرماتے تھے۔

یہ مسجد کے کبوتر ہیں

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں بچے شور مچا رہے تھے ایک صحابی آئے اور بچوں کو ڈانٹنے لگے، حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ان بچوں کو مت ڈانٹو، ان کو مت دھمکاؤ، یہ بچے مسجد کے کبوتر ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے دل میں بچوں کے لئے رحم نہ ہو اور بچوں کے لئے پیار نہ ہو اس پر اللہ کی طرف سے رحمت کا دروازہ بند ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بچے جنت کے باغوں کے پھول ہیں، حضور ﷺ حضرت امام حسینؓ کو پیار فرماتے اور گردن کے پاس ناک اس طرح لگا لیتے کہ دیکھنے والا یہ محسوس کرتا کہ آپ ﷺ ان کو سونگھ رہے ہیں، حضور ﷺ بچوں سے بہت پیار کرتے، حضرت ابراہیمؓ جو حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے ان کا انتقال ہو جاتا ہے، آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں، صحابہ کرام پوچھتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ بھی رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! میں بھی انسان ہوں، اللہ نے میرے اندر بھی رحم اور شفقت کا مادہ رکھا ہے، یہ بچوں کے متعلق حضور ﷺ کی سیرت ہے۔

ایک بچے کا واقعہ

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ایک بچہ کو دیکھا کہ وہ کھجور کے درخت پر ڈھیلا یا پتھر مار رہا ہے، آپ ﷺ نے اس کو منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو کھجوریں نیچے پڑی ہوئی ہیں ان کو اٹھا کر کھالو لیکن پتھر نہ مارو، ممکن ہے کہ کسی کے سر کو لگ جائے یا کسی کے جسم پر لگ جائے اور نقصان ہو، ایک یہودی نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ بچے کو پیار کر رہے ہیں تو اس نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ اس بچہ سے اتنا پیار کر رہے ہیں جب کہ میرے دس بیٹے ہیں لیکن میں نے کبھی ان کو پیار نہیں کیا، تو

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے دل سے اللہ رب العزت نے رحم نکال دیا ہے تو میں کیا کروں؟ معلوم ہوا کہ بچوں سے پیار کرنا حضور ﷺ کی سیرت ہے، میں نے عرض کیا تھا کہ حضور ﷺ کی سیرت بچوں کے لئے بھی ہے اور عورتوں کے لئے بھی، ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری عورتیں ہی شکوہ شکایت کرتی ہیں اور ساری خامیاں ہماری عورتوں ہی میں ہے، ایسا نہیں نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں بھی ایسے واقعات پیش آئے ہیں آپ ﷺ نے عورتوں کے لئے بھی سیرت چھوڑی ہے۔

حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ کا واقعہ

حضور ﷺ اپنی ایک زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے شہد کھا کر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس تشریف لے گئے، حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جان بوجھ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے دہن مبارک سے مغافیر کی بو آرہی ہے، آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کا دل رکھنے کے لئے فرمایا کہ اے عائشہ! میں قسم کھاتا ہوں کہ اب کبھی میں شہد نہیں کھاؤں گا، اسلئے کہ تمہیں پسند نہیں، لیکن قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ اے محمد ﷺ جس چیز کو ہم نے تمہارے حلال کیا ہے تم اس کو اپنے اوپر کیوں حرام کرتے ہو؟ حضور ﷺ نے اس کے بعد شہد کھانا شروع کیا اور قسم کا کفارہ ادا کیا، حضور ﷺ کا انداز تربیت ایسا تھا کہ اگر کسی بات پر آپ ناراض ہیں تو ناراضگی اس طرح ہوتی تھی کہ آپ ﷺ کے چہرے کو دیکھ کر صحابہ معلوم کر لیا کرتے تھے کہ حضور ﷺ ناراض ہیں، آپ ﷺ کی زبان مبارک سے کبھی فحش کلمہ نہیں نکلا، آپ ﷺ کی زبان مبارک سے کسی کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہونچی۔

آج ہم سیرت کے ہر پہلو پر غور کریں، ہم تھوڑے سے غصہ میں کہاں سے کہاں پہونچ جاتے ہیں، ہمارا دماغ اور زبان بے قابو ہوجاتی ہیں، خیالات منتشر ہوجاتے ہیں اور زبان سے گندی گندی گالیاں شروع ہوجاتی ہیں۔

حضور ﷺ کا ایک یہودی مہمان

ایک مرتبہ آپ ﷺ کے پاس ایک یہودی آیا، آپ ﷺ نے بکری کا دودھ نکالا اور اس کو پیش کردیا، یہودی سارا دودھ پی گیا، حضور ﷺ فاقے سے رہے اور ایسے ہی سو گئے، اس یہودی نے جان بوجھ کر بستر ناپاک کردیا، غلاظت کردی اور صبح ہوتے ہی اٹھ کر گھر سے نکل گیا، راستے میں خیال آیا کہ میں اپنی تلوار اسی کوٹھڑی میں چھوڑ آیا ہوں، واپس ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ حضور ﷺ اپنے دست مبارک سے بستر کو صاف کررہے ہیں جس کو وہ یہودی خراب کرکے چلا گیا تھا، صحابہ عرض کررہے ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اس کو دھودیتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا نہیں، یہ میرا مہمان تھا اسلئے اس کی خدمت اور تواضع کرنا میری ذمہ داری ہے، جب اس یہودی نے دیکھا تو آپ ﷺ کے اخلاق سے اس قدر متاثر ہوا کہ اسی وقت مسلمان ہوگیا، تو حضور ﷺ کی سیرت دشمنوں کے لئے بھی ہے۔

ایک دشمنِ اسلام کا واقعہ

حدیث میں ایک مشہور واقعہ ہے کہ حضور ﷺ جہاد کے لئے تشریف لے جارہے ہیں، سخت گرمی کا موسم ہے دو پہر ہوگئی، صحابہ کو جہاں جگہ ملی لیٹ گئے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے تھوڑا سا سایہ ہے، آپ ؐ نے اپنی تلوار درخت کی شاخ پر لٹکائی اور آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے، ایک

بدو دشمن اسلام آپ ﷺ کی تاک میں تھا اس نے دیکھا کہ آپ ﷺ آرام فرمارہے ہیں آنکھیں بند ہیں، قریب آیا اور تلوار پر قبضہ کرلیا اور آواز دے کر کہا کہ اے محمد ﷺ! تمہاری تلوار میرے پاس ہے بتاؤ اب تمہیں کون بچائے گا؟ حضور ﷺ اٹھے اور مسکراتے ہوئے فرمانے لگے اللہ بچائے گا، اس لفظ کا سننا تھا کہ اس کے ہاتھ کانپنے لگے اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی، حضور ﷺ نے تلوار ہاتھ میں لی اور ارشاد فرمایا کہ او دشمنِ خدا! اب بتا تجھے کون بچائے گا؟ دشمن کا ایمان خدا پر کہاں تھا اس نے کہا اے محمد ﷺ! تم ہی بچا سکتے ہو، کوئی دوسرا بچانے والا نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تجھے معاف کیا، دشمن نے دیکھا کہ محمد ﷺ ابھی تلوار پر پوری طرح قابض تھے لیکن اپنے اخلاق کی وجہ سے مجھ جیسے دشمن کو معاف کردیا، واقعی یہ کام اللہ کے نبی ﷺ کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا، فوراً اسلام قبول کرلیا، یہ سیرت ہے دشمنوں کے لئے، تھوڑا سا معلوم ہوجائے کہ فلاں آدمی مخالف ہے تو اس کو تکلیف دینے کے لئے جتنی طاقت اور تدبیریں ہوسکتی ہیں سب کو اپنالیا جائے گا اور اس کو مزہ چکھانے کی کوشش کی جائے گی، یہ آپ ﷺ کی سیرت کے خلاف ہے۔

بیوی کی دلجوئی

تو میں عرض کررہا تھا کہ کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کے لئے بھی سیرت چھوڑی ہے، حضرت عائشہ صدیقہؓ ساری دنیا کے مسلمانوں کی ماں ہیں، آپ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ میری خاطر اور دلداری فرماتے کہ جب کھانا کھاتے ہوئے کوئی ہڈی میرے ہاتھ میں ہوتی اور میں اس کو رکھنا چاہتی تو آپ ﷺ فوراً لے لیتے اور اسی جگہ سے چوستے جہاں سے میں نے اس کو کھایا تھا، یہ آپ ﷺ کی سیرت ہے عورتوں کے لئے، حضور ﷺ کو کتنی محبت تھی حضرت عائشہؓ سے اور حضرت عائشہؓ کو کتنی محبت تھی

آپ ﷺ سے، کہ آپ ﷺ کا بچا ہوا کھانا بڑے مزے سے کھایا کرتی تھیں، جب مہمانوں کے کھانے کے بعد برتن واپس آتے تو فرماتی ہیں کہ جس برتن اور پیالے میں آپ ﷺ کھانا کھاتے میں فوراً پہچان لیتی، صحابہ نے عرض کیا کہ کس طرح سے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ برتن سب سے زیادہ صاف ہوتا تھا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پھر میں پیالے کو چاٹتی تھی اور اتنا چاٹتی تھی کہ میری انگلی سرخ ہوجاتی۔

فیشن سیرت نہیں

یہ حضور ﷺ کی سیرت اور سنت ہے، آج ہمارے یہاں فیشن بن گیا ہے شادیوں میں اگر کھڑے ہوکر کھانا نہیں کھایا تو لوگ کہیں گے کہ یہ دقیانوسی لوگ ہیں، اگر کھانا نہیں بچایا تو کہیں گے کہ یہ دیہاتی لوگ ہیں، ان کو تمیز نہیں ہے، کھانے میں ان کی نیت خراب ہے، آپ ﷺ ایک طرف سے کھاتے اور اس طرح کھاتے کہ برتن بالکل صاف ہوجاتا تھا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کی درخواست

حضرت عمر فاروقؓ فلسطین کے شہر یروشلم اور بیت المقدس تشریف لے گئے، وہاں کھانے کے لئے بیٹھے تو حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ امیر المومنین! برتن کو انگلی سے نہ چاٹا جائے، یہاں کے یہودی اس کو عیب سمجھتے ہیں، حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ اگر کوئی غیر مسلم ہمارے نبی ﷺ کی سنت کو حقیر سمجھتا ہے تو ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے، دشمن کو خوش کرنے کے لئے ایک سنت کو کبھی ترک نہیں کرسکتے۔ آج ہماری عادت سیرت نبوی کے بالکل برعکس ہے، آپ ﷺ کی سیرت یہ ہے کہ دشمنوں کو معاف کیا جائے، ہماری عادت یہ ہے کہ دشمنوں سے بدلہ لیا جائے،

آپ ﷺ کی سیرت یہ ہے کہ احسان کیا جائے اور ہماری عادت یہ ہے کہ احسان کرنے والے کو نقصان پہونچایا جائے۔

آپ ﷺ کی سیرت غلاموں کے لئے بھی ہے، آج نوکروں اور ماتحتوں کو جو تکلیف دیتے ہیں اس کے لئے نبی کریم ﷺ نے بڑی تنبیہ فرمائی ہے۔

ایک صحابی کو غلام کے متعلق تنبیہ

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے دیکھا کہ ایک صحابی اپنے غلام کو مار رہے ہیں، آپ ﷺ نے ان کو روک دیا اور ارشاد فرمایا کہ ایسا مت کرو یہ اللہ کو سخت ناپسند ہے، صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں اپنے غلام کے ساتھ کیسا سلوک کروں؟ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جیسا تو پہنے ویسا ہی پہنا، جیسا تو کھائے ویسا ہی اس کو کھلا جو تو اپنے لئے پسند کرے اس کے لئے بھی ویسا ہی پسند کر، اور ارشاد فرمایا کہ نمازی غلام کو مت مارا کرو، اسلئے کہ وہ اللہ کو یاد کرنے والا ہے اور ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے غلام اور نوکر کے ساتھ احسان کیا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ساتھ احسان کا معاملہ فرمائیں گے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت بڑی وسیع اور عظیم الشان ہے، آپ ﷺ نے زندگی کے ہر شعبہ کے لئے اپنی سیرت چھوڑی ہے، آپ ﷺ نے تجارت کرنے والوں کے لئے بھی اپنی سیرت چھوڑی ہے۔

دھوکہ دینے سے احتراز کی تعلیم

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ مدینہ کے بازار میں تشریف لے گئے، بارش ہوکر رُکی تھی، دیکھا کہ ایک جگہ اناج کا ڈھیر لگا ہوا ہے جو بالکل سوکھا ہے، حضور ﷺ کو بڑا تعجب ہوا کہ ابھی بارش ہو رہی تھی اور یہ اناج بالکل نہیں بھیگا ہے اس کی

کیا وجہ ہے؟ حضور ﷺ کو شک ہوا آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس اناج کے ڈھیر میں ڈال دیا، معلوم ہوا کہ اوپر کا بھیگا ہوا اناج اندر کیا گیا ہے اور اندر کا سوکھا باہر، آپ ﷺ نے اس دکاندار سے فرمایا یہ دھوکہ ہے اور فرمایا کہ جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں، لیکن آج دھوکہ دینا عقلمندی سمجھا جاتا ہے، آج دھوکہ دینا، عیاری کے ساتھ کمانا کامیابی میں شمار ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ صاحب بہت بڑے عقلمند ہیں، صبح کو جاتے ہیں اور شام تک بہت سا کما کر لاتے ہیں، یہ معلوم نہیں کہ کس طرح سے کما رہا ہے۔

ایک واقعہ

حضرت صفیہؓ جو ساری دنیا کے مسلمانوں کی ماں ہیں، حضرت صفیہؓ کا قد چھوٹا تھا یعنی پستہ قد تھیں، ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے ہاتھ کا اشارہ کرکے ان کو (پستہ قد کہہ دیا) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! آج تم نے ایسی بات کہہ دی کہ اگر اس کو سمندر میں ڈال دیا جائے تو سمندر کا پانی بھی کڑوا ہو جائے، اس کے بعد حضور پاک ﷺ نے پانی منگایا اور حضرت عائشہؓ سے کلی کرائی، یہ حضور ﷺ کا معجزہ تھا کہ کلی کرتے ہی حضرت عائشہؓ کے منہ سے خون کی بوٹیاں نکلیں، لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ جو لوگ غیبت کرتے ہیں وہ گویا اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھاتے ہیں، حضور ﷺ نے اپنے معجزہ سے دکھا دیا کہ غیبت کرنے والے کے حلق اور معدے میں روحانی طور پر گوشت پہونچ جاتا ہے، ایک مرتبہ ایک صحابی آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم نے گوشت کھایا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اپنے کسی بھائی کا گوشت کھایا ہے یعنی غیبت کی ہے،

حضور ﷺ جس طرح تجارت کرنے والوں اور دکانداروں کی اصلاح فرماتے، زراعت کرنے والوں کی اصلاح فرماتے، گھر میں رہنے والی عورتوں کی بھی اصلاح فرماتے، ایک صحابیؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے بڑا نفع کمایا، پوچھا کس طرح کمایا؟ عرض کیا صبح سے شام تک سامان خریدتا اور بیچتا رہا کئی مرتبہ ایسا ہی ہوا، یہاں تک کہ تین ہزار درہم صبح سے شام تک کمائے، آپ ﷺ نے بڑے پیار سے ان کی اصلاح فرمائی، ارشاد فرمایا کہ میں تم کو اس سے بہتر چیز نہ بتلاؤں؟ انہوں نے کہا ضرور بتائیے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب کے بعد دو رکعت نفل نماز اللہ کو راضی کرنے اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے پڑھ لی جائے تین ہزار درہم سے کہیں زیادہ بہتر اور افضل ہے، یہ تھا اندازِ تربیت، آج ہمارے یہاں ہر کام کے لئے وقت ہے لیکن نماز کے لئے وقت نہیں ہے جبکہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے، يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اے ایمان والو! تم نماز اور صبر کے ذریعہ سے اللہ کی مدد طلب کرو، کسی صاحب سے پوچھا جائے کہ آپ مسجد میں نماز کے لئے نہیں آرہے ہیں؟ وہ بڑے اطمینان سے جواب دیتے ہیں کہ صاحب! فرصت نہیں مل رہی ہے، جب کہ حضرت پیران پیر دستگیرؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ بے نمازی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرو۔ اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ جس نے ایک وقت کی نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑ دی وہ کفر کے دروازہ پر پہونچ گیا۔

حضور ﷺ کھانا کیسا کھاتے تھے؟

آج مسلمان کے لئے نماز چھوڑنا آسان ہے، فرائض کو چھوڑنا آسان، سنتوں کو روندنا آسان، لیکن ہماری کوئی خواہش چھوٹنے نہ پائے، صحابہ کرامؓ نے

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا اے ام المومنین ! حضور ﷺ سالن کیسا کھاتے تھے؟ حضور ﷺ کا کھانا کیسا ہوتا تھا؟ حضرت عائشہؓ نے گوشت ابالنے کے لئے ہانڈی میں ڈالا اور اس میں روٹی کے سوکھے ٹکڑے ڈالے اور پکایا اور پھر اس کو ایک برتن میں نکال کر پیش کیا، صحابہ کھا کر رونے لگے اور کہنے لگے کہ اس میں نہ تو مرچ ہے اور نہ نمک ہے نبی ﷺ اس کھانے کو کیسے کھاتے تھے؟ آپ ﷺ نے ہمارے لئے سیرت چھوڑی، یہ دنیا صرف کھانے پینے کے لئے نہیں، آج بی پی اور دل کی بیماریاں عام ہیں ڈاکٹر اور اطباء کہتے ہیں نمک، تیل، چربی گھی کم سے کم کھائیں، حضور ﷺ کے کھانے سے انسانوں کو سبق ملتا ہے کہ چٹ پٹے اور لذیذ کھانوں میں صحت نہیں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَللّٰھُمَّ لاعَیْشَ اِلاَّ عَیْشَ الْاٰخِرَۃِ فَغْفَرَ لِلْاَنْصَارُ وَالْمُھَاجِرِیْنَ اے اللہ! عیش ہے تو صرف آخرت کا عیش ہے وہ ہم سب کو عطا فرما اور انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔

عرب کا زمانۂ جاہلیت

تاریخ میں آتا ہے کہ سینکڑوں اور ہزاروں لڑکیوں کو ماں باپ اپنے گھر میں کاٹ کر کھا لیا کرتے تھے، حیوانیت بہت اونچے درجے کی ان کے اندر آچکی تھی، سانپ بچھو، کیڑے چھپکلی، مینڈھک کھانا کوئی عیب نہیں تھا، شراب کا پینا بالکل معمولی جیسے آج پانی پیتے ہیں، قتل بالکل معمولی بات تھی قرآن کریم میں آتا ہے: یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْہِ قُلْ قِتَالِ فِیْہِ کَبِیْرٌ علماء کرام لکھتے ہیں کہ عرب کا یہ حال تھا کہ ایک آدمی نے دوسرے قبیلے کے آدمی کو قتل کر دیا تو اس کے خاندان والے اس کے دو آدمیوں کا قتل کرتے، یہ سلسلہ پچاس پچاس بلکہ سو سو سال تک چلتا تھا، مطلب یہ کہ

پیڑھی کی پیڑھی ختم ہو جاتی، مگر قتل و قتال بند نہیں ہوتا تھا حضور ﷺ کا ساری انسانیت پر احسان عظیم ہے دنیا کے لوگوں کو آپ ﷺ نے انسانیت سکھائی، آدمیوں کو جینا سکھایا، زندگی گذارنی سکھائی، آپ ﷺ نے بتایا کہ بچوں کے ساتھ کس طرح شفقت کی جاتی ہے اور کس طرح سے بڑوں کا ادب کیا جاتا ہے، حضور ﷺ نے صاف ارشاد فرمایا خصوصیت سے نوجوانوں کے لئے جو چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور بڑوں کا اکرام نہ کرے ادب نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

آج مسلم نوجوانوں میں ماشاء اللہ بڑی بیداری آئی ہے، لیکن بڑوں کا ادب کم ہوتا جا رہا ہے، ایک زمانہ وہ بھی تھا ہم اپنے بچپن میں جب کسی بڑے بوڑھے آدمی کے پاس جاتے تو ٹوپی پہن لیا کرتے، کہ بزرگ کے سامنے جا رہے ہیں بغیر ٹوپی کے چلے جائیں ایسا ہرگز نہ ہوتا، آج بغیر ٹوپی کے بزرگوں کے سامنے جانا تو کوئی بری بات نہیں ہے بغیر ٹوپی کے نماز پڑھنا فیشن بنتا چلا جا رہا ہے، آج ہم پارٹ ٹائم مسلمان ہیں مسجد پہونچتے ہیں تو سر پر ٹوپی آجاتی ہے اور جب مسجد سے باہر نکلتے ہیں تو ٹوپی جیب میں چلی جاتی ہے اور پائجامہ یا پینٹ پھر وہیں چلا جاتا ہے جہاں پہلے تھا محمد ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے قیامت کے دن بڑی غضب ناک حالت میں ملیں گے ان میں ایک آدمی وہ بھی ہے کہ جو اپنا ازار یعنی پائجامہ ٹخنوں سے نیچا پہنتا ہے۔

دوستو اور بزرگو! ہماری معاشرت، تہذیب اور ہمارا کلچر سیرت طیبہ کے برعکس ہے، کس کس چیز کو لیا جائے اور کس کس چیز کو بیان کیا جائے؟ کس چیز کا تذکرہ کیا جائے اور کس چیز کو چھوڑا جائے، حضور ﷺ کی سیرت کے پہلوؤں میں سے ہماری زندگی میں دس فیصد بھی آجائیں تو واللہ ہماری نجات آسان ہو جائے۔

حضور ﷺ کا طرزِ عمل

حضور ﷺ گھر تشریف لے جاتے، اگر آپ دیکھتے کہ گھر میں صفائی نہیں ہے تو آپ ﷺ خود جھاڑو دیدیا کرتے تھے، آج کوئی مرد ایسا ہے جو اپنے گھر کی عورتوں پر اتنا مہربان ہو؟، حضور ﷺ کو کھانے میں اگر دیر ہو جاتی تو آپ ﷺ ناک بھوں نہیں چڑھاتے تھے، کھانے میں کوئی کمی ہے تو اس میں عیب نہیں نکالتے تھے، بیوی پر ناراض نہیں ہوتے تھے، آج ہمارا یہ عالم ہے کہ بیوی نماز چھوڑ دے تو کچھ کہنے کی ہمت نہیں ہوتی، قرآن نہیں پڑھ رہی ہے تو زبان سے نصیحت کرنے کی کوئی بات نہیں نکلتی، شریعت کے خلاف کوئی کام کر رہی ہے تو زبان سے بھی تنبیہ نہیں کی جاتی، عورتیں اگر سر پر دوپٹہ نہیں رکھتیں تو اس پر تنبیہ نہیں کر سکتے!

آج مسلمان بدنام ہے

دوستو اور بزرگو! دیکھیں اور غور کریں کہ آج ہم کہاں جا رہے ہیں؟ حضور ﷺ کی سیرت کتنی پیاری ہے اور ہماری زندگی میں کتنے بگاڑ آگئے ہیں، نبی کریم ﷺ نے صاف ارشاد فرمایا جو شخص جھوٹ بولتا ہے ایمان سے اس طرح الگ ہو جاتا ہے جیسے کرتا بدن سے نکال کر کھونٹی پر لٹکا دیا جائے، آج جھوٹ بولنا بہت آسان ہے، ایک زمانہ میں غیر مسلم کہا کرتے تھے کہ پہاڑ اپنی جگہ سے دوسری جگہ چلا گیا تو ہمیں یقین ہو جائے گا لیکن کوئی یہ کہے کہ مسلمان جھوٹ بولتا ہے تو کبھی یقین نہیں آئے گا! اور آج ہماری حالت کیا ہے؟ دوستو بزرگو! مسلمان نوجوان سب سے زیادہ جھوٹا ہے، غیر مسلم جن کے پاس آسمانی کتاب نہیں ہے، جن کے پاس آسمانی قانون نہیں ہے، جن کے پاس خدائی دین نہیں ہے، جو بالکل گمراہی میں ڈوبے ہوئے ہیں، ایسے لوگ آج کہتے ہیں کہ مسلمانوں سے کاروبار نہ کرو، مسلمانوں کے ساتھ تجارت نہ کرو، مسلمانوں سے لین دین نہ کرو، اسلئے کہ مسلمان دھوکے باز ہے، مسلمان جھوٹ بولتا ہے، مسلمان عیار اور مکار ہے، نہیں معلوم کتنے عیب نکالے جاتے ہیں، آج ساری برائیاں ہماری طرف منسوب کی جارہی ہیں۔

محترم دوستو اور بزرگو! میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت کی تلاوت کا شرف حاصل کیا اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ جس نے حضور پاک ﷺ کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی اور فرمایا حضور ﷺ نے اے میرے صحابہ! جب تک میں تم کو تمہارے مال، بیوی اور بچوں یہاں تک کہ تمہاری جان سے بھی زیادہ عزیز نہ بن جاؤں اس وقت تک تمہارا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔

دوستو اور بزرگو! آج ایمانداری سے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر دیکھیں کہ کیا ہم کو واقعی حضور ﷺ اپنی جان و مال اور بچوں سے زیادہ عزیز ہیں، اگر نہیں تو واللہ ہمارا ایمان مکمل نہیں ہے، حضور ﷺ نے جب یہ حدیث بیان کی تو حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے مال سے زیادہ عزیز، آپ مجھے بچوں سے زیادہ عزیز لیکن میری جان سے زیادہ عزیز نہیں ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر! ابھی تمہارا ایمان مکمل نہیں ہوا، حضرت عمرؓ تڑپ گئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! قسم ہے مجھے اپنے پیدا کرنے والے کی اور اس ہستی کی جس نے آپ کو نبی اور رسول بنا کر بھیجا آپ مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر! اب تمہارا ایمان مکمل ہوا۔

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

نماز کی اہمیت

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلاَ تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَداً صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصافِ حجازی نہ رہے

بزرگان محترم ،نوجوانان اسلام ،عزیز طلبہ! جب بندہ صدق دل سے اللہ اوراس کے رسول ؐ پرایمان لے آتا ہے یعنی مسلمان ہوجاتا ہے تواس پرسب سے پہلے فرض ہونے والی عبادت،نماز ہے۔

توحید کے بعدسب سے پہلے نماز ہے

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان ہیں ان میں سب سے پہلے توحید ہے،توحید کے معنیٰ ہیں اللہ کوایک ماننا، دل سے اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

اور محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اب دل سے یہ اقرار ہوگیااور عمل کی توفیق ہوگئی توسب سے پہلے نماز فرض ہوتی ہے۔سیدنا ابوبکر صدیقؓ جب ایمان لائے حضور ﷺ کے دست مبارک پراسلام قبول کیااور پوچھایانبی اللہ!اب میں کیا کروں؟ آپ نے ارشادفرمایا کہ جوکام میں کروں وہی تم کرو، چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے نماز پڑھی اورخدا کاشکر ادا کیا کہ یااللہ مجھ جیسے بندے کواپنے رسول ﷺ کا رفیق بنایااوراسلام کی دولت سے نوازا۔معلوم ہوا کہ کلمہ توحید کے بعدسب سے اہم اورضروری عمل نماز ہے جو بندے پرفرض ہے،حضور ﷺ کونماز سے بے پناہ محبت تھی آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ تمہاری دنیامیں سے مجھے تین چیزیں مرغوب ہیں،ایک خوشبو،دوسرے نمازاور تیسرے وہ عورت جس سے نکاح ہو،خوشبواللہ کے نبی ﷺ کواسلئے پسندتھی کہ خوشبو سے دماغ معطرہوتا ہے اورخوشبو سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اورروح میں تازگی عطاہوتی ہے اورخوشبولگانا جملہ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے اور یہ کہ خوشبو جنت کی نعمتوں میں سے ہے۔

اورنماز کے تعلق سے ارشادفرمایا:اَلصَّلوٰۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْن نمازمسلمانوں کی معراج ہے مومن بندہ جب نماز پڑھتا ہے تووہ اللہ تعالیٰ سے چپکے چپکے باتیں کرتا ہے،نمازایک ایساعمل ہے جوانسان کواللہ سے نزدیک کردیتا ہے،حدیث پاک میں ہے یہ بندہ سجدے میں ہوتا ہے تواللہ تعالیٰ درمیان سے ستر ہزار پردے اٹھادیتے ہیں،بندہ اللہ کے بالکل نزدیک ہوتا ہے اورپھروہ بندہ سجدہ میں جومانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کوعنایت فرماتے ہیں۔

نماز کے تعلق سے ارشادفرمایا:اَلصَّلوٰۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْن نمازتمام مسلمانوں کے لئے معراج ہے معراج کے معنیٰ ہیں ذریعہ،سیڑھی،یعنی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کاایک واسطہ،مسلمان نماز پڑھتا ہے تواللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے۔

دنیا میں اگر کسی منسٹر، وزیر اعظم یا کسی بڑے آدمی سے ملاقات ہوجائے تو ہر ملنے والے سے اس کا تذکرہ ہوتا ہے، اخبار میں آتا ہے ریڈیو پر نشر ہوتا ہے کہ فلاں صاحب کی بڑی عزت ہورہی ہے کہ ان سے گورنر نے بات کی ہے لیکن نماز میں براہ راست احکم الحاکمین، رب العالمین سے بات ہورہی ہے اس سے بڑھ کر اور کیا عزت ہوسکتی ہے بندے کے لئے، کہ اللہ تعالیٰ بندے سے گفتگو فرمائیں، یہ سب سے بڑی سعادت مندی ہے۔

نماز دین کا ستون ہے

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُالدِّیْن نماز دین کا ستون ہے جس طرح گھر کی چھت بغیر ستون کے نہیں رہ سکتی اسی طرح سے نماز کے بغیر انسان کا دین اور ایمان نہیں رہ سکتا، اگر دین کو قائم رکھنا ہے تو نماز کو قائم رکھنا ہے، اگر ایمان کو مضبوط بنانا ہے تو نماز کو بھی مضبوطی کے ساتھ پکڑ لینا ہے، قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے جگہ جگہ ارشاد فرمایا، کتابوں میں لکھا ہے کہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے آٹھ سو مقامات پر نماز کا ذکر فرمایا: اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ. اَقِمِ الصَّلٰوۃِ اور اپنے بندوں کو نماز کی طرف متوجہ کر کے فرمایا: وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ وَاسْجُدُوْا مَعَ السَّاجِدِیْنَ سجدہ کرو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ، اور کسی مقام پر فرمایا تم ذکر کرو ذکر کرنے والوں کے ساتھ اور پھر ایک مقام پر فرمایا: فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْلِیْ وَلاَ تَکْفُرُوْنَ تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔

حضور ﷺ کے زمانے میں سو فیصد مسلمان نمازی تھے

حضور ﷺ اور صحابہؓ کے زمانے میں تمام مسلمان نمازی تھے کوئی ایسا نہیں تھا جو بے نمازی ہو یہاں تک کہ منافق کو بھی نماز چھوڑنے کی ہمت نہیں ہوتی

تھی اس کو یہ ڈر رہوتا تھا کہ مسلمان منافق کہیں گے، امت مسلمہ جہاں بہت سی چیزیں کھو چکی ہے اور امت کا شیرازہ بکھر چکا ہے اسلامیات کے تعلق سے، معیشت اور معاشرت کے تعلق سے، دینیات کے تعلق سے، تعلیمات اور عملیات کے تعلق سے بہت سے شیرازے بکھر چکے ہیں وہاں آخری شیرازہ نماز ہے یہ نماز بھی ہماری زندگی سے نکلتی جارہی ہے۔

آج امت کا دس فیصد طبقہ بھی نماز نہیں پڑھتا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ آخری زمانے میں میری امت کا شیرازہ بکھر جائے گا اور ایک ایک کر کے ساری لڑیاں اور زنجیریں ٹوٹ جائیں گی اور پھر ایک وقت وہ بھی آئے گا کہ مسلمان مساجد اور نماز سے دور ہوتے چلے جائیں گے۔

حضور ﷺ نے ایک اور تنبیہہ فرمائی جس کو بیہقی نے روایت کیا ہے فرمایا حضورؐ نے کہ مسجدیں نمازیوں سے پر ہوں گی اور دل ہدایت سے خالی ہوں گے، اسلئے کہ ہماری نماز رسمی ہے، ہم بظاہر قال اللہ وقال الرسول کرتے ہیں دین اسلام کا دم بھرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کا دم بھرتے ہیں، دعویٰ کرتے ہیں عشق رسول ﷺ کا، لیکن دوستو! ہماری سارے دعوے کھوکھلے ہیں، آج زمانہ ایسا آیا ہے کہ مساجد پکی ہیں لیکن نمازی کچے ہیں، امت اگر مضبوط ہونا چاہتی ہے تو وہ مسجد سے جڑے اور امت کا جب تک سو فیصد طبقہ مسجد سے نہیں جڑے گا اس وقت تک معاشرے کے اندر استحکام پیدا نہیں ہوگا تو حضور ﷺ نے نماز کے تعلق سے ارشاد فرمایا اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُالدِّیْنَ کہ نماز دین کا ستون ہے اور یوں ارشاد فرمایا کہ جو آدمی نماز نہ پڑھے اس کا دین میں کوئی مقام نہیں، ایک مسلمان حج بھی کر رہا ہے زکوٰۃ بھی دے رہا ہے، صدقہ بھی کر رہا ہے اور روزے بھی رکھ رہا ہے لیکن نماز نہیں

پڑھتا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس آدمی کی مثال ایسی ہے کہ پورا جسم موجود ہو لیکن اس کے جسم کے ساتھ سر جڑا ہوا نہ ہو یعنی اس کی کوئی اہمیت نہیں، نماز جب تک قائم نہ ہوگی اس وقت تک اس کا حج اور دیگر اعمال قبول نہیں ہوں گے۔

آج مسلمان کے پاس سارے کاروبار کے لئے وقت ہے لیکن نماز کے لئے وقت نہیں ہے پہلے مسلمان تھے کہ نماز اور عبادت کے بعد جو وقت بچتا اس میں کام کیا کرتے تھے لیکن اب کاموں سے جو وقت بچتا ہے اس میں بھی مشکل سے نماز پڑھتے ہیں اور اس میں بھی بڑی بھاگ دوڑ کی نماز ہوتی ہے۔

نماز کی چوری

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نماز میں چوری کرتے ہیں صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! بھلا نماز میں کیسے چوری ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ نماز کی چوری یہ ہے کہ اس کے رکوع اور سجود ٹھیک سے نہ کئے جائیں اور اس کے ارکان اچھی طرح سے ادا نہ کئے جائیں اللہ تعالیٰ ایسی نماز سے پناہ میں رکھے اور سب کو پکا سچا نمازی بنائے۔آمین!

مسجد صرف اللہ کے لئے ہے

خطبہ کے دوران میں نے قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی تھی وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلاَ تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا قرآن میں فرمایا اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لئے خاص ہیں کوئی دوسرا عمل اس میں نہیں ہوسکتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے مسجدوں کو عبادت کے لئے مختص کردیا ہے گھروں میں دوسرا ماحول رہتا ہے لیکن مسجد میں عبادت کا ماحول رہتا ہے مسلمان جب مسجد میں داخل ہوتا ہے تو گویا وہ خدا کے دربار میں داخل

ہوتا ہے اور دل میں یہ احساس ہوتا ہے کہ میں خدا کے سامنے ہوں، مسجد میں داخل ہوتے ہی انسان کے دل ودماغ اور نظریات بدل جاتے ہیں اسی لئے اللہ نے ارشاد فرمایا: وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلاَ تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا مسجدیں میرے لئے مخصوص ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب قیامت برپا ہوجائے گی تو عرش کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا جہاں انسان کو ٹھکانہ مل سکے سورج سوا نیزے پر ہوگا یعنی اتنے قریب ہوگا کہ انسانوں کے بدن اس کی گرمی سے تپتے ہوں گے اور اس وقت عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ سات قسم کے لوگ ہیں جن کو قیامت کے دن عرش کا سایہ نصیب ہوگا ان میں ایک آدمی وہ بھی ہے جس کا دل مسجد میں اٹکا ہو کہ کب اذان ہو اور میں نماز پڑھوں اور مسجد میں جاؤں تو ایسے آدمی کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عرش کا سایہ نصیب فرمائیں گے۔

دوستو! آج ساری چیزوں کی قیمت ہے لیکن حضور ﷺ جو فرما رہے ہیں اس کی قیمت دلوں میں نہیں ہے اسلئے کہ ان کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ رہے ہیں اور جہنم کے عذاب اور قبر میں جو معاملات ہوتے ہیں ان کو ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا ہے اور منکر نکیر قبر میں جو سوالات کرتے ہیں ان کو آدمی نے اپنے کانوں سے نہیں سنا۔

قیامت کی ہولناکی جس کی منظر کشی قرآن کریم نے جگہ جگہ فرمائی ہے: اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اس دن کو یاد کرو جب آسمان پھٹ جائے گا: وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ اور زمین کو پھیلا دیا جائے گا کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر پناہ مل سکے وہ منظر ایسا ہوگا کہ انسان اپنے گناہوں کے بقدر پسینے میں ڈوبا ہوگا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی سے بندوں کا بیڑا پار ہوگا۔بہت سے مسلمان خود بھی نماز نہیں پڑھتے اور اپنے گھر والوں کو بھی نماز کی تاکید نہیں کرتے۔

آج گھر کے اندر ایک دو نمازی ہوتے ہیں باقی پورے گھر والے بے نمازی شوہر نماز کو جاتا ہے اور بیوی کے اوپر کمبل ڈال دیتا ہے وہ سوتی رہتی ہے یعنی میں جنت کی طرف جارہا ہوں تم جہنم کی تیاری کرو معاذ اللہ اس کو محبت اور شفقت کہا جانے لگا، اعمال بگڑتے رہیں اس کی ذرہ برابر پرواہ نہیں۔

ایک بزرگ کا واقعہ

ایک اللہ والے ایک مرتبہ رو رہے تھے کسی نے پوچھا حضرت! کیا بات ہے کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا جب میرے بیٹے کا انتقال ہوا تو پورا بغداد مجھے صبر کی تلقین کر رہا تھا کہ صبر کیجئے اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائیں گے لیکن آج میری نماز چھوٹ گئی تو کوئی مجھے تسلی دینے نہیں آیا۔ یہ حال تھا ہمارے بزرگوں کا، اللہ مسلمان پر رحم فرمائے آج ایسا مزاج بن گیا ہے کہ نماز چھوٹ جائے، کوئی افسوس کوئی غم نہیں ہوتا معلوم نہیں مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے اپنے اعمال کے بذریعہ بربادی خرید رہے ہیں۔

دوستو! نماز ایک ایسی عبادت ہے ایک صحابی حضور ﷺ سے سوال کرتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ! جنت میں ہم نماز پڑھیں گے یا نہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں وہاں نماز نہیں یعنی وہ اعمال کی جگہ نہیں ہے تو وہ صحابی عرض کرتے ہیں یارسول اللہ ﷺ! جس جنت میں نماز نہیں وہ جنت کیا؟ جس جنت میں نماز نہ ہو وہ جنت بیکار ہے نماز سے اتنی محبت تھی حضرات صحابہ کو، حضرت رابعہ بصریہؒ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اجازت دیں تو میں قبر میں بھی نماز پڑھوں گی۔ سبحان اللہ

رابعہ بصریہؒ کا واقعہ

واقعہ ہے کہ جب رابعہ بصریہؒ کا انتقال ہو گیا اور ان کو دفن کرتے وقت لحد سے ایک پتھر ہٹ گیا تو دیکھا کہ ان کی قبر کافی کشادہ ہو گئی ہے اور رابعہ بصریہ اس

میں کھڑی نماز پڑھ رہی ہیں اللہ اکبر یہ مقام ہے ہمارے اکابر اور بزرگان دین کا، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان نماز چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دس عذاب دیتے ہیں پانچ دنیا میں اور پانچ آخرت میں، دنیا میں جو پانچ عذاب دیتے ہیں ان میں سب سے پہلا اور سب سے ہلکا عذاب یہ ہے کہ اس آدمی کی روزی میں تنگی پیدا کر دی جاتی ہے العیاذ باللہ۔

دوستو! نماز پڑھنے پر بھی اللہ تعالیٰ نے انعام رکھا ہے کہ جو نماز پڑھتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ دس نعام عطا فرمائیں گے پانچ دنیا میں اور پانچ آخرت میں، سب سے پہلا انعام یہ ہے کہ اس کی روزی میں برکت عطا فرماتے ہیں مسلمان برکت بھی چاہتے ہیں، خوشحالی بھی اور زندگی کی ساری خوشیاں بھی لیکن نماز پڑھنا نہیں چاہتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور پوری امت کو پکا، سچا نمازی بنائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

قرآن کریم کی فضیلت

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ. خَلَقَ الْاِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ. اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ. الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ.

پڑھو وہ نام لے کر جس نے یہ دنیا بنائی ہے
اسی کی ذاتِ واحد کیلئے ساری خدائی ہے

بزرگان محترم، نوجوانان اسلام، عزیز دوستو! اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت اور بزرگی عطا فرمائی اور وہ فضیلت

یا فوقیت اسلئے عطا فرمائی گئی کہ علم الٰہی ان کو عطا کیا گیا ہے جن لوگوں کے پاس علم الٰہی یعنی علم قرآن ہوتا ہے ان کی خاص طور پر نبی اکرم ﷺ نے تعریف اور ان کی فضیلت ارشاد فرمائی ہے سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک مرتبہ سوال کیا یا نبی اللہ ﷺ ہم لوگوں میں بہترین آدمی کون ہے؟

اگر اس زمانہ میں سوال کیا جائے کہ سب سے اچھا آدمی کون ہے؟ تو جواب دیں گے کہ جس کی اچھی بلڈنگ ہو اور جس کے پاس زیادہ جائیداد ہو اور جس کی سماج میں زیادہ عزت ہو وہ سب سے اچھا آدمی ہے، لیکن قربان جائیے آقائے مدنی ﷺ پر کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنُ وَعَلَّمَہٗ تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کریم پڑھے اور پڑھائے، تم میں بہترین آدمی وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور سکھائے۔

آقائے مدنی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ بچہ جو علم دین حاصل کرنے کے لئے اپنے گھر سے مدرسہ یا مکتب کی جانب جاتا ہے تو راستہ میں فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھاتے ہیں یہ فضیلت کسی اور طالب علم کے لئے نہیں ہے بلکہ علم دین حاصل کرنے والوں کے لئے ہے اگر چہ دنیوی تعلیم حاصل کرنا بھی فرض کفایہ ہے قرآن یا حدیث سیکھنے کے لئے مدرسہ یا مکتب یا دارالعلوم جاتا ہے تو فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھاتے ہیں گویا اکراماً اس کو پاؤں زمین پر نہیں رکھنے دیتے ہیں۔ آج جہاں مسلمان میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں وہاں ایک خرابی یہ ہے کہ اپنے بچوں کو اسکولوں اور کالجوں میں بھیجنا ضروری سمجھنے لگے ہیں اور مدارس میں بھیجنا غیر ضروری تصور کرنے لگے ہیں یہ سوچتے ہیں کہ مدارس یا مکاتب میں بچوں کو بھیجنا وقت کا ضائع کرنا ہے۔ (استغفر اللہ)

جس دل میں قرآن ہو اللہ تعالیٰ اس کے دوست ہیں

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرے اور آپ کے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس بندے کے دل میں قرآن محفوظ ہوتا ہے میں اس کا دوست ہوں اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں جو قرآن پڑھنے والے سے اور حاملینِ قرآن سے بغض رکھتا ہے وہ گویا میرے حبیب ﷺ سے بغض رکھتا ہے اور جو میرے حبیب ﷺ سے بغض و دشمنی رکھے وہ گویا مجھ سے بغض و دشمنی رکھتا ہے۔ آج غفلت ظاہر ہے کہ مسلمان کے پاس دنیوی علوم و فنون سیکھنے کا وقت ہے مگر قرآن کو سیکھنے اور سمجھنے کے لئے وقت بالکل نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور اس میں ہم نے شفاء بھی رکھی ہے، رحمت بھی رکھی ہے مومنین کے لئے، قرآن ساری دنیا کے لئے رحمت ہے، قرآن کلام اللہ ہے اللہ تعالیٰ کی گفتگو، اللہ تعالیٰ کی بات چیت یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین تحفہ ہے، دنیا کی بہت سی قومیں آج قرآن پاک پڑھنے پر مجبور ہیں یہود و نصاریٰ جو اسلام کے حقیقی دشمن ہیں اللہ اور اللہ کے رسول سے ان کو بغض ہے لیکن قرآن کی حقانیت کو آج وہ بھی تسلیم کر رہے ہیں قرآن پر ریسرچ کرنے کے بعد مادی اعتبار سے دنیا والوں کے سامنے اپنے آپ کو ترقی یافتہ بنا کر پیش کر رہے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مسلمان قوم اتنی اچھی کتاب اپنے پاس رکھنے کے بعد بھی کیوں ذلیل ہے ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔

قرآن کریم پڑھنے اور سننے میں لذت

آقائے مدنی ﷺ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے اور صحابہ کرام کو بھی تلاوت کرنے کی ہدایت فرماتے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ،

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ یہ نمایاں صحابہ ہیں ان کی تلاوت آقائے مدنی ﷺ نے سنی ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے آقا ﷺ نے مجھے حکم دیا، عبداللہ تلاوت کرو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ بھی دوسروں سے قرآن سنتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں، اسلئے کہ قرآن پڑھنے میں جتنا مزہ آتا ہے قرآن کے سننے میں بھی اتنا ہی مزہ آتا ہے محبوب کو دیکھنے سے آنکھوں کو جتنی لذت اور خوشی حاصل ہوتی ہے محبوب کا کلام اور خط پڑھنے سے بھی اتنی ہی لذت اور مسرت ہوتی ہے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے عبداللہ! قرآن پڑھو، عبداللہ بن مسعودؓ قرآن کی تلاوت میں مشغول ہوگئے۔ جب فارغ ہوئے تو دیکھا آقائے مدنی ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہیں یہ قرآن کریم سے محبت تھی حضور اکرم ﷺ کو۔

حافظِ قرآن کا احترام

ایک مرتبہ حضرت معاذ بن جبلؓ کو حضور ﷺ نے یمن کا گورنر بنا کر بھیجا مدینہ منورہ سے، آپ ﷺ نے معاذ بن جبلؓ کو حکم فرمایا کہ معاذ! اونٹنی پر سوار ہو جاؤ جب وہ اونٹنی پر سوار ہو گئے تو آقائے مدنی ﷺ پیدل چل دیتے ہیں معاذ بن جبلؓ صحابی رسول ہیں اور غلام رسول اونٹنی پر سوار ہوتے ہیں اور دونوں جہاں کے سردار حبیب خدا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پیدل چل دیتے ہیں، معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ پیدل چل رہے ہیں اور میں اونٹنی پر سوار ہوں مجھے شرم آرہی ہے، آپ بھی اونٹنی پر سوار ہو جائیے یا مجھے رخصت فرما دیجئے تو آقائے مدنی ﷺ نے ارشاد فرمایا معاذ! میں نے تمہارا احترام اسلئے کیا کہ تم حافظِ قرآن ہو تمہارے سینے میں کلام اللہ محفوظ ہے، دیکھئے حافظِ قرآن کا اللہ

کے نبی ﷺ نے یہ احترام فرمایا اور فرمایا اے معاذ! چند دن کے بعد تم دیکھو گے کہ میں دنیا میں نہیں رہوں گا جب تم مدینے میں آؤ گے تو میری مسجد کو دیکھو گے یا میری قبر کو دیکھو گے، معاذ بن جبلؓ رونے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ جو کہتے ہیں سچ کہتے ہیں، جس کام کے لئے آپ نے مجھے روانہ کیا ہے انشاء اللہ وہ کام ضرور کروں گا اور پھر معاذ یمن چلے گئے، مسلمانوں کی خدمت کرتے رہے جب مدینے میں آقائے مدنی ﷺ کا وصال ہو گیا تو مدینے واپس ہوئے اس وقت معاذ بن جبلؓ کو وہ بات یاد آئی جو جاتے وقت آقا نے فرمائی تھی کہ اے معاذ! تم جا رہے ہو جب آؤ گے تو یا تو میری مسجد دیکھو گے اور یا پھر میری قبر دیکھو گے، حضور ﷺ حامل قرآن سے محبت فرماتے ہیں اور یوں فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں قرآن ہو وہ اللہ کا دوست ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک مرتبہ حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جو آپ فرماتے ہیں وہ مجھے یاد نہیں رہتا اور قرآن پڑھتا ہوں وہ بھی یاد نہیں رہتا تو حضور ﷺ نے سینے پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا اے اللہ ابو ہریرہ کے علم میں زیادتی عطا فرما، بہت سارے صحابہ ہیں جن سے حدیث مروی ہے کسی صحابی سے دس حدیثیں، کسی صحابی سے بیس حدیثیں، کسی سے پچاس حدیثیں، کسی صحابی سے سو حدیثیں اور کسی صحابی سے پانچ سو لیکن ابو ہریرہؓ سے پانچ ہزار حدیثیں مروی ہیں۔ ابو ہریرہؓ کا سینہ اتنا کھل گیا کہ جو حضور ﷺ سے سنتے سب یاد ہو جاتا یہاں تک کہ پانچ ہزار حدیثیں ابو ہریرہؓ سے مروی ہیں۔

چالیس حدیثیں یاد کرنے کی فضیلت

بعض علماء نے لکھا ہے کہ ابو ہریرہؓ کو ڈھائی ہزار حدیثیں یاد تھیں، آقائے مدنی ﷺ فرماتے ہیں جس مومن اور مسلمان کو چالیس حدیثیں یاد ہوں اس کی

شفاعت میرے ذمہ واجب ہے اتنے آدمی یہاں مجمع میں بیٹھے ہیں اللہ معاف فرمائے ایک آدمی بھی یہ کہنے کو تیار نہیں ہوگا کہ مجھے چالیس حدیثیں یاد ہیں۔

افسوس کہ جس قوم کے پاس اپنے نبی کا اتنا بڑا سرمایہ ہو، اپنے نبی کی اتنی بڑی میراث ہو اور وہ قوم اس خزانہ اور دولت سے محروم اور نابلد ہو؟ اس سے زیادہ دنیا میں کوئی کنگال نہیں ہے، دوستو! جن لوگوں کے سینے میں قرآن ہے ان کی عزت ہمارے دلوں میں نہیں ہے، شیطان نے ایسا جکڑ لیا ہے اپنے چنگل میں کہ اول تو لوگ دین کے معاملے میں محنت کرنا پسند نہیں کرتے لیکن مسلم بچے اسکول جاتے ہیں تو صبح ہی سے اس کا اہتمام ہوتا ہے اور ان بچوں کو بہترین اور صاف ستھرا لباس پہنا کر اسکول اور کالج بھیجا جاتا ہے۔

مکتب کے بچوں سے لاپرواہی

دوستو! مدرسہ اور مکتب میں آنے والے بچوں کی ماؤں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کرے بہت سے بچے ایسے آتے ہیں کہ منہ بھی دھلے ہوئے نہیں ہوتے اور رال کا نشان ان کے گال پر لگا رہتا ہے کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہ قوم جو قرآن جیسی مقدس کتاب پڑھتی اور پڑھاتی ہو اور ان کے بچے قرآن سیکھنے کے لئے اتنی لاپرواہی سے جائیں کہ لباس بھی صحیح نہ ہو اور ان کا منہ بھی دھلا ہوا نہ ہو اور صفائی کا کوئی خیال نہ ہو، اور عصری تعلیم کے لئے اتنا اہتمام کیا جائے؟

دوستو! تعلیم بہر حال تعلیم ہے چاہے مدرسہ کی ہو یا اسکول کی، کہیں بھی بچہ جائے صفائی ستھرائی کے ساتھ جائے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ تم میں بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے، قرآن کے تعلق سے ان لوگوں سے پوچھئے جنہوں نے سائنس پڑھا ہے، قرآن کے متعلق ان لوگوں

سے پوچھئے جو زمین میں تفکر کرتے ہیں، جو آسمانی فضاؤں کو چیر کر اوپر جا رہے ہیں اور جدید تحقیق میں لگے ہوئے ہیں۔

قرآن نے جو بیان کیا ہے آج تک دنیا کی کوئی کتاب اور نہ کوئی فلسفی بیان کرسکا، علماء فرماتے ہیں کہ رات میں آسمان پر ستاروں کا جھرمٹ رہتا ہے جس کو کہکشاں کہتے ہیں وہاں بہت سے ستارے ہیں اور ستاروں کی بہت لمبی لائن ہے حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے آسمان اسی جگہ سے پھٹے گا اور آسمان پر رہنے والے فرشتے پیچھے ہٹ جائیں گے۔

قرآن کریم کی پیشین گوئی سائنسدانوں کی نظر میں حق ہے

سائنٹسٹ کہتے تھے کہ قیامت کے دن سارے پہاڑ ہوا میں اڑتے پھریں گے، بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ سمجھ میں بات نہیں آتی، لیکن آج کہنے پر مجبور ہیں کہ ہاں ایسا ہوسکتا ہے اس لئے کہ زمین سے راکٹ بنا کر جو فضا میں چھوڑتے ہیں سال دو سال کے بعد اس کا ڈھانچہ فضا میں بکھر جاتا ہے، زمین کی کشش سے اوپر ایک بہت زبردست طوفان ہے آدمی اپنے اندر طاقت نہیں رکھتا اس طوفان مدار میں وہ ٹکڑے تیر رہے ہیں چوبیس گھنٹے آسمان کے چکر لگا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کے درمیان ایک زبردست اور مضبوط پردہ بنا رکھا ہے اور ان سارے طوفانوں کو اس پردہ نے روک رکھا ہے سائنسداں کہہ رہے ہیں کہ راکٹ کے جو ٹکڑے ہیں وہ اس مضبوط پردہ میں سوراخ کر رہے ہیں اور ایک وقت ایسا آئے گا کہ وہ سارے پردے پھٹ جائیں گے جو طوفان آسمان کے نیچے ہے وہ زمین پر آجائے گا اور اسی کو قرآن نے قیامت کہا ہے۔

قرآن ایک ایسی عظیم کتاب ہے جو سماجی، سیاسی اعتبار سے بھی رہنمائی کرتی ہے اور گائڈ کرتی ہے قرآن کریم میں انسان کی مادی اور روحانی ضرورت کا تمام سامان موجود ہے!

آج غیر مسلم اسلام کو قبول کر رہے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ قرآن کو بڑے غور و فکر سے پڑھتے ہیں اور ایمان لانے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔

دوستو! صحابہ کرام قرآن پڑھتے تھے محبت کے ساتھ اور اس پر عمل کرتے تھے صحابہ کے بعد تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ آیا انہوں نے قرآن پر عمل کیا غور و فکر کیا، دنیا میں اسلام کا جھنڈا بلند کیا آج بھی قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

قدیم زمانہ میں اتنے وسائل اور اتنی سہولتیں نہیں تھیں اور کتابیں اتنی آسانی کے ساتھ دستیاب نہیں ہوتی تھیں، ہر قسم کا لٹریچر آج بازار میں دستیاب ہے خرید کر گھروں میں لاسکتے ہیں کسی بھی زبان میں ترجمہ پڑھ سکتے ہیں پڑھنا نہیں جانتے تو کسی دوسرے سے پڑھوا کر سن سکتے ہیں، لیکن دوستو افسوس صد افسوس کہ نہ تو مسلم نوجوان قرآن پڑھنے کے لئے تیار ہیں اور نہ اس پر عمل کرنے کو تیار۔

علامہ اقبالؒ نے ایک زمانے میں یوروپ کا دورہ کیا تھا انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں سے کہا تھا کہ اے ہندوستانی مسلمانو! ان مدرسوں، مکتبوں ان انجمنوں اور خانقاہوں کو اپنے حال پر رہنے دو میں یورپ کا منظر دیکھ کر آیا ہوں انہوں نے قرآن کو چھوڑ دیا اور مدرسوں اور دینی درسگاہوں کو چھوڑ دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پوری قوم یہودیت اور نصرانیت کے ماحول میں رچ بس گئی ہے اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

آج ایمان کو مضبوط کرنے اور ایمان کو تازہ رکھنے کے لئے ان مدارس کا کردار بہت ہی اہم ہے مسلمان خود بھی اپنے بچوں اور اہل و عیال کو قرآن سیکھنے اور پڑھنے کی

ترغیب دیں اور جہاں تک ممکن ہوسکے ان مدرسوں کو ترقی دینے اور جلا بخشنے میں تعاون کریں بے دینی آتی ہے تو بڑی نحوستیں ساتھ لاتی ہے جیسا کہ ۱۹۹۰ء سے مصر میں پانچ ہزار مسجدوں میں تالے پڑے ہوئے ہیں اس لئے کہ ان مساجد میں حکومت کی زبان میں بات کرنے والے امام نہیں ہیں اور مدارس میں دیگر علوم پڑھائے جارہے ہیں قرآن وسنت کی رونق وہاں سے نکل چکی ہے۔ اَلْاَمَانُ وَالْحَفِیْظُ

ہندوستان کا مسلمان خوش نصیب اور خوش قسمت ہے کہ ان کے پاس مدارس اور مکاتب قرآنی ہیں اور قرآن وحدیث سے محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس محبت کو ہمیشہ باقی رکھے، آمین۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

حج بیت اللہ شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُّبَارَکًاوَّھُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ وَقَالَ تَعَالٰی اَلْحَجُّ اَشْھُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِیْھِنَّ الْحَجَّ... الخ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

پہونچا جو حرم کی چوکھٹ تک، اک ابرِ کرم نے گھیر لیا
باقی نہ رہا یہ ہوش مجھے، کیا مانگ لیا کیا بھول گیا

بزرگان محترم اور نوجوانان اسلام! اللہ تعالیٰ نے جب اس زمین کو بنانے کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے زمین کے اس حصے کی تخلیق فرمائی جس پر کعبۃ اللہ بنا ہوا ہے اس کے بعد زمین کو اور زمین کے طبقات کو بنایا اور اس کے تعلق سے

ارشادفرمایا: اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ بے شک پہلا گھر جس کوانسانوں کے فائدے کیلئے بنایاوہ کعبۃ اللہ ہے۔

کعبۃ اللہ زمین کی ناف ہے

کعبۃ اللہ شریف کے تعلق سے حدیث پاک میں ہے کہ زمین کے جس حصے پر کعبۃ اللہ کو بنایاوہ زمین کا حصہ، ناف کہلاتا ہے یعنی زمین کاوہ درمیانی حصہ ہے اور جہاں اللہ نے کعبۃ اللہ کو بنایا بالکل اس کے اوپر بیت المعمور کو بنایا ساتویں آسمان پر، اوراس کے اوپر عرش الٰہی ہے، عرش الٰہی کے اوپر سے کوئی چیز نیچے کی طرف ڈالی جائے تو وہ بیت المعمور کے اوپر گرے گی اور بیت المعمور سے ڈالی جائے تو وہ کعبۃ اللہ شریف کی چھت پر گرے گی۔

اللہ نے چار چیزوں کی قسم کھائی

اللہ تعالیٰ نے اس مبارک گھر کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور مبارک شہر مکہ کو اپنا شہر قرار دیا ہے جہاں بیت اللہ واقع ہے، اس شہر کو بلد امین کہا ہے، قرآن کریم میں اللہ نے چار چیزوں کی قسم کھائی اوراس طرح ارشادفرمایا: وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْن. وَطُوْرِ سِيْنِيْن. وَهٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِيْنِ کہ قسم ہے مجھے انجیر کی اور قسم ہے مجھے زیتون کی اور قسم ہے مجھے طور سیناء کی اور قسم ہے مجھے مکۃ المکرّمہ کی، اللہ رب العزت نے ان چار چیزوں کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے ان کی قسم کھائی، کعبۃ اللہ شریف اللہ تعالیٰ کا پاکیزہ گھر ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مکہ میرا شہر ہے اور کعبہ میرا گھر ہے ظاہر ہے کہ اس اعتبار سے دنیا کا کوئی شہر مکہ سے بہتر اور مبارک نہیں ہے اور دنیا میں کوئی گھر اللہ کے گھر سے افضل نہیں ہے۔

کعبۃ اللہ کو سب سے پہلے فرشتوں نے تعمیر کیا

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے فرشتوں نے اس کی تعمیر کی، جب طوفان نوح آیا تو کعبۃ اللہ شریف اس کی نذر ہوگیا اور پھر جب وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ تم ہمارے گھر کی تعمیر کرو، حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے اسماعیلؑ کی مدد سے کعبۃ اللہ کی تعمیر کی حضرت اسماعیلؑ مزدور بنے اور حضرت ابراہیمؑ معمار اور مستری بنے، اللہ تعالیٰ نے جن پتھروں کو پسند فرمایا اسماعیل وہ پتھر اٹھا کر لاتے اور اپنے والد محترم کے سپرد کرتے، حضرت ابراہیمؑ اپنے دست مبارک سے کعبۃ اللہ کی دیوار میں لگا دیتے۔

مقام ابراہیم کی خصوصیت

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک پتھر کا انتخاب فرمایا اوراس پتھر پر کھڑے ہوکر کعبۃ اللہ کی تعمیر فرماتے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ جیسے جیسے وہ دیوار اونچی ہوتی وہ پتھر بھی اونچا ہوجاتا، یہاں تک کہ کعبۃ اللہ کی دیوار بہت اونچی ہوگئی تو وہ پتھر بھی اونچا ہوگیا اور ابراہیمؑ کو دوسری کسی چیز کے سہارے کی ضرورت نہ پڑی، جب آپ چاہتے تو وہ پتھر خود بخود نیچا ہوجاتا، اس پتھر کو بھی نشانی کے طور پر کعبۃ اللہ کے بالکل قریب نصب کیا گیا، اس کو مقام ابراہیم کہتے ہیں اس پتھر پر حضرت ابراہیمؑ کے قدموں کے نشانات موجود ہیں، مقام ابراہیم کی بڑی فضیلت ہے کعبۃ اللہ میں حاضر ہونے والا بندہ دو رکعت نماز مقام ابراہیم کے پاس ضرور پڑھے اوراس مقام پر اپنی مرادیں مانگے اللہ تعالیٰ پورا فرماتے ہیں۔

کعبۃ اللہ کا چوبیس گھنٹے طواف ہوتا ہے

کعبۃ اللہ کی یہ خصوصیت ہے کہ چوبیس گھنٹے اہل ایمان طواف میں مشغول ہیں ابراہیمؑ جب کعبۃ اللہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے ابراہیم! تم کعبے کی چھت پر چڑھ کر اعلان کروتا کہ لوگ ہمارے گھر کی زیارت اور حج کو آئیں ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ یا اللہ میری آواز کہاں تک جائے گی، اس زمانے میں کوئی لاؤڈ اسپیکر تو تھا نہیں، کوئی مواصلاتی آلات بھی نہیں تھے جیسا کہ آج ہیں کہ دنیا میں ایسا نظام ہے کہ منٹ اور سیکنڈ میں پوری دنیا میں بات پہونچا سکتے ہیں، اللہ رب العزت نے فرمایا وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ اللہ رب العزت نے حکم فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کرو کہ لوگو اللہ کے گھر کا حج اور طواف کرو، آواز دینا تمہارا کام ہے اور پوری دنیا میں اس آواز کا پہونچانا ہمارا کام ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں کو اللہ کے گھر کی طرف بلایا

حدیث پاک میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں کو آواز دی کہ اے ایمان والو! اللہ کے اس گھر کی طرف حج اور طواف کے لئے آؤ، اللہ رب العزت نے اس آواز کو قیامت تک آنے والے سارے انسانوں تک پہونچا دیا جو لوگ زندہ تھے وہ بھی اور جو ماؤں کے پیٹ میں تھے وہ بھی اور یہاں تک کہ عالم ارواح میں جو روحیں موجود ہیں حضرت ابراہیمؑ کی آواز ان کے کانوں میں بھی پہونچ گئی، حدیث میں ہے کہ جس کی روح نے لبیک کہا وہ ضرور حج کرے گا اور جس نے لبیک نہیں کہا وہ حج نہیں کرے گا، اس میں ساری اقوام کے لوگ موجود ہیں، ایمان والی جو روحیں تھیں اللہ نے ان کو توفیق دی اور انہوں نے لبیک کہا اور جس کی روح سے جتنی مرتبہ لبیک کہا وہ اتنی ہی مرتبہ حج بیت اللہ سے مشرف ہوتا ہے۔

خواب میں اذان کی آواز کی تعبیر

علامہ ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی خواب میں یہ دیکھے کہ میں اذان دے رہا ہوں یا اذان سن رہا ہوں تو وہ آدمی حج کرتا ہے یہ اس کے خواب کی تعبیر ہے اسلئے کہ اذان خدا کی طرف بلانے کے لئے دی جاتی ہے اور اللہ کا اصل گھر کعبۃ اللہ شریف ہے اور دنیا میں جتنی مسجدیں ہیں ان تمام کی نسبت کعبۃ اللہ سے ہے، گویا تمام مسجدیں کعبۃ اللہ کی شاخیں ہیں اور مرکز کعبۃ اللہ ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ سارے نظام کو ختم فرمادیں گے اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہوکر پانی میں بہنے لگے گی اور تمام مسجدوں کی زمین پانی میں بہہ کر کعبۃ اللہ شریف سے مل جائے گی تو اللہ تعالیٰ ان ساری زمینوں کو جنت میں ملادیں گے۔ سبحان اللہ۔

تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ کعبۃ اللہ کی یہ خصوصیت ہے کہ جب سے یہ بنا ہے کبھی خالی نہیں رہا ہے اور نہ قیامت تک خالی رہے گا، حدیث پاک میں ہے بیت المعمور کا طواف روزانہ ستر ہزار فرشتے کرتے ہیں اور جو فرشتہ ایک مرتبہ اس کا طواف کرلیتا ہے قیامت تک پھر دوبارہ اس کا نمبر نہیں آتا ہے اسی طرح کعبہ بھی کبھی خالی نہیں ہوتا ہے، ہزاروں فرشتے روزانہ آسمان سے اترتے ہیں اور طواف کرتے ہیں ہمیں آنکھوں سے نظر نہیں آتے مومن اور مسلمان اپنے دل میں ان کا احساس کرسکتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کی خواہش

حضرت فریدالدین عطارؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ابراہیم بن ادہمؒ جو بلخ کی بادشاہت چھوڑ کر مکہ میں جا کر رہنے لگے تھے، ابراہیم بن ادہمؒ نے تقریباً چالیس

سال وہاں گذارے، ان کی یہ خواہش تھی کہ کوئی ایسا وقت ملے جس وقت کعبۃ اللہ بالکل خالی ہو اور میں اکیلا طواف کروں ، حضرت ابراہیم بن ادہمؒ مستقل موقع کی تلاش میں لگے رہے کہ ایسا موقع مل جائے لیکن کبھی ان کو ایسا موقع نہیں ملا کہ اکیلے طواف کرسکیں، ایک مرتبہ زبردست طوفان آیا اور بے انتہا بارش آئی ظاہر بات ہے کہ ایسے طوفان اور بارش میں کون آدمی کعبۃ اللہ کا طواف کرنے جاتا؟، وہ بھی رات کے وقت؟ ابراہیم بن ادہمؒ نے سوچا چلو موقع اچھا ہے آج تنہا طواف کرنے کا موقع ملے گا چنانچہ ابراہیم بن ادہمؒ جب مطاف میں پہونچے اور طواف شروع کیا، وہ سمجھ رہے تھے کہ میں اکیلا ہی طواف کررہا ہوں میرے ساتھ اللہ کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے مگر انہوں نے دیکھا کہ سانپ کی شکل میں ایک جن طواف کررہا ہے ابراہیم بن ادہمؒ نے فرمایا کہ تو بھی ایسے ہی موقع پر آنے کو تھا! میں تو سوچ رہا تھا کہ آج کوئی نہیں ملے گا اور میں اکیلا ہی طواف کروں گا تو اس نے کہا کہ ابراہیم تم صرف بارہ سال سے اکیلے طواف کرنے کے متمنی ہو اور میں تو سو سال سے انتظار کررہا ہوں کہ مجھے ایسا موقع مل جائے کہ میں اکیلا ہی طواف کروں لیکن آج جب مجھے وہ موقع ملا تو تم بھی اس میں آگئے ،تو معلوم ہوا کہ کعبۃ اللہ شریف جب سے بنا ہے اسی وقت سے مسلسل کعبۃ اللہ کا طواف جاری ہے اور چوبیس گھنٹے طواف چلتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے کعبۃ اللہ کو یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے۔

کعبۃ اللہ کا طواف کرنے والا اللہ کا مہمان ہوتا ہے

اللہ نے فرمایا کہ کعبہ ہمارا گھر ہے اور اس کی زیارت کرنے والے ہمارے مہمان ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے حجاج کرام کو فرمایا کہ تم ہمارے مہمان ہو ہم تمہارے میزبان ہیں تمہارے مالک بھی ہیں تمہارے خالق بھی اور تمہارے میزبان بھی ، اللہ

نے مومن کو یہ فضیلت عطا فرمائی کہ انسان کو اپنا بندہ بھی بنایا اور غلام بھی ، اپنا دوست بھی بنایا اور خلیفہ بھی ، کوئی بادشاہ یا وزیر کسی کو یہ کہہ دے کہ تو میرا مہمان ہے تو اس کی بڑی عزت کی جاتی ہے کہ یہ فلاں بادشاہ کا مہمان ہے لیکن کسی خوش نصیب کو اللہ یہ فرمادیں کہ تو میرا مہمان ہے تو اس سے بڑھ کر اس کے لئے فضیلت کی اور کیا چیز ہوسکتی ہے؟ تو اللہ نے اس گھر کو بنایا اور فرمایا اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ کہ ہم نے سب سے پہلے جو گھر بنایا وہ کعبۃ اللہ شریف ہے اور اس کو ساری دنیا کے لئے مبارک اور بابرکت بنایا اس کے اندر انسانوں کے لئے برکت رکھی ہے اور وہ ساری دنیا کے لئے ہدایت کا باعث ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہ اللہ تعالیٰ ساری دنیا کے انسانوں کو پالنے والے ہیں اور حضور ﷺ کے تعلق سے فرمایا: رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ کہ حضور ﷺ ساری دنیا کے لئے رحمت ہیں، اسی طرح اللہ نے فرمایا: هُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ کہ کعبۃ اللہ ساری دنیا کے لئے ہدایت کا باعث ہے۔

دوستو! کعبۃ اللہ شریف کو حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا، دنیا میں جتنے انسان آئے ان کے واسطے اللہ نے بہت سے مشاغل رکھے ہیں۔ حضرت آدمؑ دنیا میں تشریف لائے آپ کے ساتھ حضرت حواؑ بھی ، دنیا میں سلسلہ حضرت حواؑ سے پھیلا ان کے بطن سے اللہ نے بہت سے نبیوں کو پیدا فرمایا جنہوں نے آدمؑ کا کام آگے بڑھایا۔

عورت نے بھی مرد کے کام کو آگے بڑھایا ہے

تاریخ سے ثابت ہے کہ مرد کے ساتھ عورت ہے۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عورت مرد کا لباس ہے اور مرد عورت کا لباس، کوئی اس کو تسلیم

کرے یا نہ کرے لیکن اس کو آخر میں ماننا پڑے گا کہ ہر کامیاب مرد کے ساتھ ایک عورت رہتی ہے جو اس کے کام کو آگے بڑھانے میں معاون اور مددگار ہوتی ہے، حضرت نوحؑ کے کام میں ان کی بیوی نے انکار کر دیا کہ میں آپ کے کام میں آپ کا ساتھ نہیں دوں گی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو طوفان میں غرق کر دیا، پھر ایک اور نیک بیوی ان کو عطا فرمائی جن کے ساتھ مل کر آپ نے دین کا کام کیا، حضرت موسیٰؑ کو اللہ نے حضرت صفورہؓ عطا فرمائی جو حضرت شعیبؑ کی بیٹی تھی اور انہوں نے آپ کے ساتھ مل کر دین کے کام کو آگے بڑھایا، حضرت ابراہیمؑ کا جب دور آیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت ہاجرہؓ اور حضرت سارہؓ عطا فرمائیں پھر ان کے ذریعے دو اولادیں عطا فرمائیں حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ، حضرت اسحاقؑ کی اولاد میں سے حضرت یعقوبؑ ہوئے اور ان کی اولاد میں سے حضرت یوسفؑ ہوئے اور پھر بہت سے انبیاء کرامؑ ہوئے اور حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کا سب سے عظیم اور افضل ترین اس کائنات کا سب سے بلند و بالا اور سب سے اعلیٰ انسان اور اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کو پیدا فرمایا۔

حضرت ابراہیمؑ کی آزمائش

حضرت ابراہیمؑ کے تعلق سے سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ان کو آزمایا ہے بار بار، اور اس آزمائش میں یہ اور ان کی بیوی دونوں کامیاب رہے اسلئے ہم نے ان کو امام بنا دیا، اللہ نے حکم دیا کہ اپنی بیوی اور بچے کو لق و دق میدان میں چھوڑ دو جہاں کوئی نہ ہو، ایک پانی کا مشکیزہ اور تھوڑی سی کھجور ساتھ لے کر ایک ایسی جگہ جنگل بیابان میں چھوڑ دیا کہ جہاں کوئی نہ تھا نہ انسان نہ چرند، پرند اور نہ کوئی آبادی تھی صرف حضرت ابراہیمؑ کی بیوی ہاجرہؓ اور ان کا اکلوتا بیٹا اسماعیلؑ، اللہ کے حکم

کے سامنے سرنگوں تھے، حضرت ہاجرہؓ فرماتی ہیں کہ اے ابراہیمؑ! اگر اللہ نے یہاں چھوڑنے کا حکم دیا ہے تو تم جاؤ جس نے یہاں چھوڑنے کا حکم فرمایا ہے وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا، اس مقام پر حضرت ابراہیمؑ کی بیوی نے وہ ایثار کیا کہ جس کی اللہ نے تعریف فرمائی اور مکۃ المکرّمہ کو آباد کیا، اللہ نے ارشاد فرمایا: بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ایسی جگہ جہاں کوئی چیز نہیں تھی جس سے ان کو فائدہ پہونچے، اللہ نے اس چٹیل میدان میں بھی ہاجرہؓ کی عبادت سے ہم کو یہ سکھا دیا کہ ہمارا جو بندہ پابندی چٹیل میدان میں بھی ہمیں یاد کرتی ہے ہم اس کے لئے چٹیل میدان اور غیر آباد جگہ کو بھی آباد کر دیتے ہیں، یہ ابراہیمؑ کے ساتھ ان کی بیوی کا ایثار تھا جس کے نتیجے میں اللہ نے مکہ کو آباد کیا، اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ بیوی کا نیک ہونا بھی ضروری ہے، حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم یہاں رہ جاؤ اللہ کا حکم ہے بیوی نے اطاعت اور فرمانبرداری میں سر جھکا دیا اور صبر کیا اور اللہ سے خوب مانگا اللہ کی رحمت جوش میں آئی اور اسماعیلؑ کی چھوٹی چھوٹی ایڑیوں سے ایسا پانی کا چشمہ جاری ہوا جس کو ساری دنیا زم زم کے نام سے جانتی ہے اور خوب فائدہ اٹھاتی ہے برکتیں حاصل کرتی ہے۔

حضور ﷺ کی بیوی حضرت خدیجہؓ

حضور ﷺ کا زمانہ نبوت آیا، آپ کو نبوت ملی، حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ مکہ کی رئیس عورت تھیں بہت دور تک مشہور تھیں اور ان کو سیدالطاہرہ یعنی پاکیزہ عورتوں کا سردار کہا جاتا تھا ایک مرتبہ انہوں نے خواب دیکھا کہ آسمان سے چاند آیا اور ان کی گود میں گر گیا، ان کے پہلے شوہر نے یہ خواب سنا تو ایک طمانچہ مارا اور کہنے لگا کہ اچھا تو نبی کی بیوی بننے کا خواب دیکھ رہی ہے، شوہر کا انتقال ہو گیا اللہ تعالیٰ نے ایسے

اسباب پیدا فرمادیئے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا نکاح مکہ کے بے انتہا شریف اوراعلیٰ خاندان کے نوجوان سے ہوجاتا ہے جن کوصادق الامین کہتے تھے کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ نوجوان خاتم النبیین ہوں گے اور رحمۃ للعالمین کہلائیں گے لیکن حضرت خدیجہؓ کو اپنا خواب یاد تھا وہ کہتی تھیں ہو نہ ہو یہ نوجوان ہی آگے چل کر نبی بن جائیں، اللہ پاک نے حضور ﷺ کو نبوت عطا فرمائی پھر حضور ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والی یہی خاتون تھیں، عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے شوہروں میں خامیاں نکالتی ہیں لیکن حضرت خدیجہؓ کہتی تھیں کہ میرے شوہر دنیا کے تمام انسانوں میں سب سے افضل اور سب سے بہتر ہیں ان میں کسی کمی یا نقص کا سوال ہی نہیں اور میں آپ پر ایمان لاتی ہوں، حضرت خدیجہؓ نہ صرف حضور ﷺ پر ایمان لائیں بلکہ آپ نے تمام مال حضور ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا کہ آپ ﷺ دین کی خاطر جہاں چاہیں اس کو خرچ کرڈالیں۔

لکھا ہے کہ حضرت خدیجہ کا قافلہ جب روانہ ہوتا تو منزل پر جو خیمے لگتے تھے ان کی رسیاں سونے اور چاندی کے تاروں سے بنی ہوئی ہوتی تھیں اور خیموں کو باندھنے کیلئے جو کھونٹے ہوتے تھے وہ خالص سونے کے ہوتے تھے اتنی مالدار عورت تھیں حضرت خدیجہؓ اسلام لائیں اور حضور ﷺ کے ساتھ مل کر دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔

حضرت خدیجہؓ کی فضیلت

حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت خدیجہؓ کو قبر میں رکھتے ہیں اور حضرت خدیجہؓ کا چہرہ قبلہ کی طرف کرتے ہیں تو چہرہ قبلہ سے پھر جاتا ہے، کئی مرتبہ ایسا ہی ہوا حضور ﷺ غمگین ہوئے کہ یا اللہ یہ کیا بات ہے؟ کیوں ایسا ہورہا ہے؟

جبرئیل امینؑ حاضر خدمت ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یا نبی اللہ! اللہ پاک آپ کو سلام کے بعد فرماتے ہیں کہ اے ہمارے حبیب! جس گال پر اللہ کے نبی ﷺ نے پیار کیا ہو اللہ رب العزت کو یہ گوارا نہیں ہے کہ وہ گال زمین پر لگے۔ اللہ اکبر!

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ کا تذکرہ کررہے تھے کہ خدیجہ ایسی تھیں تو حضرت عائشہؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ کب تک اس بوڑھی عورت کا تذکرہ کرتے رہیں گے اللہ پاک نے آپ کو اور بھی تو بیویاں دی ہیں؟ عورتوں کی یہ عادت ہوا کرتی ہے کہ وہ سوکن کی بھلائی اور تعریف کو برداشت نہیں کرتی، حضور ﷺ کو یہ سن کر غصہ آگیا اور فرمایا اے عائشہ! خاموش رہو وہ بوڑھی تھی جس کے بطن سے اللہ نے اتنی اولادیں عطا فرمائیں، وہ بوڑھی تھی جس کی وجہ سے اللہ نے دین کا اتنا بڑا کام لیا، وہ بوڑھی عورت تھی جس نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں قربان کردیا اور جس نے ساری دنیا کو ٹھکرادیا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایسا معلوم ہورہا تھا کہ حضور ﷺ آج خاموش نہیں ہوں گے اور میں نے اپنا کان پکڑ کر کہا یارسول اللہ ﷺ میں آئندہ کبھی ایسا نہیں بولوں گی مجھے معاف فرمادیں۔

دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

ماں باپ کا مقام

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَقَضٰی رَبُّکَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّایَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلاً کَرِیْمًا، صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ .

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیونکر ہو

بزرگان محترم ،نوجوانان اسلام اورعزیز طلبہ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو بہت ساری نعمتوں سے نوازا ہے اوران نعمتوں میں مہتم بالشان نعمت والدین کی شکل میں اولادکوعطافرمائی ، والدین ایسی ہستیاں ہیں کہ اگر یہ دنیا سے چلے جائیں اور

انتقال کرجائیں توان کانعم البدل نہیں ،بیوی کا انتقال ہوجائے تو دوسری بیوی مل جاتی ہے ، اولادکاانتقال ہوجائے دوسری اولاد پیداہوسکتی ہے استادکاانتقال ہوجائے تو دوسرا استادمل جاتا ہے ،گھر بک جائے دوسرا گھر بن سکتا ہے ،کاروبارختم ہوجائے چھوٹ جائے دوبارہ شروع ہوسکتا ہےلیکن ماں باپ دنیا سے چلے جائیں تو دوسرے ماں باپ نہیں مل سکتے ،معلوم ہوا کہ ماں اور باپ اللہ تعالیٰ نے نعمت کی شکل میں اولاد کوعطا فرمائے ہیں جن کے قدموں کے نیچے جنت ہے اورجن کے توسل سے اللہ نے دنیامیں بھیجا اگر اولاد ان کوناراض کردے تو کاروبارکی برکت ختم ہوجائے اورزندگی میں وہ مزہ جوحقیقت میں مسرت لانے والا ہے وہ سارا کاساراختم ہو جائے ،آج کا نوجوان ہرچیز کی قدرکرتا ہےلیکن ماں باپ کی قدرو قیمت اسکے دل میں نہیں ماں باپ بوڑھے ہوجائیں تو ان کی وقعت نہیں حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ ماں باپ اگرناراض ہیں تو میں بھی ناراض ہوں اور ماں باپ اگرخوش ہیں تو میں بھی خوش ہوں،حضوراکرم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ ماں اگرہنستی ہے تواللہ بھی خوش ہوتے ہیں اور ماں روتی ہےتواللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوجاتے ہیں ۔

ماں باپ کی نافرمانی کا تدارک

حضور محمد رسول اللہ ﷺ سے کسی نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ! میں نے اپنے ماں باپ کی نافرمانی کی،ان کوستایاان کا انتقال ہوچکا ہےاس نافرمانی کا کفارہ کیا ہے؟ حضور ﷺ نے ارشادفرمایا کہ اپنے ماں باپ کے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرواوروالدین کے لئے ایصال ثواب کروان کے لئے صدقہ وخیرات کرواوران کوثواب پہونچانے کے لئے نیک کام کرو،شایداللہ تعالیٰ اس کےنعم البدل میں تم کوثواب عطا

فرمائے، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے والدین دنیا میں راضی ہوں، جن کے والدین ناراضگی حالت میں انتقال کرجائیں اس اولاد سے زیادہ بدنصیب کون ہوسکتا ہے؟

نوجوان اپنے گردوپیش نظر ڈالیں اور اپنے گھروں کو دیکھیں اور اپنے احوال کو دیکھیں حالات کس قدر بدتر ہو چکے ہیں، والدین کا بڑھاپا ہوتا ہے اولاد کی جوانی اور امنگ ہوتی ہے اس امنگ میں اولاد والدین کے مقام و مرتبہ کو بھول جاتی ہے، اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو سخت ناپسند فرماتے ہیں، حضرت محمد رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ماں باپ کا حق کوئی ادا نہیں کرسکتا۔

مالک بن دینارؒ کا واقعہ

مالک بن دینارؒ کا واقعہ ہے کہ ان کی والدہ نے کہا بیٹا حج کراؤ، بیٹے کے پاس پیسہ نہیں ہے اگر ماں کو حج سے انکار کرتے ہیں تو آخرت خراب ہوتی ہے غرض اللہ تعالیٰ نے توفیق دی انہوں نے اپنی والدہ کو اپنی کمر پر لاد کر بیت اللہ شریف تک پیدل حج کرایا اپنے پاس سواری نہیں لیکن والدہ کو کمر پر بٹھا کر اپنے اور والدہ کو کھلا پلا کر حج کرایا ہے کوئی ایسا بیٹا جو ماں کے لئے اتنی تکلیف اٹھا سکے؟ حضرت مالک بن دینارؒ نے کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑ کر کہا الٰہی گواہ رہنا کہ میں نے اپنی ماں کو حج کرا کر ان کا حق ادا کردیا، آواز آتی ہے اے مالک! تو نے اپنی ماں کی چھاتی سے دودھ کا پہلا قطرہ پیا تھا اس کا بھی حق ادا نہیں کیا، ماں نے تجھے دوسال تک دودھ پلایا ماں گیلے بستر پر سوئی اور تجھے سوکھے پر سلایا، پڑھایا اور پروان چڑھا کر قابل بنا دیا۔

حدیث میں جس طرح سے اولاد ماں باپ کو ستائے جب تک اس کی اولاد اسی طرح اس کو نہیں ستائے گی اس کو موت نہیں آئے گی اللہ حفاظت فرمائے۔

والدین کی اطاعت ضروری ہے اور قرآن میں فرمایا گیا ہے وَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا اور ان کو اف مت کہو اور نہ ان کو جھڑکو (بلکہ) ان سے اچھی بات کرو۔

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت علقمہؓ حضور ﷺ کے صحابی تھے ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کے مقام تک بڑے سے بڑا قطب، ابدال نہیں پہونچ سکتا، کتنا ہی بڑا ولی کامل ہو جائے صحابہؓ کے پاؤں کے گرد کو نہیں پہونچ سکتا، حضرت علقمہؓ بیمار تھے جاں کنی کا عالم ہے پاس بیٹھنے والے کلمہ پڑھا رہے تھے تلقین کررہے تھے لیکن حضرت علقمہؓ کے منہ سے کلمہ ادا نہیں ہو رہا تھا، علقمہؓ کہتے تھے میں سب کچھ کہتا ہوں لیکن کلمہ کہنے سے زبان قاصر ہے حضور ﷺ کو اطلاع ملی آپ ﷺ تشریف لائے اور حضرت علقمہ کے سرہانے بیٹھ گئے اور آپ نے ارشاد فرمایا علقمہ! کلمہ پڑھو، علقمہؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں زبان سے کلمہ نہیں پڑھا جاتا، حضور ﷺ تو ساری دنیا کے لئے رحمت بن کر آئے ہیں بیقرار ہوگئے، آپ کا صحابی دنیا سے جائے تو بے کلمہ؟ آپ ﷺ کا دل تڑپ جاتا ہے اور حالات کو سمجھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ذرا علقمہ کی ماں کو تو بلاؤ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ مدینے سے باہر ایک جھونپڑی میں رہتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا ان بڑی بی کو تکلیف نہ دو ان سے کہو کہ آسانی اور سہولت کے ساتھ آسکتی ہو تو آجاؤ ورنہ محمد ﷺ خود تمہارے پاس آنے کو تیار ہیں، حضرت علقمہ کی ماں نے کہا میں آقا کو تکلیف دوں ایسا نہیں ہوسکتا! علقمہ کی ماں حضور ﷺ سے ملاقات کے لئے آئیں آپ ﷺ نے پوچھا علقمہ کی ماں! تیرا بیٹا کیسا ہے؟ علقمہ کی ماں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میرا بیٹا بہت اچھا ہے اسلئے کہ دن میں روزہ رکھتا ہے،

پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہے، تہجد گذار ہے، ہر بھلائی اور خوبی اس کے اندر موجود ہے، حضور ﷺ نے فرمایا بیشک یہ تمام صفات اس میں ہیں لیکن کیا تو علقمہ سے ناراض ہے؟ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میں اپنے بیٹے سے ناراض ہوں اس کو میں کبھی معاف نہیں کروں گی، غور کیجئے ہمارے تو دل بھی خالی دامن بھی خالی اعمال سے بھی خالی وہ تو نمازی تھے پرہیز گار تھے متقی تھے اور سب سے بڑی فضیلت یہ کہ صحابی رسول ہیں لیکن دوستو ماں صرف ایک بات سے ناراض تھی تو مرنے سے پہلے زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو رہا تھا اور حضور ﷺ پوچھتے ہیں آخر تو کس بات پر اپنے بیٹے سے ناراض ہے؟ ماں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میرا بیٹا میری بات پر اپنی بیوی کی بات کو ترجیح دیتا ہے اگر کوئی بات سامنے آجائے تو ماں کی بات کو کاٹ دیتا ہے اور بیوی کی بات کو آگے بڑھا دیتا ہے بس میں اتنی سی بات پر ناراض ہوں میرا دل دکھا ہوا ہے یارسول اللہ ﷺ! میں علقمہ کو معاف نہیں کرسکتی۔

حضور ﷺ حضرت بلالؓ کو فرماتے ہیں کہ اے بلالؓ! جنگل سے لکڑی لاؤ اور اس میں آگ لگا دو اور جب خوب آگ تیار ہو جائے تو اس میں علقمہ کو ڈال دو، ماں سن رہی تھی ماں کو رحم آگیا ماں نے تڑپ کر کہا یارسول اللہ ﷺ! کیا میرے بیٹے کو جلائیں گے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اسلئے کہ تو اپنے بیٹے کو معاف نہیں کررہی ہے اور اگر اس حالت میں علقمہ مرگیا تو جہنم میں جائے گا۔ اسلئے مرنے سے پہلے میں ہی اس کو آگ میں جلا دوں؟ حضور ﷺ سے علقمہ کی ماں نے عرض کیا آپ ﷺ گواہ رہیں میں اپنے بیٹے کو اللہ کے لئے معاف کرتی ہوں۔

دوستو! حضور ﷺ کی ذات گرامی ایسی ہے جہاں پر آپ کا نام نامی آگیا یا جہاں پر آپ کا واسطہ لگ گیا وہاں رحمت ہی رحمت ہے، سکون ہی سکون ہے۔

ایک عجیب واقعہ

مواہب لدنیہ میں ابن قیمؒ نے ایک بڑا عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ روٹی پکا رہی تھیں کہ کوئی کام یاد آگیا عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے ساری روٹی پکالی ہیں اب ایک روٹی رہ گئی، یہ آپ پکا لیجئے اس زمانے میں اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو روٹی پکانے کے لئے کہہ دے تو عوام کہیں گے جورو کا غلام ہے اللہ کے رسول ﷺ کے اخلاق کریمانہ دیکھئے فرمایا کہ اے عائشہ! جاؤ تم اپنا کام کرو یہ روٹی میں پکا لیتا ہوں آخری روٹی تھی، عربوں میں ایسا چولہا نہیں ہوتا جیسا کہ ہندوستانی گھروں میں ہوتا ہے تنور میں روٹی پکتی ہے، حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے روٹی بنائی اور تنور میں لگا دی، آپ ﷺ بیٹھے ہیں روٹی پکتی ہی نہیں، الٹ پلٹ کررہے ہیں لیکن وہ روٹی اپنے حال پر ہے پکتی ہی نہیں کافی دیر ہوگئی، ادھر حضرت عائشہؓ اپنے کام سے فارغ ہو کر آئیں اور عرض کیا میرے سرتاج! آپ ایک روٹی بھی نہیں پکا سکے؟ حضور ﷺ نے برا نہیں مانا، فرمایا عائشہ! دیکھ کیا ہو رہا ہے جیسی ڈالی گئی تھی روٹی ویسی ہی ہے کوئی فرق نہیں آیا، نہ جلتی ہے اور نہ پکتی ہے، عورتوں کو آپ جانتے ہیں کہ کیسی ہوتی ہیں، حضرت عائشہؓ نے روتے ہوئے کہا یارسول اللہ ﷺ! یہ ہمارے گھر میں کیا ہو گیا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! جتنا تجھے معلوم ہے اتنا ہی مجھے بھی معلوم ہے، معلوم نہیں یہ روٹی کیوں نہیں پکی؟ جبرئیلؑ آسمان سے آتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ روٹی قیامت تک یوں ہی تنور میں جلتی رہے گی تب بھی نہیں پکے گی اسلئے کہ اس روٹی پر ہمارے محبوب ﷺ کا ہاتھ لگ گیا ہے اب اس کو آگ نہیں جلا سکتی، یہ ہے حضور ﷺ کی ذات گرامی اور آپ کا مقام، تو حضرت علقمہ کے

معاملے میں آپ ﷺ دلچسپی لیں اور ان کی نجات نہ ہو یہ کیسے ہوسکتا تھا؟ ماں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ گواہ رہیں میں اپنے بیٹے کو معاف کرتی ہوں ادھر ماں نے معافی کا اظہار کیا اور ادھر حضرت علقمہؓ کی زبان پر کلمہ توحید جاری ہوگیا، اللہ اکبر کتنا اونچا مقام ہے والدین کا، جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ آج مسلمان اپنے معاشرہ میں دیکھیں اور گھریلو حالات کا جائزہ لیں کہ نوجوانوں نے اپنے گھر کو کیسے دوزخ کا ایندھن بنا رکھا ہے کیسے اپنے گھروں کے سکون کو تباہ کررہے ہیں، اللہ اور اس کے رسول کو کس طرح ناراض کر رکھا ہے۔

دوستو! قرآن کریم میں اللہ نے فرمایا: وَلَاتَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَاتَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا کہ تم اپنے ماں باپ کے سامنے جاؤ تو اُف تک نہ کہو اور ان کے سامنے سینہ تان کر نہ کھڑے ہو اور جب تم ان سے بات کرو تو نرمی سے بات کرو اور آنکھیں جھکا کر بات کرو میٹھی بات کرو، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ماں باپ کو محبت کی نظر ڈالنے سے حج مبرور کا ثواب ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

اتحاد و اتفاق

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْانِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبُكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم

ایک ہوں مسلم حرم پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر

بزرگان محترم، نوجوانان اسلام! اللہ رب العزت نے دنیا میں سب سے محترم اور قیمتی انسان کو بنایا یعنی اللہ نے اپنے خزانہ قدرت میں سب سے عظیم اور قیمتی چیز جو بنائی وہ انسان ہے، اس دنیا کو بگاڑنے اور سنوارنے میں آدمی کا خاص دخل ہے، دنیا جب بگڑتی ہے تو سب سے پہلے آدمی بگڑتا ہے، اور آدمی خراب ہوتا ہے تو دنیا کا ماحول اور نظام خراب ہوجاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت نے انسان کو اس کائنات کی بنیاد بنایا ہے، اگر انسان کو دنیا میں ترقی کرنا ہے اور اپنے خالق و مالک کو بھی خوش کرنا ہے تو ضروری ہے کہ انسان اپنی تخلیق اور اپنی پیدائش کے مقصد کو سمجھے، دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں جس نے پھوٹ اور انتشار کے باوجود ترقی حاصل کی ہو۔

پھوٹ ہو جس قوم میں پھر وہ پنپ سکتی نہیں
ایک دل سب ہوں تو بن جاتی ہے قوت قوم کی

انسانوں کے بننے اور سنورنے میں اتحاد کو بڑی اہمیت حاصل ہے، اگر دنیا کی ساری طاقتیں اور وسائل ہمارے پاس ہوں لیکن اتحاد اور اتفاق نہ ہو، آپس میں ایک دوسرے کے دل جڑے ہوئے نہ ہوں اور ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کی غم گساری اور ہمدردی کا جذبہ نہ ہو تو یقیناً وہ سب بے اثر ہو جائیں گی۔

مسلمان دنیا کی دوسری بڑی طاقت ہے

جائزہ لے لیجئے آپ دنیا کا، مسلمان کے پاس جو ہے وہ دوسری قوموں کے پاس نہیں، آج مسلمان آبادی کے اعتبار سے دوسرے نمبر پر ہے، ایک ارب بیس کروڑ کی آبادی مسلمانوں کی پوری دنیا میں ہے جو عیسائیت کے مقابلے میں دوسرے نمبر کی آبادی ہے یعنی دنیا کے ہر پانچ آدمی میں ایک مسلمان ہے اور دنیا کے ہر پانچ آدمی میں دو عیسائی ہیں، تو معلوم ہوا کہ مسلمان دنیا کی دوسری بڑی طاقت ہے اس کے باوجود مسلمان ذلیل وخوار ہے، مسلمانوں کے پاس مال و دولت کے وسائل اللہ نے بے پناہ رکھے ہیں، یہ سائنس اور ٹکنالوجی کا زمانہ ہے، مسلمانوں کے پاس بھرپور مادیت اللہ نے عطا فرمائی ہے، دولت مسلمانوں کے پاس ہے، سونا مسلمانوں کے ملک سے نکل رہا ہے اور آئیٹم بم بنانے میں جتنی

چیزوں کی ضرورت ہے سب کا سب خام مال مسلمانوں کے ملک سے نکلتا ہے، مسلمانوں کی زمین کو خریدنے اور قبضہ کرنے کیلئے امریکہ اور روس اور دنیا کے بڑے بڑے ممالک لپک رہے ہیں۔

معلوم ہوا کہ سارے قیمتی وسائل اللہ نے مسلمانوں کو عطا فرمائے ہیں ایسا نہیں کہ مسلمانوں میں سائنسداں نہیں الحمدللہ، اللہ کا فضل ہے اعلیٰ سے اعلیٰ دماغ مسلمانوں کے پاس موجود ہے اور حضور ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا کہ مسلمانوں کے دماغ دین کے ساتھ دنیاوی ترقیات، دنیوی فائدے اور اس کی مادیت سے خالی رہے ہوں۔

مغرب کی ترقی اسلام کی مرہونِ منت

آج مغربی ممالک نے اپنی ترقی کا جولبادہ اوڑھ رکھا ہے اس کا مرہون منت بھی اسلام ہے، امریکہ نے دعویٰ کیا کہ وہ چاند پر پہونچ گیا، حقیقت یہ ہے کہ چاند پر پہونچنے کے لئے اس نے اسلام کا سہارا لیا، گذشتہ صدیوں میں جب تاشقند اور بخارا وغیرہ پر تاتاریوں نے حملہ کیا تھا، اس وقت وہاں مسلمانوں کے بڑے بڑے کتب خانے تھے، کتب خانوں سے بڑی بڑی قیمتی کتابیں ہزاروں کی تعداد میں چرا کر مغربی ممالک فرانس، لندن اور امریکہ لے جائی گئیں اور وہاں ان کتابوں پر ریسرچ کیا گیا، باقی کتابیں، جو ان کی سمجھ میں نہیں آئیں ان کو دریا میں ڈال دیا گیا، اس زمانے میں کتابیں ہاتھ سے لکھی ہوئی ہوتی تھیں، اسلئے کہ پریس نہیں تھے کچی روشنائی سے کتابیں لکھی جاتی تھیں تاریخ میں ہے کہ چھ ماہ تک دریا کا پانی روشنائی کی وجہ سے کالا رہا۔ اللہ اکبر

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں سے دنیا میں بہت کام لیا ہے، آج آسٹریلیا ہو یا سوئزرلینڈ دنیا کے جتنے ترقی یافتہ ممالک ہیں وہاں سائنس کی روشنی نظر آتی ہے وہ سب کی سب مسلمانوں کی کتابوں سے تحقیقات کی بدولت ہے۔

تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سب کچھ دیا ہے، مسلمانوں کی آبادی بھی کثیر ہے، مادی وسائل بے پناہ ہیں اس کے باوجود مسلمان مجبور اور ذلت کی زندگی گذار رہے ہیں، کیوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے اس بات کا ڈر نہیں کہ تم لوگ بھوک وافلاس اور غربت میں مبتلا ہو جاؤ گے، ڈر اس بات کا ہے کہ تم میں آپس میں پھوٹ نہ پڑ جائے، پھوٹ ایک ایسا مرض ہے جو ساری قوم اور معاشرے کو ہلاک وتباہ کر دیتا ہے۔ آج دنیا میں مسلمانوں کے پاس سب کچھ ہے لیکن اتحاد سے محروم ہے۔

ایک انگریز کا واقعہ

دہلی میں ایک پھل ہوتا ہے جو خربوزہ کی طرح ہوتا ہے لیکن ذرا لمبا ہوتا ہے اور جب پک جاتا ہے تو پھوٹ جاتا ہے، دہلی والے اسے پھوٹ کہتے ہیں، ایک انگریز اردو بھی جانتا تھا اس نے پوچھا کہ اس پھل کا کیا نام ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ پھوٹ ہے، تو وہ ہنسا اور کہا اچھا ہندوستان میں پھوٹ بھی پیدا ہوتا ہے، چلو اس پھوٹ کو ہندوستانیوں کے لئے استعمال کریں گے۔

چنانچہ ہندوستان کی سرزمین گواہ ہے کہ برٹش حکومت نے ہندوستان میں حکومت کی لیکن سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا کہ یہاں بڑی آبادی ہندؤں اور مسلمانوں کی ہے ان دونوں کو آپس میں لڑایا جائے اور ان میں پھوٹ ڈالی جائے، انگریزوں نے پھوٹ ڈالنے کے لئے کروڑوں ڈالر خرچ کئے، ان کو یقین تھا کہ اگر

ہم کو حکومت باقی رکھنا ہے تو یہاں کی قوموں کو آپس میں لڑانا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو سب سے بہتر بنایا، ایک مرتبہ صحابہ نے دیکھا کہ آپ ﷺ غمزدہ ہیں، عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہم آپ کو دیکھ رہے ہیں کہ آپ نڈھال ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی امت کے لئے مغفرت کی دعا کی اور بھی بہت ساری دعائیں کیں جو قبول ہوئیں لیکن جب میں نے دعا کی یا اللہ! میری امت کو پھوٹ اور انتشار سے بچا، تو وہ قبول نہیں ہوئی۔

مسلم محلوں کا حال

ہمارے اندر اتحاد کا جذبہ نہیں نہ صفائی ستھرائی کا خیال ہے، مسلم محلوں کا یہ حال ہے کہ ہر آدمی اپنے میں مگن ہے اور غیر مسلموں کے محلوں میں چلے جائیں ہر آدمی کو اپنی ذمہ داری کا پورا احساس ہے، اگر کسی ایک گھر کے سامنے کچرا ملا تو فوراً کارپوریٹر کو فون کرتا ہے اور اس کی صفائی کراتا ہے، اور مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ گھروں کے سامنے گندگیوں کا ڈھیر ہے پھر بھی برداشت کرتے ہیں، بات دراصل یہ ہے کہ مسلمان نے اپنی ذمہ داری کو نبھانا چھوڑ دیا ہے، جب تک اپنے آپ کو نہیں بدلیں گے اس وقت تک حالات بھی نہیں بدلیں گے، حالت یہ ہے کہ ہر آدمی سوچتا ہے کہ میرے لئے کوئی دوسرا کام کرے میں نہ کروں مقتدی حضرات سوچتے ہیں کہ امام صاحب کی ذمہ داری ہے اور امام صاحب سوچتے ہیں کہ مقتدیوں کی ذمہ داری ہے، مقتدی حضرات سوچتے ہیں کہ یہ تو کارپوریٹر کی ذمہ داری ہے۔

سوال یہ کہ اتنی کاہلی کیوں پیدا ہوگئی؟ جب انسان کے دل کی حلاوت، چاشنی اور اس کی حرارت اور گرمی کم ہو جاتی ہے تو اس کے اندر بے حسی پیدا ہو جاتی

ہے ، اس کے اندر پژمردگی آجاتی ہے وہ کسی کام کے لائق نہیں رہتا ، ایمان کی حلاوت کی وجہ سے انسان میں صفائی آتی ہے، نفاست ونظافت آتی ہے اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہوتا ہے۔

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو

دوستو اور بزرگو! اللہ تعالیٰ نے اسی کی نشاندہی فرماتے ہوئے قرآن کریم میں وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا فرمایا کہ تم اللہ کی رسی کو مظبوطی کے ساتھ پکڑو اور تم سب آپس میں متفق ہو جاؤ۔

آج ہم ہر چیز قبول کرنے کو تیار ہیں لیکن آپس میں ایک ہونے کو تیار نہیں ہیں ،علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا تھا:

تم شیخ بھی ہو سید بھی ہو مغل بھی پٹھان بھی ہو
تم سب کچھ ہو بتاؤ تو سہی کہ مسلمان بھی ہو

آج قومیت اور برادری کے معاملات میں گرفتار ہو چکے ہیں ، ایک آدمی بولتا ہے کہ شیخوں میں شادی کرنا اچھا نہیں ، دوسرا بولتا ہے کہ بیگوں میں اچھا نہیں ، تیسرا کچھ اور بولتا ہے ، حالانکہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شادی کی بنیاد حسب ونسب، حسن وجمال اور مال پر نہیں بلکہ دینداری پر ہونی چاہئے ، آج مسلمان نے ہر چیز کو اپنے معیار کے مطابق رکھا ہے ، اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو کسوٹی دی ہے وہ قرآن وسنت ہے ، اس کسوٹی پر مسلمان اپنے آپ کو پرکھنے کے لئے تیار نہیں ہیں کیونکہ کھوٹ پیدا ہو گیا ہے۔ فرمایا: وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا تم اللہ کی رسی کو یعنی اس کے احکام کو مضبوطی کے ساتھ پکڑلو اور سب ایک ہو جاؤ، یہ اللہ کی طرف سے پیغام ہے ، ہدایت ہے، اگر مسلمان ایک ہو جائیں تو خدا کی قسم دنیا کی کوئی طاقت

مسلمانوں کو نقصان پہونچا سکتی !اس کی مثال موجود ہے ۔ ہندوستان میں سکھ برادری دو فی صد ہے، دو کروڑ بیس لاکھ کی آبادی سکھوں کی ہے وہ ہندوستان کے ساٹھ کروڑ ہندوؤں کو جھکانا جانتے ہیں ۔

مسلمان کی قیمت سب سے کم

اندرا گاندھی کو گولی لگی ۱۹۸۴ء میں، اور سکھوں پر ظلم ہوا، ان کے بہت سارے لوگ مارے گئے ، دس سال تک سپریم کورٹ میں سکھوں نے کیس لڑا، حکومت اور سپریم کورٹ کو مجبور کیا اس بات پر کہ ان کے جتنے لوگ مارے گئے ہیں فی آدمی دس لاکھ روپئے دیئے جائیں ۔سکھ مرتا ہے تو دس لاکھ روپئے دیئے جاتے ہیں ، ہندو مرتا ہے تو پانچ لاکھ روپئے دیئے جاتے ہیں اور مسلمان مرتا ہے تو ایک لاکھ روپئے دیئے جاتے ہیں، یہ ہے مسلمانوں کی قیمت ہندوستان میں ،اتنی گری ہوئی قیمت کیوں؟ اسلئے کہ مسلمانوں میں اتفاق نہیں ہے، آپس میں انتشار اور پھوٹ ہے ۔

ہندوستان میں سکھوں کی آبادی دو کروڑ ہے ،لیکن سارے ہندوستان کو اپنے اتفاق کی وجہ سے جھکا رکھا ہے، عیسائی پورے ہندوستان میں دو فی صد ہیں لیکن اپنے مطالبات منوانے میں مسلمانوں سے کہیں زیادہ آگے ہیں ، اور مسلمان بیس فی صد ہیں لیکن مسلمانوں کی بات ایک فی صد بھی نہیں مانی جاتی ۔

اس قوم کا معاملہ اتنا نازک ترین ہو چکا ہے، ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں مسلمان نمازی بننے کے لئے تیار، روزہ دار بننے کے لئے تیار، زکوٰۃ دینے کے لئے تیار، مدرسہ چلانے کے لئے تیار، مسجد بنانے کے لئے تیار، غریبوں کی مدد کرنے کو تیار، کسی پر ظلم ہو رہا ہو تو اس کی مدد کرنے کو تیار، اپنی جان پر کھیل کر دوسروں کو بچانے کے لئے تیار لیکن آپس میں اتفاق واتحاد کے لئے تیار نہیں ہے ۔

سب سے زیادہ مشکل عمل اتفاق واتحاد ہے

آج سب سے زیادہ مشکل عمل اتفاق واتحاد ہے،قرآن نے اس کی نشاندہی فرمائی: وَلاَ تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا اوراے مسلمانو!تم ان لوگوں میں سے مت ہوجاؤ جنہوں نے آپس میں اختلاف کیا اورالگ الگ جماعتیں بنالیں اورآپس میں ایک دوسرے کے مخالف بن گئے۔ مِنْ بَعْدِ مَاجَاءَ هُمُ الْبَيِّنَاتُ اور اللہ نے تم سے پہلے بھی بہت ساری نشانیاں دوسری قوموں کو دیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے بن جائیں۔وَاُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ لیکن انہوں نے ان نشانیوں کی کوئی قدر نہیں کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو عذاب عظیم میں مبتلا کردیا۔

آج مسلمان اختلاف کے درمیان زندگی گذار رہا ہے،صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کا مسلمان مختلف جماعتوں میں بٹا ہوا ہے،کوئی دیوبندی ہے کوئی بریلوی،کوئی جماعت اسلامی ہے اورکوئی اہل حدیث!نہیں معلوم اس کے علاوہ اورکیا کیا ہیں،مسلمان دشمن کو معلوم ہے کہ مسلمان جتنا بٹا ہوا ہے اس کا اتنا ہی جلدی ختم کرنا آسان ہے۔حضور پاک ﷺ نے اتحاد واتفاق پر بے حد تاکید فرمائی ہے۔

امبیڈکر کو اسلام کی دعوت

مولانا علی میاں ندویؒ نے امبیڈکر کو اسلام کی دعوت دی،وہ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار تھے لیکن گاندھی جی نے کہا کہ تم کون سا اسلام قبول کروگے؟تم حنفی بنوگے؟ شافعی بنوگے؟ حنبلی بنوگے؟ مالکی بنوگے؟ دیوبندی بنوگے یابریلوی بنوگے یا اہل حدیث بنوگے؟امبیڈکر نے کہا،اوہو!مسلمانوں میں اتنے سارے فرقے ہیں،گاندھی نے جواب دیا کہ ہاں اتنے سارے فرقے ہیں،اس نے کہا میں مسلمان نہیں ہوں گا۔

یہ ہمارے اختلاف کی نحوست ہے کہ آنے والا آدمی بھی ہمارے اخلاق واطوار اوراختلاف کو دیکھ کر اسلام میں داخل ہونا نہیں چاہتا،اسلام کو ہم خود نقصان پہونچارہے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ یہ نہیں پوچھیں گے کہ تم نے مولانا رشید احمد گنگوہی کا کہنا مانا یا نہیں؟تم نے مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی بات مانی یا نہیں؟تم نے فلاں کو اپنا امام اورقائد مانا ہے یا نہیں؟ قبر میں کسی بھی آدمی سے یہ سوال نہیں ہوگا کہ تو دیوبندی ہے یابریلوی یا کوئی اورمسلک پر عمل کرنے والا؟

حضرت علامہ انورشاہ کشمیریؒ نے فرمایا

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم تھے، پاکستان بننے کے بعد دارالعلوم کراچی قائم کیا،جن کے صاحبزادے حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب ہیں،مفتی محمد شفیع صاحب علامہ انورشاہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے، ایک مرتبہ انہوں نے دیکھا کہ علامہ انورشاہ کشمیریؒ غم زدہ ہیں،اورسر پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں،مفتی صاحب نے پوچھا حضرت کیا ہوا؟ بیمار ہیں؟ جواب دیا نہیں،آج ایک ایسی بات ذہن میں آئی کہ جس کی وجہ سے میں پریشان ہوں،فرمایا آج تک یہی سوچتے رہے کہ ہم حنفی ہیں اسلئے شافعی سے اچھے ہیں،حنبلی سے اچھے ہیں اورمالکی سے بھی اچھے ہیں، بلکہ تمام فرقوں سے اچھے ہیں،لیکن اب یہ بات سمجھ میں آئی ہے کہ قیامت کے دن ہم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تو کس مسلک کا آدمی تھا،توفلاں پیر کو مانتا تھا یا نہیں،توفلاں عالم کو مانتا تھا یا نہیں؟اللہ تعالیٰ یہ پوچھیں گے کہ مَنْ رَّبُّكَ وَمَادِيْنُكَ تیرارب کون ہے اورتیرادین کیا ہے وَمَنْ نَبِيُّكَ اورتیرا نبی کون ہے،یہ تین باتیں پوچھی جائیں گی۔

اللہ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے

چلو ہم نے مانا کہ ایک آدمی فاتحہ کرتا ہے دوسرا آدمی نہیں کرتا لیکن نماز میں کس کو اختلاف ہے؟ نماز میں تو کسی کو اختلاف نہیں؟ پھر یہ مسجدیں کیوں خالی ہیں؟ نماز پڑھنے کے بعد اگر امام صاحب فاتحہ نہیں کرتے تو خود بھی فاتحہ کرسکتے ہیں سوال یہ ہے کہ شیطان نے جو ہمارے دل میں ایک بات ڈال دی ہے کہ یہ مسجد دیوبندیوں کی ہے، یہ مسجد بریلویوں کی ہے اور یہ مسجد فلاں کی ہے اسی وجہ سے آج ہم میں انتشار پیدا ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسی کو فرمایا: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا کہ تم اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو، اللہ کے واسطے ایک ہو جاؤ، ایک بن جاؤ، اپنے مسلک کو اپنے گھر یا اپنی ذات تک محدود رکھو، سڑکوں پر نہ لاؤ، ورنہ یہ اختلاف ہم کو ایسا کمزور کردے گا کہ ہماری ساری ہوا نکل جائے گی اور غیر ہم کو آسانی سے لقمہ بنالیں گے۔

اتحاد و اتفاق ایسی طاقت ہے جو نہایت کٹھن اور نازک وقت میں بھی انسان کو کمزور نہیں ہونے دیتی، میرے پیر و مرشد حضرت حاذق الامتؒ کے شیخ حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب جلال آبادیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اپنا مسلک چھوڑو مت اور دوسروں کا مسلک چھیڑو مت، اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے اور آپس میں اتفاق و اتحاد پیدا فرمائے آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

توبہ اللہ کا پسندیدہ عمل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا. عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ. صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمِ.

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

برادران اسلام، نوجوانو اور عزیز طلبہ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی بارگاہ میں قبولیت کے بہت سے راستے بتائے ہیں، ان میں ایک یہ ہے کہ جب بندہ اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول کرلیتے ہیں، انسان سے ہزاروں گناہ سرزد ہوتے ہیں، کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں ان کو جان بوجھ کر کرتا ہے، کچھ ایسے

ہوتے ہیں کہ جوانجانے میں ہوجاتے ہیں، ان گناہوں کی وجہ سے وہ اللہ کی نظر میں مقبول نہیں رہتا، گناہ گار بن جاتا ہے، حضور ﷺ نے ارشادفرمایا کہ گناہوں سے توبہ کرو تاکہ اللہ کی نظر میں قبولیت حاصل ہو، اسی کو قرآن مجید نے ارشادفرمایا: یَااَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْاتُوْبُوْااِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحاً ارشادفرمایا کہ اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی توبہ کرو، انبیاء علیہم السلام کو اللہ نے گناہوں سے پاک رکھا ہے، انبیاء سے کوئی غلطی نہیں ہوتی، انبیاء کے علاوہ دنیا میں کوئی بڑا ولی کامل ہو، قطب یا ابدال ہو، ان سے بھی غلطی ہوسکتی ہے، اللہ کی نظر میں مبغوض ہوسکتا ہے، اس لئے فرمایا کہ اے ایمان والو! اے مومنو! میرے سامنے سچی توبہ کرو، اور توبہ بھی کیسی؟ کہ پھر دوبارہ گناہ کرنے کا ارادہ نہ ہو۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کا جذبۂ توبہ

حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ مسجد نبوی میں مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے، حضرات صحابہ کرام آپ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، ان میں حضرت ابوذر غفاریؓ بھی تھے، حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات اور سارے عالم کی فکر عطا فرمائی تھی، آپ ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد یَااَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْاتُوْبُوْااِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحاً والا رکوع تلاوت فرمایا، نہیں معلوم حضور ﷺ نے کتنے درد کے ساتھ یہ آیت تلاوت کی تھی، حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ مغرب کی نماز میں یہ آیت تلاوت فرمارہے تھے اور صحابہ بچوں کی طرح بلبلا کر رو رہے تھے، آج مسلمان کے سامنے دوزخ کا ذکر آجائے، دوزخ میں جلنے کا ذکر آجائے، دوستو! ہمارے دل پتھر ہوچکے ہیں رونا آتا ہی نہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے خوف سے رونے کی توفیق عطا فرمائے، نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا جو

آنکھ اللہ کے خوف سے روئے اس آنکھ پر دوزخ کی آگ حرام ہے، اللہ کی بارگاہ میں، اللہ کے خوف سے رونا ایمان والوں اور مسلمانوں کے لئے بہت بڑی نعمت ہے، حضور ﷺ نے ارشادفرمایا کہ دوآنکھیں ایسی ہیں کہ ان کو عذاب نہیں ہوتا، ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی ہو، دوسری وہ آنکھ جو اپنے ملک کی حفاظت کے لئے سرحد پر جاگی ہو۔

صحابہ کرامؓ آنسوؤں کو اپنے چہروں پر مل لیا کرتے تھے

صحابہ کرام جب اللہ کے خوف سے روتے تھے تو آنسوؤں کو اپنے چہروں پر مَل لیا کرتے تھے، حضور ﷺ نے ارشادفرمایا کہ اللہ کے خوف سے نکلنے والا آنسو جسم کے جس حصہ پر گرجائے اس حصہ پر دوزخ کی آگ حرام ہے، اسلئے اللہ تعالیٰ کا خوف اس کی رجاء اور اس کی محبت دل میں آنی چاہئے اور کبھی کبھی رونا بھی چاہئے، اسلئے کہ رونے سے دل نرم ہوتا ہے، رونے سے گناہ دھل جاتے ہیں، رونے والا بندہ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے، جس طرح کوئی بچہ روئے تو ماں کا دل تڑپ جاتا ہے کہ میرا بچہ کتنا رورہا ہے، ماں کو رحم آجاتا ہے خدا کی قسم اللہ تعالیٰ کو اس سے بھی زیادہ رحم آتا ہے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کا ارادہ

تو حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے اور جب یہ آیت تلاوت فرمائی یَااَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْاتُوْبُوْااِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا کہ اے ایمان والو تم اللہ کے سامنے سچی توبہ کرو، تو صحابہ آپ ﷺ کے پیچھے نماز میں تڑپ رہے تھے، بلبلا رہے تھے، حضور ﷺ بھی رو رہے تھے، حضرت ابوذر غفاریؓ بھی اس نماز میں شریک تھے، حضور ﷺ نے نماز مکمل کرلی تو ابوذر

غفاریؓ نے اپنے دل میں ارادہ کیا کہ آج کی رات جب سارا مدینہ سوجائے گا تو میں مسجد نبوی ﷺ میں گڑگڑا کر سچی توبہ کروں گا، ابوذر غفاریؓ یہ ارادہ کر کے اپنے گھر چلے گئے اور جب عشاء کی نماز ہوچکی اور رات کا کافی وقت گذر گیا اور مدینے میں سناٹا چھا گیا تو ابوذر غفاریؓ اپنے گھر سے نکلے چادر اوڑھ کر اور چہرے کو چھپا کر اندھیرے میں مسجد نبوی میں داخل ہوگئے اور اللہ کی بارگاہ میں دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھی، ابھی سلام بھی نہیں پھیرا تھا کہ مسجد کے کونے سے کسی کے رونے کی آواز آئی، مسجد میں اندھیرا تھا، حضور ﷺ کے زمانے میں چراغ نہیں جلتا تھا، اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی قبر کو نور سے منور فرمائے انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں یہ انتظام فرمایا کہ مسجد نبوی میں رات بھر چراغ جلے غرض ابوذر غفاریؓ نے ابھی سلام نہیں پھیرا کہ دوسرے کونے سے رونے کی آواز آئی، سوچا کہ ابوذر! اللہ کا کوئی دوسرا بندہ تجھ سے آگے بڑھ گیا ہے، سلام پھیرا اور اس آواز کی طرف لپکے، سمجھ گئے حضرت بلالؓ کی آواز ہے، حضرت بلالؓ اللہ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کر رہے تھے، کہا اے بھائی! تم مجھ سے آگے بڑھ گئے، میں یہ سوچ کر آیا تھا کہ آج مسجد نبوی میں کوئی نہیں ہوگا، آج خدا کے دربار میں توبہ کروں گا، آپ نے مجھ سے پہلے توبہ کر لی، آپ مجھ سے آگے بڑھ گئے، یہ صحابہ کرام کا عمل تھا کہ وہ اللہ کی عبادت میں ایک دوسرے پر سبقت لے جایا کرتے تھے، اللہ کی بارگاہ میں ایک دوسرے سے بڑھ کر توبہ کی توفیق ہوجاتی تھی، جس طرح آج پیسہ کمانے میں، کاروبار بڑھانے میں بلکہ دنیوی زندگی کے اندر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں، خدا کی قسم صحابہ کرامؓ آخرت بنانے اور اعمال صالحہ کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جاتے تھے۔

حضرت بلالؓ اور حضرت ابوذر غفاریؓ کی دعا

بہرحال ابوذر غفاریؓ نے آواز پہچان لی اور فرمایا کہ اے بھائی بلال! کیا کر رہے تھے؟ کہا بھائی! میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کر رہا تھا، دونوں کا مشورہ ہوا کہ ایک آدمی دعا کرے گا اور دوسرا آمین کہے گا، بلالؓ نے کہا کہ ابوذر! تم دعا کراؤ میں آمین کہوں گا، اور جب تمہاری دعا پوری ہوجائے گی تو پھر میں دعا کروں گا اور تم آمین کہنا، حدیث میں وہ الفاظ تو نہیں کہ کن الفاظ کے ساتھ دعا کی گئی، بس اتنا ہے کہ وہ دعا کرا رہے تھے اور بلال آمین کہہ رہے تھے، دعا میں حضرت ابوذرؓ نے کہا کہ اے اللہ! جنت میں ہمیں حضور ﷺ کے ساتھ رکھنا، تو بلال خاموش ہوگئے، ابوذرؓ نے سوچا کہ شاید بلال سمجھ نہیں سکے ہیں تو زور سے کہا کہ جنت میں ہمیں حضور ﷺ کے ساتھ رکھنا، بلال پھر بھی خاموش تھے کئی مرتبہ یہی دعا مانگی پھر بھی بلال خاموش تھے، تو ابوذرؓ نے سوچا کہ آخر بلال خاموش کیوں ہیں؟ آمین کیوں نہیں کہہ رہے ہیں، دعا روک کر کہا کہ اے میرے بھائی! تم آمین کیوں نہیں کہہ رہے ہو؟ دیکھا کہ بلال تو بے ہوش ہیں ان کو ہوش میں لانے کے لئے تھوڑا سا وقت لگا، جب ہوش میں آئے تو ابوذر نے پوچھا کہ بلال! تم میری دعا پر آمین کیوں نہیں کہہ رہے تھے؟ اللہ اکبر، حضرت بلالؓ نے جواب دیا کہ اے ابوذرؓ! آخر تم نے ایسا کون سا عمل کیا ہے کہ تم حضور ﷺ کے ساتھ جنت میں رہنے کی تمنا کرنے لگے، حضور ﷺ کا مقام کہاں ہے اور ہم غلامان رسول کہاں؟ ہم کو تو اللہ نے حضور ﷺ کے صدقہ میں ایمان کی دولت عطا فرمادی یہی کتنی بڑی چیز ہے، ارے حضور تو مقام محمود پر فائز ہیں، ساری کائنات انسانی سے اونچا مقام ہے، تمہارے اندر اتنی جرأت کیسے پیدا ہوگئی کہ حضور ﷺ کے ساتھ جنت میں رہنے کی تمنا کرنے لگے؟ غلام اور آقا میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے، حضور ﷺ تو سارے نبیوں کے امام ہیں، سارے رسولوں کے

رسول اور سردار ہیں، ابوذرؓ نے جب یہ سنا تو کہنے لگے کہ مجھ سے تو بہت بڑی غلطی ہوگئی، ہمیں ایسا کہنا چاہئے کہ اے اللہ حضور ﷺ کو بڑے سے بڑا اور اونچے سے اونچا مقام عطا فرما اور ان کے صدقہ میں ہمیں بھی جنت عطا فرما۔

حضور ﷺ کا جمال

ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ مسجد نبوی میں روشنی ہوئی، ایک نور چمکا، حضور ﷺ کو اللہ نے جسمانی اور باطنی انوار عطا فرمائے تھے۔ حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں کہ کبھی مجھے رات میں کپڑے میں پیوند لگانے کی ضرورت پیش آتی تو میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھ جاتی، آپ ﷺ کے انوار کی روشنی اس طرح دیوار پر پڑتی جس طرح سورج یا چاند کے سامنے آئینہ کر دیا جائے اور اس کا عکس دیوار پر پڑے، اسی طرح حضور ﷺ کا نور چمکتا تھا اور اس روشنی میں حضرت فاطمہؓ اپنا کپڑا سی لیا کرتی تھیں، بلالؓ کہتے ہیں کہ ابھی ہم بات ہی کر رہے تھے کہ مسجد نبوی میں ایک نور چمکا، ہم دونوں کھڑے ہوگئے، جب وہ نور قریب آیا تو ہم نے دیکھا کہ وہ نور تو بذات خود حضور ﷺ ہیں، دونوں حضرات نے حضور ﷺ کو سلام کیا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج تم دونوں نے مجھ کو سونے نہیں دیا، دونوں صحابی تڑپ گئے اور رو کر کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آپ کو جگایا نہیں، اگر کوئی غلطی ہوگئی تو معاف فرما دیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابھی جبرئیل میرے پاس آئے اور اللہ کا سلام پہونچایا اور کہا کہ یا محمد ﷺ! آپ کے دو صحابی اللہ کی بارگاہ میں اس درد کے ساتھ توبہ کر رہے ہیں کہ اللہ کا حکم ہے آپ فوراً ان کے پاس جائیں اور ان کی توبہ پر آمین کہیں، یہ مقام تھا سچی توبہ کا اور یہ اثر تھا سچی دعا کا، حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ حکم فرما رہے ہیں کہ میرے محبوب جاؤ اور ان کی دعا پر آمین کہو۔

حضور ﷺ دعا میں شریک ہوئے

حضور ﷺ بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابوذر! دعا مانگو میں تمہاری دعا پر آمین کہوں گا، تم کیا دعا مانگ رہے تھے؟ ابوذرؓ خاموش سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں، بلالؓ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ دعا کر رہے تھے کہ یا اللہ ہم لوگوں کو جنت میں حضور ﷺ کے ساتھ رکھنا، میں نے کہا ابوذر! توبہ کرو تم اتنی بڑی چیز مانگ رہے ہو جس کے تم مستحق نہیں ہو، حضور ﷺ کا مقام کہاں ہے اور ہم غلامان رسول کہاں ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کو تمہاری یہ دعا پسند آگئی تم دعا کرو میں آمین کہوں گا اور پھر دونوں صحابہ رونے لگے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے اصحاب! میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ جب میں جنت میں داخل ہوں گا تو میرے داہنے طرف بلالؓ ہوں گے اور بائیں طرف ابوذر غفاریؓ ہوں گے۔ اللہ اکبر!

ہر جنتی کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا

دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے ہمیں بھی ایسا ولولہ عطا فرمائے کہ ہم بھی حضور ﷺ کی معیت میں جنت میں داخل ہو جائیں، ایمان والو! توبہ کرو اللہ کے آگے، کیوں؟ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں اور لغزشوں کو معاف فرما دیں اور ایسی جنت عطا فرما دیں جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں اور اللہ پاک ہم سے خوش ہو جائیں، حدیث پاک میں ہے کہ جنت میں سب سے بڑی نعمت اللہ پاک کا دیدار ہوگا، اللہ تعالیٰ اپنا دیدار ہر جنّتی کو کرائیں گے اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر جنتی اللہ تعالیٰ کو اس طرح دیکھے گا جس طرح ہم دنیا میں سورج کو دیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کی وجہ سے ہر جنّتی کے چہرے پر اتنا نور

ہوجائے گا کہ جب وہ اپنے محلوں کو واپس ہوں گے تو ان کی حوریں دیکھ کر کہیں گی کہ آج تم بہت خوبصورت ہوگئے ہو اور جنتی حوریں بھی اپنے محلوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گی، جنتی لوگ کہیں گے اپنی بیبیوں اور حوروں سے، خدا کی قسم! تم بھی تو خوبصورت ہوگئی ہو، تو دونوں کہیں گے کہ دراصل ہماری خوبصورتی اللہ تعالیٰ کے دیدار کی وجہ سے ہے۔

دوستو! دنیا کی زندگی چندروزہ ہے، آخرت کی فکر ہی اصل ہے، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کی فکر عطا فرمائے اور اپنی بارگاہ میں قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

مسجد کی تعمیر پر اللہ تعالیٰ کا انعام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ. وَقَالَ تَعَالٰی لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلٰی التَّقْوٰی. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ بَنٰی مَسْجِدَ اللّٰہِ بَنِیَ اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِیْ الْجَنَّۃِ.

مسجد خدا کا گھر ہے عبادت کا کام ہے
دنیا کی بات اس میں سراسر حرام ہے

محترم بزرگو اور نوجوانانِ اسلام! اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین کے کچھ حصوں کو فوقیت دی ہے ان میں اہم اور عظمت والی کعبۃ اللہ کی زمین ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا وَّھُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ اللہ

تعالیٰ نے اس زمین پر سب سے مہتم بالشان گھر بنایا اور سب سے پہلے کعبہ والی زمین بنائی کہ ایک ہلکی سی پپڑی جمی اور پھر وہ پھیلتی چلی گئی یہاں تک کہ وہ ایک بڑا حصہ بن گئی اور اس کو اللہ نے ارض ✦ زمین کا نام دیا، اللہ نے ارشاد فرمایا وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ کہ ہم نے تمہارے لئے زمین کو بچھا دیا ہے اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وَالاَرْضَ فَرَشْنٰهَا اور ہم نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنا دیا تا کہ تم چل پھر سکو، اللہ تعالیٰ نے کعبۃ اللہ شریف کی زمین کو دنیا کی ساری زمین کے حصوں پر فوقیت دی ہے، اس دنیا میں سات براعظم ہیں یعنی زمین کے سات حصے ہیں جن میں ایک خلیج ہے، عرب کا وہ حصہ جس پر کعبۃ اللہ ہے وہ بہت ہی متبرک اور بہت ہی قدیم ہے۔

روایت میں ہے کہ یہ زمین کی ناف ہے، کعبۃ اللہ کے بالکل اوپر ساتویں آسمان پر بیت المعمور ہے جس کو فرشتوں کا کعبہ کہا جاتا ہے اور بیت المعمور کے اوپر سدرۃ المنتہیٰ اور اس کے اوپر عرش معلیٰ ➚۔

کعبۃ اللہ کا احترام پرندے بھی کرتے ہیں

ایک مرتبہ معلم عدنان جمیل مکیؒ نے مجھ سے کہا کہ کعبۃ اللہ کی عظمت صرف انسانوں کے دل میں ہی نہیں، چرند اور پرند کے دل میں بھی ہے کہ جب پرندے کعبۃ اللہ کے اردگرد گذرتے ہیں تو قریب پہونچکر کعبۃ اللہ کی بغل سے گذر جاتے ہیں لیکن کعبۃ اللہ کے اوپر سے نہیں گذرتے، اسلئے کہ کعبۃ اللہ کی عظمت کو وہ بھی سمجھتے ہیں، آسمان سے چوبیس گھنٹے ایک خاص نور کی بارش ہوتی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی، ہم اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے لیکن پرندے اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، فرمایا بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ اور کعبۃ اللہ شریف کو ہم نے انسانوں کے لئے ہدایت کا مرکز بنا دیا ساری دنیا کے انسانوں کے لئے، چاہے وہ کسی بھی حصے

پر رہنے والا ہو، انسان کو اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہے تو کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کعبۃ اللہ کو مرکزیت عطا فرمائی ہے، مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ملتا ہے، مسجد حرام میں ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے پر ایک لاکھ سبحان اللہ کے برابر ثواب ملتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ پورے عالم کو سمیٹنا چاہیں گے یعنی قیامت برپا ہوگی تو دنیا کی ساری زمین ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائے ♋، آسمان سے ستارے زمین پر گر پڑیں ♍ اور آسمان ٹوٹ کر بکھر جائے ⇳، پہاڑ روئی ⇚⇛ ⇧ طرح اُڑتے پھریں ♍، پانی ابل پڑے گا ہر انسان اپنے گناہوں کے بقدر اپنے پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا اور کسی کے سینے تک اور کسی کی کمر تک، کسی کی ناف تک بہرکیف انسان نفسی نفسی کے عالم میں ہوگا، اللہ ہماری حفاظت فرمائے، دنیا میں جہاں بھی 😐یں ہیں اللہ تعالیٰ سب کی حفاظت فرمائیں۔

😐یں جنت کی کیاریاں ہیں

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ 😐یں جنت کی کیاریاں ہیں، حضرت ابو ہریرہؓ ایک مرتبہ بازار گئے اور فرمایا افسوس کہ تم لوگ دوکانداری کر رہے ہو اور مسجد نبوی میں مسلمانوں کی میراث تقسیم ہو رہی ہے، لوگ دوڑے ہوئے مسجد نبوی پہونچے دیکھا تو وہاں کچھ لوگ ذکر اللہ میں مشغول ہیں اور کچھ لوگ تلاوت کلام اللہ میں مشغول ہیں، سارے لوگ واپس ہوئے اور کہا یا ابا ہریرہ وہاں تو کچھ نہیں ہے؟ ابو ہریرہؓ نے کہا سبحان اللہ وہاں تو لوگ ذکر اللہ اور تلاوت کلام اللہ میں مشغول ہیں وہی تو مسلمانوں کی اصل میراث ہے۔

مسجد کی زمین کی عظمت

حضور ﷺ نے ارشادفرمایا کہ مسجدیں گویا کعبۃ اللہ شریف کا حصہ ہیں، روایت میں ہے کہ دنیا کی ہر مسجد کو کعبۃ اللہ شریف سے نسبت حاصل ہے اور ساری مسجدوں کا مرکز کعبۃ اللہ شریف ہے، دنیا میں جہاں کہیں بھی مسجد بنائی جائے، وہ کعبۃ اللہ شریف کا ایک حصہ ہے۔

حضور ﷺ نے ارشادفرمایا جب دنیا فنا ہوگی اور زمین کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے فرشتوں کو حکم فرمائیں گے کہ دنیا کی ساری مسجدوں کی زمینوں کو کعبۃ اللہ کی زمین سے ملادو، یہ ہے مسجدوں کی عظمت اور وقعت کہ قیامت کے دن بھی اس کو تباہ وبرباد نہیں کیا جائے گا بلکہ دنیا میں لاکھوں کروڑوں اربوں مسجدیں بنی ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ یہ شرف عطا فرمائیں گے کہ مساجد کی زمین کو جنت کی زمین میں شامل کردیا جائے گا، گویا دنیا میں مسلمان جس زمین پرنماز پڑھتے ہیں اور جس زمین کو مسجد قرار دیتے ہیں وہ جنت کی زمین ہے، تواللہ تعالیٰ نے یہ فخر اور سعادت کی چیز بنائی کہ جنت کے ٹکڑے پر مسلمان نماز ادا کرتے ہیں اسی لئے فرمایا: اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَاللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وہی لوگ اللہ کے گھر کی تعمیر میں اپنی جان اور مال خرچ کرسکتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہوں یعنی مسجد بنانے کی ان ہی لوگوں کو توفیق ہوتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں اور جن پر اللہ کا خصوصی انعام اور خصوصی رحمت ہو، اسی لئے مسئلہ ہے دین کے کاموں میں غیر مسلم سے تعاون لے سکتے ہیں لیکن اگر مسجد بنانا ہو تو غیر مسلم سے تعاون نہیں لیں گے بلکہ خالص ایمان والے اسے تیار کریں گے۔

گویا اللہ تعالیٰ نے بتادیا ہے کہ مسجد میں خالص ایمان والوں کی جان اور مال لگتا ہے، حضور ﷺ نے بنفس نفیس خود مدینہ میں مسجد تعمیر فرمائی اور اس کا تذکرہ بھی اللہ نے قرآن کریم میں فرمایا: لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى اللہ کے رسول ﷺ نے جو مسجد کی بنیاد رکھی ہے وہ خالص تقویٰ پر رکھی ہے، مسجد نام ونمود کے لئے نہیں بنائی جاتی اور نہ مسجد کسی شان وشوکت کے لئے بنائی جاتی، اللہ کے رسول ﷺ کے عمل نے اور اس آیت شریفہ نے بتادیا کہ مسجد کی بنیاد صرف تقویٰ پر رکھی جائے۔

حضور ﷺ نے سب سے پہلے مسجد قبا کی بنیاد رکھی

حضور ﷺ نے سب سے پہلے مسجد کی بنیاد رکھی اور اس کا نام مسجد قبا رکھا، آج مسجد قبا مدینے میں شامل ہے لیکن اس زمانے میں یہ مسجد مدینے سے باہر تھی، اور آپ ﷺ نے سب سے پہلے وہاں جمعہ کی نماز پڑھائی، پھر جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو صحابہ کے مشورے سے مسجد نبوی کی بنیاد رکھی، وہ زمین دو یتیم بچوں کی تھی آپ ﷺ نے اس کو خرید کر مسجد کی بنیاد رکھی، (آج مسجد نبوی کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے ہیں) آس پاس جو پتھر تھے وہ سب چن چن کر لائے گئے اور دیواریں بنائی گئیں، ساتھ میں مٹی کا گارا بھی استعمال کیا گیا، آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس مسجد کی دیوار تعمیر فرمائی اور صحابہ مستقل آپ ﷺ کے ساتھ لگے رہے، جب دیوار سر سے اوپر اٹھ گئی تو اس کے اوپر کھجور کے تنے اور پتے ڈال دیئے گئے تاکہ سایہ ہوجائے۔

روایت میں ہے کہ اس وقت مسجد ایسی تھی کہ صرف دھوپ سے نمازیوں کوامان مل جائے، جب بارش ہوتی تو مسجد نبوی کی زمین گیلی ہوجاتی، جب نماز پڑھتے تو پیشانی پر گارا لگ جاتا۔

ایک بزرگ مدینے میں مسجد نبوی تلاش کررہے تھے

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضور ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کی پیشانی پر گارا لگا ہوا تھا، دنیا کے سارے انسانوں کا بادشاہ اور سارے نبیوں کا سردار، کائنات کا سب سے بڑا محسن نماز پڑھتا ہے تو پیشانی پر گارا لگ جاتا ہے۔ اللہ اکبر

آپ ﷺ کی برکت سے آج اس مسجد کی یہ حالت ہے کہ آپ ﷺ کے امتی قالین پر نماز پڑھتے ہیں اور آرام وآسائش کے سارے سامان موجود ہیں، گرمی اور سردی کے لئے الگ الگ پانی موجود ہے، آپ ﷺ نے بالکل سادی مسجد میں نماز ادا فرمائی اور آپ ﷺ کے امتی عالیشان مساجد میں نماز پڑھ رہے ہیں۔

ایک بزرگ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے، مسجد نبوی میں اتنی صفائی اور ستھرائی ہے کہ شاید دنیا میں کہیں نہیں وہ بزرگ نماز پڑھ کر بہت روئے، مسجد نبوی کے امام صاحب نے پوچھا آپ اتنا کیوں رو رہے ہیں؟ توانہوں نے بتایا کہ ایک زمانہ تھا کہ جب آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ نماز پڑھتے تو ان کی پیشانی پر مٹی لگ جاتی اور بارش ہوتی تو کپڑے تر ہوجاتے، میں اسی مسجد کو تلاش کرنے آیا تھا۔

دوستو! حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانے میں ایسی مسجدیں بنائی جائیں گی جو محلات کی طرح ہوں گی اور عمارتیں بڑی عالیشان ہوں گی اور اس میں نقش ونگار خوب ہوں گے، حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسجد سادہ بناؤ۔

سب سے پہلے حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں مسجد پختہ بنائی گئی

حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں مسجد کو پختہ بنایا گیا تو بہت سے صحابہ نے اعتراض کیا اور کہا کہ حضور ﷺ کی مسجد کو اسی حالت میں رہنے دو جس حالت میں حضور

ﷺ کے زمانے میں تھی، وہی کچی دیواریں اور وہی کچی چھت اور کچی زمین، تو حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ میں آپ حضرات کے جذبہ کی قدر کرتا ہوں بہت سارے احباب مسجد کو قدیم حالت پر رکھنا چاہتے ہیں، حضور ﷺ کے زمانے میں غربت زیادہ تھی آج مسلمانوں کی حالت اچھی ہے اور مسلمانوں کے پاس حکومت ہے اور مسلمانوں نے اپنے رہنے کے لئے عظیم الشان مکان بنالئے ہیں، اگر کسی مسلمان کے دل میں یہ بات آجائے کہ مسجد سے اچھا تو میرا گھر ہی ہے تو اللہ ناراض ہوجائے گا، میری رائے ہے کہ اللہ کا گھر بندوں کے گھر سے اچھا رہے تاکہ اللہ کے گھر کی عظمت ہمارے دلوں میں پیدا ہو۔ حضرت عثمان غنیؓ نے سب سے پہلے مسجد کو پختہ بنایا الحمدللہ پوری دنیا میں مسجدیں پختہ ہونے لگیں، بڑی بڑی عمارتیں تعمیر ہونے لگیں، دنیا میں لاکھوں کروڑوں مساجد تعمیر ہورہی ہیں ان میں نماز پڑھنے والوں کو، امداد کرنے والوں کو اور محبت بھری نظروں سے دیکھنے والوں کو اللہ نے اپنے خاص بندوں میں شامل کرنے کا وعدہ کر رکھا ہے، اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا **من بنٰی مسجدا الله بنی الله له بیتافی الجنة** جولوگ اللہ کے گھر کی تعمیر کریں، مسجدوں کی بنیاد رکھیں تو اللہ رب العزت جنت میں عالیشان محل بنائیں گے، دنیا میں آپ مسجد مٹی اور چونے کی بنائیں گے، اینٹ کی بنائیں گے لیکن اللہ کا احسان دیکھئے کہ جنت میں جو محل ہوگا اس کی اینٹ سونے اور چاندی کی اور گارا مشک وعنبر کا ہوگا اور اس میں جو درخت ہیں اس کے تنے سونے کے ہیں، جب ہوا سے اس کے پتے ہلتے ہیں تو ایک خاص قسم کی سریلی آواز آتی ہے جس کو سن کر جنتی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔

دعا کیجئے اللہ رب العزت ہم سب کو اپنے احکام پر عمل کی توفیق عطا فرمائے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

مسلمان کا شاندار ماضی

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ وَقَالَ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ لاَ نُکَلِّفُ نَفْسًا اِلاّ وُسْعَهَا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم.

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

محترم حضرات اورنوجوانان اسلام! آج دنیا ایک نئے انقلاب کی طرف بڑھ رہی ہے، دنیا کے حالات نہایت تیزی سے بدل رہے ہیں، آنے والے کل کے متعلق کسی کو کچھ اندازہ نہیں کہ کیا ہونے والا ہے خصوصاً عالم اسلام یعنی مسلم

دنیا کے حالات روزانہ بدل رہے ہیں اور یہ تبدیلیاں مسلمان کے حق میں ہیں یانہیں اس کواللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں قرآن کریم نے اعلان کیا ہے: وَلاَ تَهِنُوْا وَلاَ تَحْزَنُوْا اورتم ڈرومت اورغمزدہ مت ہوحزن وملال میں مبتلا مت ہو: وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ اگرتم سچے مسلمان ہوتو ساری دنیا پرتم ہی حکومت کروگے، دنیا کی کوئی طاقت تم کوزیرنہیں کرسکتی، لیکن اللہ تعالیٰ مسلمانوں پررحم فرمائے اور ایمان کودرست فرمائے آج ہم مسلمان توضرور ہیں اسلام کے ماننے والے تو ہیں لیکن مسلمانوں کے طریقہ کاراور مجاہدانہ زندگی سے محروم ہیں، اسلام کی جزئیات کوہم نے پکڑلیا ہے، حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں مسلمان سو فیصد اسلامی احکامات پرعمل کرنے والے تھے اس کے بعد صحابہ کرامؓ کا دورِخلافت آیا ان حضرات کے زمانے میں بھی لوگ سو فیصد اسلامی معاشرے اور اسلامی کلچر پر قائم تھے کوئی بے نمازی نہیں ملتا تھا یہاں تک کہ اگرکوئی شرابی بھی ہوتا یا چوراور ڈاکو ہوتا تو اس کی نماز بھی فوت نہیں ہوتی تھی اور دین سے اس وقت عوام کواتنی واقفیت تھی کہ آج کے زمانے میں خواص کوبھی اتنی واقفیت نہیں ہے۔

ایک آدمی جوبکریاں چراتا تھا اس کودینی معلومات اتنی ہوتی تھی کہ آج عام پڑھے لکھے لوگوں کوبھی اتنی معلومات نہیں ہوتی، اندازہ لگائیے کہ حضرت عمر فاروقؓ عورتوں میں وعظ فرمارہے تھے کہ اے مسلم عورتوں! جب تم نکاح کرتی ہوتو مہر لینے کے لئے زیادہ تقاضہ نہ کیا کرویعنی مہرکم سے کم ہو، ایک عورت نے عرض کیا یا امیرالمومنین! قرآن کریم میں توارشاد فرمایا گیا ہے وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا کہ عورت اپنی مرضی کے مطابق جتنا چاہے مہر متعین کرے اور آپ قرآن کریم کے خلاف بیان کررہے ہیں؟ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا الحمدللہ مدینے کی عورتیں عمر فاروقؓ سے زیادہ جانتی ہیں (یہ دراصل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کسرنفسی

تھی ورنہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عمر فاروقؓ میری امت کے محدث ہیں) یہ اس زمانے کا حال تھا اس وقت لوگوں کو دین کے متعلق اتنی معلومات تھیں کہ آج خواص کو بھی اتنی معلومات نہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کا زمانہ حضور اکرم ﷺ سے صرف سو سال کے بعد کا زمانہ ہے۔ ایک مرتبہ آپ درس دے رہے تھے کہ ایک عورت آئی اور اس نے ایک سیب آپ کو دیا، امام صاحب نے سیب دیکھا اور چاقو سے دو ٹکڑے کرکے اس کو واپس کر دیا، سبق پڑھانے کے بعد شاگردوں نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے؟ عورت سیب لائی اور آپ نے اس سے پوچھے بغیر سیب کے دو ٹکڑے کرکے اس کو واپس کر دیا؟ فرمایا وہ عورت مسئلہ پوچھنے کے لئے آئی تھی عورت کی عادت ہے کہ اس کو ہر مہینے حیض آتا ہے یہ دو چار دس دن کا معاملہ ہوتا ہے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی عورت کو استحاضہ (بیماری) بھی ہوتا ہے اور خون دس دن سے بھی زیادہ رہتا ہے، عورت یہ پوچھنے کیلئے آئی تھی کہ نماز کب سے پڑھی جائے؟ میں نے اس کو مسئلہ بتادیا کہ جب تک لال ہو نماز نہیں ہوگی اور جب سفید ہو جائے تو طہارت کرکے نماز شروع کرو، اتنا پیچیدہ مسئلہ امام صاحب نے صرف سیب کاٹ کر حل کر دیا اور وہ عورت بھی کتنی ذہین تھی کہ امام صاحب کے اس جواب کو سمجھ گئی، اس زمانے کی عورتوں میں اللہ نے اتنی صلاحیت رکھی تھی کہ جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی، اس وقت دنیا میں علم و ہنر عام ہو رہا ہے، کتابوں کے انبار لگے ہوئے ہیں، اسکولوں اور کالجوں اور مدرسوں کی بہتات ہے یونیورسٹیاں قائم ہیں، ادارے اور انجمنیں بہت ہیں اس کے ساتھ ساتھ وسائل کی کوئی انتہا نہیں لیکن عملی زندگی کہیں نظر نہیں آتی۔

علماء کرام نے لکھا ہے کہ جہاں ایک سیر علم ہو وہاں دو من عمل بھی ضرور ہو تب ہی علم سے فائدہ پہونچ سکتا ہے یعنی اس زمانے میں عمل کی شدید ضرورت ہے،

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے یعنی صرف ایمان لانا کافی نہیں ہے بلکہ ایمان کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے اس کے بغیر انسان کی زندگی بیکار ہے ایسے واقعات تاریخ میں موجود ہیں کہ عورتوں نے ایسے کارنامے انجام دیئے کہ آج مردان سے قاصر ہیں۔

کچھ وقت پہلے کی بات ہے جس وقت مولانا محمد علی جوہرؒ نے آزادی کی لڑائی میں انگریزوں کے چھکے چھڑا دیئے، مولانا مرحوم نے اس ملک کے لئے اپنی جان اور مال قربان کر دیا، ہندوستان کو آزاد کرانے کے لئے اپنا ایک ایک سانس خرچ کر دیا، یہاں میں ان کی اہلیہ کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں، مولانا محمد علی جوہر کو انگریزوں نے جیل میں ڈال دیا کئی سال تک جیل میں رہے، آپ کی بیوی بڑی پڑھی لکھی عورت تھیں اور بڑی مجاہدہ تھیں، مولانا سے انہوں نے کہا کہ آپ جیل میں ہیں آپ ہماری طرف سے بالکل بےفکر رہیں ہم کو اللہ رب العزت کھلائیں گے اور ہماری ضرورتیں اللہ تعالیٰ پورا فرمائیں گے کیونکہ ہمارے اور اللہ کے درمیان آپ تو ایک واسطہ ہیں اصل دینے والی تو خدا کی ذات ہے اور مجھے آپ اپنا کام سپرد کریں جو کام آپ جیل سے باہر رہ کر کر سکتے تھے اب مجھے دیجئے میں کروں گی، تو مولانا محمد علی جوہر نے فرمایا کہ سلطنت عثمانیہ کی بقا چاہتا ہوں ممکن ہے کہ تم اس کے لئے کچھ کام کر سکو۔

دوستو! آج سے سو سال پہلے مولانا کی اہلیہ نے ہندوستان کا دورہ کیا اور ہمیشہ پردے کا اہتمام فرمایا اور چالیس لاکھ روپئے بطور عطیہ جمع کرکے خلافت عثمانیہ کے لئے بھیجے! یہ معمولی بات نہیں وہ بھی ایک عورت اتنا بڑا قدم اٹھائے اور اتنا بڑا کارنامہ انجام دے اللہ اکبر، آج مسلمان کی مائیں اور بہنیں اور مسلم لڑکیاں سمجھتی ہیں کہ ہم پکے سچے مسلمان ہیں، واقعات کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ

اس وقت کے مسلمانوں میں کتنا جذبہ تھا ؟ پہلے زمانے کی عورتیں فاقہ کشی اور موٹا جھوٹا، سیدھا سادا کھانے کے باوجود کبھی زبان پر شکوہ شکایت نہیں لاتی تھی آج اللہ نے سب کچھ دیا ہے اس کے باوجود ہر گھر میں کچھ نہ کچھ فتنہ ضرور ہے جس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

عبرت آمیز واقعہ

واقعہ ہے کہ صلیبی جنگ جاری تھی اور مسلم عورتیں میدان جہاد میں مسلمانوں کے ساتھ شریک تھیں ،زخمیوں کا علاج کر رہی تھیں اور ان کے لئے کھانا تیار کر رہی تھیں، صلیبی جنگ تقریباً ڈیڑھ سو سال تک چلی جس میں عیسائیوں کے بڑے بڑے بادشاہ مارے گئے، آپ سوچ سکتے ہیں کہ اس زمانے کی عورتوں کی کیا فکر تھی اور ان میں کیا دینی جذبہ اور کیا تڑپ تھی ؟ لوگ جوق درجوق میدان جنگ میں جارہے تھے جس میں عورتیں بھی شریک تھیں ، ہزاروں مسلمان شہید ہو رہے تھے، ایک بار نماز کے لئے سلام پھیرا جا چکا تو مسجد میں ایک چھوٹی سی پوٹلی امام صاحب کے پاس لائی گئی اس کو کھول کر دیکھا تو عورت کے سر کے بال کے ساتھ ایک پرچہ تھا جس میں لکھا تھا کہ میں بوڑھی اور کمزور ہو گئی ہوں میدان جنگ میں نہیں جا سکتی میرے اندر جذبہ ہے کہ میں بھی اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں لیکن اپنی کمزوری پر نادم ہوں اس لئے میں اپنے سر کے بال کاٹ کر اور ان کی رسی بنا کر آپ لوگوں کی خدمت میں بھیج رہی ہوں ، ہوسکتا ہے کہ یہ رسی کسی مجاہد کے کام آجائے اللہ اکبر! یہ اس زمانے کی عورتوں کا معاملہ تھا دین کے تعلق سے، زبان سے کہہ دینا اور اقرار کر لینا بڑی بات نہیں ہے۔

آج کتابوں کی بہتات، مدارس کی بہتات، مساجد کی بہتات ہے، پہلے تو مسئلہ معلوم کرنے کے لئے سو دو سو کیلو میٹر اور کئی کئی دن کا سفر کیا جاتا تھا آج اس کی ضرورت نہیں کیوں کہ گھر میں ہی کتابیں موجود ہیں اس میں مسئلہ دیکھ سکتے ہیں، آج ہر گھر میں ٹیلیفون موجود ہے کسی بھی مسئلے کو جاننے کے لئے کسی بھی عالم سے معلوم کر سکتے ہیں، ان حالات میں بھی اگر دین پر عمل نہ کریں اور دین کو نہ اپنائیں اور دین میں مکمل طور پر داخل نہ ہوں تو اس سے زیادہ بدنصیبی اور کیا ہوسکتی ہے؟ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ دنیا کے حالات بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں ، آج مظلوم کو ظالم کہا جارہا ہے اور ظالم کو مظلوم ، جو دہشت گرد ہے اس کو رکھوالا کہا جارہا ہے اور جو رکھوالا ہے اس کو دہشت گرد ، ایسا ہو رہا ہے کہ جس کے ہاتھ میں لاٹھی اسی کی بھینس! سارے مسائل کو عالم اسلام سے جوڑا جارہا ہے، ان سفید چمڑی والوں نے ہمارے بزرگوں کی کتابوں سے فائدہ اٹھایا اور زمانہ میں ترقی یافتہ بنے۔

آپ تاشقند اور بخارا کی تاریخ پڑھئے ، بغداد کی تاریخ پڑھئے تو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کی کتابوں کو انہوں نے چرایا اور بعد میں ان کو کام میں لائے ہوائی جہاز بنایا ، پھر میزائل اور بڑے بڑے ہتھیار بنائے ، یہ سب ہمارے بزرگوں کی کتابیں چرا کر اور ان کے مطالعہ سے ایجادات کئے ہیں اور آج یہ مسلمانوں پر حکومت کر رہے ہیں۔

صنعت وحرفت کا سیکھنا بھی فرض کفایہ ہے

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ دین کا علم حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق ہر مرد وعورت پر فرض ہے، چاہے وہ غریب ہو یا امیر، شہری ہو یا دیہاتی اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق دین کا علم سیکھنا فرض ہے باقی جو کام ہیں وہ فرض کفایہ ہیں مثلاً

بڑھی کا کام ہے، اگر محلّہ میں ایک یا دو آدمی سیکھ لیں تو سب کی طرف سے کفایت ہو جائے گی، لوہار کا کام ہے وہ بھی فرض کفایہ ہے، معاشرے میں کچھ لوگ سیکھ لیں تو کام چل جائے گا بہت سے کام ہیں اخیر میں لکھا ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں کہ جو اسلحہ بنانے کا کام جانتے ہوں اسلحہ بنانا فرض کفایہ ہے اس چیز کو مسلمانوں نے بھلا دیا، چاہے ہندوستان کے مسلمان ہوں یا عرب کے یا اور کہیں کے ہوں، کہتے ہیں کہ صاحب یہ کام ہمارے بس کا نہیں ہے لو جی امریکہ جی یہ کام تم کرلو، برطانیہ جی یہ کام تم کرلو ہم نہیں کرتے، تیل اور پٹرول کی دولت اور علم وحکمت اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کے باوجود مسلمان پریشان ہے۔

حضرات! میں یہ نہیں کہتا کہ آپ بندوق بنائیں، تلوار بنائیں، مشین گن بنائیں اور اسلحہ بنانے کا ناجائز کام کریں، میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان کس روش پر چل رہے ہیں، مسلم عورتوں کا حال یہ ہے (اللہ معاف فرمائے میں کسی ایک گھر کی بات نہیں سب کی بات کر رہا ہوں، پورے معاشرے کی بات کہہ رہا ہوں کہ آج مسلم عورتوں کے لئے فیشن کے کپڑے اور زیور ضروری ہیں اس کے بغیر دنیا بیکار ہے) شاید ہی کوئی مسلم عورت ایسی ملے جو ذبح کرنا جانتی ہو، لاٹھی، تلوار یا بندوق چلانا جانتی ہو، کراٹا جانتی ہو، ہمیں اور ہماری ماؤں، بہنوں کو اپنے ماضی سے سبق حاصل کرنا چاہئے، مردوں کی عقل پر پردہ ایسا پڑا ہے کہ عورتیں جو کہتی ہیں وہ سوفی صد صحیح ہے مرد بھی عورت کی بات مانتا ہے، نہیں جی ایسا نہیں ہوا تو ہماری کیا عزت رہے گی اور ہماری فیملی کی کیا عزت رہے گی؟ لیکن کبھی یہ نہیں سوچا کہ ہماری عورتیں، ہماری مائیں اور بہنیں، ہماری بچیاں جو دین کے خلاف کام کر رہی ہیں ان کو روکیں اور تنبیہ کریں، آج ایک نئی بیماری مسلم معاشرے میں پیدا ہوگئی کہ

مسلمان لڑکیاں باقاعدہ پیشانی پر تلک لگا رہی ہیں، سلام کرنا چھوڑ دیا ہے ہیلو اور بائے بائے کہنے لگے ہیں اور گھر میں مرد وعورت بچے بوڑھے سب ہیں لیکن کسی کی زبان سے یہ نہیں نکلتا کہ اللہ کے بندو نماز تو پڑھ لو، کھانے میں کمی آجائے تو برداشت نہیں، کپڑوں میں کمی آجائے تو برداشت نہیں لیکن قرآن وحدیث کا جنازہ نکل رہا ہے تو کوئی احساس نہیں، جس قرآن وحدیث کے ذریعہ ہمیں عزت ملی آج ہمارے سامنے اس کا جنازہ نکل رہا ہے مگر لوگ تماشہ بنے بیٹھے ہیں، ایک مرد اتنا غافل ہو جائے یا اتنا بے حس ہو جائے کہ اپنی عورتوں کو تنبیہ تک نہ کر سکے؟ اگر ایسا ہے تو یقیناً ہماری تباہی کا باعث ہے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ خود بھی دین سیکھیں اور عورتوں بچوں کو بھی دین کی تعلیم دیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

پڑوسی کے حقوق

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاعْبُدُوااللّٰہَ وَلاَ تُشْرِکُوْابِہٖ شَیْئًاوَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَالْجَارِذِیْ الْقُرْبٰی وَالْجَارِالْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اِنَّ اللّٰہَ لاَ یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالاً فَخُوْرًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ .

آنکھیں ہیں اشکبار تو چہرہ بھی زرد ہے　　سینے میں اپنے سارے زمانہ کا درد ہے
ہم اپنی زندگی میں حرارت کہاں سے لائیں　　محنت کشوں کے گھر میں تو چولہا بھی سرد ہے

بزرگان محترم ،عزیز طلبہ، نوجوانان اسلام! اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت انسان کی بھلائی اور کامیابی کے لئے بہت سے احکامات صادر فرمائے ہیں ان میں ایک حکم یہ بھی ہے کہ انسان کو اپنے پڑوسی کے ساتھ، اپنے قریب رہنے والوں کے

ساتھ، قرب وجوار میں بسنے والوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے اسلئے کہ آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے پڑوسی کو خوش رکھا اس نے مجھے خوش رکھا اور جس نے مجھے خوش رکھا اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش رکھا، اور ارشاد فرمایا کہ پڑوسی کو ناراض کرنا مجھے ناراض کرنا ہے اور مجھے ناراض کرنا اللہ کو ناراض کرنا ہے۔

یہ فرمان رسول اکرم ﷺ کا ہے کہ جس نے اپنے پڑوسی کو ناراض کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ناراض کیا، پڑوسی کو خوش رکھنے اور اس کا حق ادا کرنے کے تعلق سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیلؑ نے اتنی تاکید فرمائی کہ مجھے خوف محسوس ہونے لگا کہ شاید پڑوسی کا حق فرض کردیا جائے، پڑوسی کوئی معمولی نعمت نہیں حضور ﷺ کے گھر میں اگر سالن پکتا تو آپ ﷺ اپنے پڑوسی یہودی کے گھر بھی اس سالن میں سے بھیجا کرتے تھے۔

آج اس کا دستور نہیں، اول تو ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کے کام آنا نہیں چاہتا اور اگر ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کے یہاں کچھ بھیج دیتا ہے تو اس کو حقیر سمجھا جاتا ہے کہ تم نے ہمارے یہاں فلاں چیز بھیجی ہم ایسا نہیں کھاتے ہم تو ویسا کھاتے ہیں تمہارا کھانا اتنا اچھا نہیں ہے ہم جو پکاتے ہیں بہت اچھا ہوتا ہے ایک تو پڑوسی کچھ دے رہا ہے اس پر اس کو ملامت کی جاتی ہے۔

ایک مشہور واقعہ

حدیث میں ایک واقعہ کا ذکر ہے حضور ﷺ کے زمانے میں ایک صحابیؓ کے گھر پر کسی صاحب نے بکری کے پائے بھیجے انہوں نے سوچا کہ میرے پڑوس میں جو لوگ رہتے ہیں وہ مجھ سے زیادہ مستحق ہیں یہ سوچکر پڑوس کے گھر میں وہ پائے

بھیجدیئے اس پڑوسی نے بھی یہ سوچ کر اپنے پڑوسی کے گھر بھیج دیئے اس طرح ہوتے ہوتے پھران ہی کے گھر وہ پائے پہونچ گئے جن کے گھر سے وہ چلے تھے اللہ اکبر، صحابہ کرام کے زمانے میں اپنے پڑوسی کے ساتھ کتنا اچھا سلوک تھا: **یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ** قرآن میں اللہ نے صحابہ کے متعلق آیت کریمہ نازل فرمائی، میرے نبی کے صحابہ ایسے ہیں جو ایثار اور قربانی کا جذبہ رکھتے ہیں خود بھوکے رہتے ہیں دوسروں کو کھلاتے ہیں خود تکلیف اٹھاتے ہیں اور دوسروں کو آرام پہونچاتے ہیں۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک

امام حسینؓ کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا اس کے گھر کی دیوار ٹوٹ گئی جس کی وجہ سے اس کے پیشاب اور پاخانے کی گندگی امام حسینؓ کے صحن میں آجاتی تھی، حضرت حسینؓ اس کو برداشت کرتے رہے کبھی کوئی شکایت نہیں کی، گندگی اور بدبو کو برداشت کرتے رہے ایک مرتبہ اس یہودی پڑوسی کی بیوی حضرت حسینؓ کے گھر آئی تو دیکھا کہ میرے گھر کی غلاظت امام حسینؓ کے گھر اور آنگن میں گر رہی ہے اور ان لوگوں نے اب تک کوئی شکایت نہیں کی، اس عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ ہمارے گھر کی غلاظت امام کے گھر میں جارہی ہے اور انہوں نے اب تک ہم کو نہیں بتایا یہودی شرمندہ ہوا اور امام کے گھر پہونچا اس نے کہا کہ اے نواسہ رسول ﷺ! مجھے بے حد شرمندگی ہے اس بات سے کہ ہم نے آپ کو تکلیف دی آپ ہم کو معاف کردیں؟ قربان جایئے امام حسینؓ پر (ان کی جگہ اگر ہم ہوتے تو کہتے ارے ہمارا ظرف ہے کہ ہم اتنے دنوں سے برداشت کرتے آرہے ہیں اور جلانے آئے ہو میری جگہ اور کوئی پڑوسی ہوتا تو اب تک تم سے لڑائی ہوگئی ہوتی، ایسا نہیں کہا) بلکہ

فرمایا کہ میرے نانا اور سارے جہاں کے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے پڑوسی کے ساتھ احسان کرنے کا حکم فرمایا ہے میں آپ کو تکلیف نہیں دے سکتا ہوں بلکہ آپ کی طرف سے جو تکلیف پہونچے اس کو برداشت کرنے کو تیار ہوں، یہودی نے جب سنا کہ اللہ کے رسول کا حکم ہے، پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرو، اس نے کہا کہ اسلام کتنا پیارا مذہب ہے اور امام حسینؓ کے دست مبارک پر ایمان لے آیا، یہ تھے امام حسینؓ کے اخلاق۔

ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم سے سارے پڑوسی اچھا برتاؤ کریں اور ہم کسی کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کریں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ دونوں ہاتھوں سے روٹی پکتی ہے میں بھی آپ کے ساتھ حسن سلوک کروں اور آپ بھی میرے ساتھ حسن سلوک کریں، اللہ نے فرمایا: **حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ** کہ انسان بہت سارے اعمال ایسے کرتا ہے کہ اس کی بدعملی کی وجہ سے اس کی ساری نیکیاں ختم ہوجاتی ہیں، زندگی تباہ ہوجاتی ہے اور آخرت کا خسارہ ہوجاتا ہے، ارشاد فرمایا حضور محمد رسول اللہ ﷺ نے، پڑوسی کو تکلیف دینے سے بعض اوقات ساری کی ساری نیکیاں مٹ جاتی ہیں۔

آج پسند کیا جاتا ہے کہ صاحب، ہم تو ایسے علاقہ میں رہیں گے جو بالکل سکون (Silent) ہو، وہاں ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کو نہیں جانتا کہ آپ کیا کررہے ہیں، کس طرح رہ رہے ہیں، ایک پڑوسی کو کوئی لوٹ کرلے جائے تو دوسرا پڑوسی دروازہ بند کئے بیٹھا رہتا ہے کوئی فکر نہیں، یہ سوچ جدید دنیا کی دین ہے آج انسان اتنا خود غرض ہوگیا ہے کہ کوئی کسی کو پوچھنے والا نہیں۔ یاد رکھئے آج ایک پڑوسی کو لوٹا گیا ہے کل دوسرے کا نمبر ہے آج آپ نے اپنے پڑوسی کا ساتھ نہیں دیا تو کل آپ کا کوئی ساتھ نہیں دے گا؟

ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ اپنے پڑوسی سے محبت اور اخلاق سے پیش آئیں تا کہ اللہ آپ کو پسند کرے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جانتے ہو پڑوسی کیا ہے؟ آپ نے تاکید سے فرمایا کہ جانتے ہو پڑوسی کیا ہے؟ فرمایا کہ پڑوسی وہ ہے جو گھر کے برابر میں رہے اور جو تمہارے گھر کے قریب میں پندرہ بیس گھروں کے درمیان ہو وہ بھی پڑوسی ہے۔

پڑوسی کا حق

پڑوسی کا حق کیا ہے؟ ارشاد فرمایا پڑوسی کا حق یہ ہے کہ تمہاری مدد کی ضرورت پیش آئے تو تم اس کی مدد کرو، گذشتہ جمعہ میں نے عرض کیا تھا کہ آج ہم کتنے بداخلاق ہوگئے ہیں؟ اگر پڑوسی یہ کہے کہ بھائی ذرا کٹنگ پلیئر چاہئے یا چاقو چاہئے یا اور کوئی چیز مانگ رہا ہے حالانکہ گھر میں وہ چیز موجود ہے پھر بھی انکار کردیتے ہیں نہیں صاحب ہمارے پاس نہیں ہے اس انکار سے تین گناہ ہوئے (۱) جھوٹ بولا (۲) اللہ کی نعمت سے انکار کیا، پاس ہے لیکن نہیں دے رہے ہیں (۳) پڑوسی کا حق ادا نہیں کیا اور اس فعل کو اچھا سمجھتے ہیں اللہ عورتوں کو معاف فرمائے کہ وہ اپنے پڑوسی کو سامان دینے میں حد درجہ کنجوسی برتتی ہیں اور پھر کہتی بھی ہیں نہیں جی ایک بار سامان دے دیا تو ان کو مانگنے کی عادت پڑجاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتیں انسان کو دی ہیں اور جو انسان نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کررکھا ہے، تو اللہ کے نبی نے کیا فرمایا؟ جب پڑوسی کو تمہاری مدد کی ضرورت پیش آئے تو تم اس کی مدد کرو۔

ایک یہودی کا واقعہ

حضرت جنید بغدادیؒ کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا وہ یہودی سفر پر تھا اور اس کی بیوی حمل سے تھی، بیوی کے پاس اتنا انتظام نہیں تھا کہ وہ رات کو چراغ جلا سکے،

بچہ پیدا ہوگیا تو گھر میں اندھیرے کی وجہ سے روتا تھا حضرت جنید بغدادیؒ روزانہ رات میں اپنے گھر کا چراغ لے جاکر اس یہودی کے گھر میں رکھ دیتے اور خود اندھیرے میں رہتے تا کہ بچہ اور اس کی ماں کو تکلیف نہ ہو، جب یہودی سفر سے واپس آیا تو عورت نے اپنے شوہر سے کہا ہمارے پڑوس میں جو مسلمان رہتے ہیں وہ بہت اچھے ہیں کہ وہ خود اندھیرے میں رہتے ہیں اور میرے بچہ کی وجہ سے اپنا چراغ میرے گھر میں رکھ دیتے ہیں، جب اس نے یہ بات سنی تو جنید بغدادی کے پاس آیا اور مسلمان ہوگیا۔

دوستو! مسلمان نے اپنا اخلاق اور کردار گنوادیا ہے یہ سوچتے ہیں کہ سامنے والا آدمی احسان پر احسان کرتا رہے اور ہم اس کے ساتھ کچھ نہ کریں سارے احسان کے مستحق ہم ہیں اور ساری بدسلوکی کا مستحق ہمارا پڑوسی ہے تو اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے پڑوسی کو تمہاری مدد کی ضرورت ہو تو اس کی مدد کرو اور جب تمہارے گھر میں کوئی اچھا سالن پکے تو اپنے پڑوسی کو بھی اس میں شامل کرلو، نبی کریم ﷺ سالن میں شوربا زیادہ کراتے تا کہ پڑوسیوں کو بھی پہونچا سکیں، گھر میں چاہے ساگ اور سبزی پکی ہو لیکن پڑوسن کو جلانے کے لئے بولتی ہیں کہ ہمارے یہاں تو مرغی پکی ہے وہ عورت اپنے شوہر کے آتے ہی کہتی ہے کیا جی! ہمارے پڑوس میں جب دیکھو مرغی پکتی ہے اور تم لاتے ہی نہیں ہفتہ پندرہ دن میں لاتے ہو؟ گویا لڑانے والی بات ہے، یہ بہت بری بات ہے کہ جھوٹ بول کر پڑوس کے گھر میں لڑائی کرادی یہ نہایت بری عادت ہے۔

مومن کی صفات

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اچھی چیز بناؤ تو اپنے پڑوسی کو بھی شامل کرلو یہاں تک کہ مومن کے خصائل میں اللہ کے نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کبھی

اکیلا نہیں کھاتا کسی نہ کسی کو اپنے ساتھ شامل کرلیتا ہے، فرمایا کہ جب پڑوسی بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو اور پڑوسی قرض پوچھے تو جتنا ممکن ہو اس کو قرض دے دو اور پڑوسی کا انتقال ہوجائے تو اس کے جنازہ میں شریک ہوجاؤ اور پھر اس کے وارثین کے ساتھ حسن سلوک کرو، ہمارے یہاں اللہ تعالیٰ معاف فرمائے سارے معاملے الٹے ہوگئے ہیں حضور ﷺ نے سختی سے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے پڑوسی کے ساتھ لڑائی کی اس نے مجھ سے لڑائی کی اور جس نے مجھ سے لڑائی کی اس نے اللہ سے لڑائی کی اور اللہ سے لڑنے والا ہمیشہ ذلیل ہوتا ہے اللہ معاف فرمائے جہاں مسلم معاشرے میں بہت سارے عیوب پیدا ہوگئے ہیں ان میں پڑوسی کو ستانا بھی ہے، قرآن کریم میں اللہ نے ارشاد فرمایا: وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا اور تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ گھر میں مال آتا ہے تو مال کو (نعوذ باللہ) خدا سمجھنے لگتے ہیں یعنی اس پر بھروسہ کرنے لگتے ہیں حکومت اور عزت آجاتی ہے تو اس پر اس طرح یقین کرنے لگتے ہیں کہ یہی سب کچھ ہے اور کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے: وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا شرک کی بہت ساری قسمیں ہیں شرک کی یہ بھی ایک قسم ہے کہ آدمی اپنے مال پر بھروسہ کرے یا دنیوی عزت وجاہ پر بھروسہ کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اَلْكِبَرُ رِدَائِیْ کہ تکبر کی چادر صرف میرے لئے زیب دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تکبر کی چادر انسان اوڑھے گا تو شیطان بن جائے گا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے علاوہ کوئی تکبر کی چادر اوڑھے گا تو میں اس کو تار تار کردوں گا، ذلیل اور رسوا کردوں گا تکبر کی چادر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو زیب نہیں دیتی، یعنی کبریائی اور عظمت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

مختلف حقوق

آگے قرآن بیان کررہا ہے وَالْمَسَاكِيْنِ اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کرو، مسکین کون لوگ ہیں؟ یتیم تو وہ کہلاتا ہے جس کا باپ مرجائے اور مسکین وہ کہلاتا ہے جس کی ماں مرجائے اور ماں باپ دونوں مرجائیں تو پھر وہ یتیم بھی ہے اور مسکین بھی، تو ایسے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا اللہ کو بہت زیادہ پسند ہے آگے فرمایا وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى اس میں دو احکام فرمائے ہیں تمہارا جو پڑوسی ہے وہ تو ہے ہی، پہلے کیا فرمایا؟ وَبِذِي الْقُرْبٰى پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور آگے فرمایا وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وہ رشتہ دار جو آپ کے پڑوس میں رہتے ہوں ان کے آپ پر تین حق ہیں ایک تو پڑوس میں رہنے کا حق، دوسرا رشتہ داری کا حق اور تیسرے مسلمان ہونے کا حق، ان کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو، وَالْجَارِ الْجُنُبِ اور ایسا پڑوسی جو آپ کا رشتہ دار نہ ہو دوسری جگہ سے آکر بس گیا ہو ایسے پڑوسی کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو ہمارے خاندان کا تو آدمی نہیں ہے ہمارا رشتہ دار نہیں ہے اس کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو اس کا ساتھ دو احسان دو طرح سے ایک مومن ہونے کی حیثیت سے اور ایک پڑوسی ہونے کی حیثیت سے، آج ہمارے یہاں اس کا الٹا ہے کہ نیا پڑوسی آگیا تو اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے ہیں چھوڑو جی معلوم نہیں کہاں سے آگیا ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو ایسے پڑوسی بہت زیادہ پسند ہیں کہ پڑوسی اجنبی ہوں اور آپ اپنا حسن سلوک بڑھائیں محبت سے پیش آئیں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی آدمی ایسی جگہ جا کر رہتا ہے کہ جہاں اس کا کوئی پہچاننے والا نہ ہو، کوئی جاننے والا نہ ہو تو ایسے پڑوسی کو اللہ تعالیٰ روزانہ ایک ہزار مرتبہ محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ہم کیا بولتے ہیں چھوڑو جی معلوم نہیں

کہاں سے آکر بس گیا ہے اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو ناپسند کرتے ہیں جو اپنے سامنے والوں سے حقارت اور بخالت سے پیش آتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالْجَارِ الْجُنُبِ اجنبی پڑوسی کے ساتھ محبت سے پیش آؤ۔

اور تیسرا حکم فرمایا وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ ایسا آدمی جو آپ کے پڑوس میں عارضی طور پر رہا ہو چاہے دس بیس دن کے لئے آکر رہے یا آپ کسی کے پڑوس میں دس بیس دن کے لئے جا کر رہیں وہ صاحب الجنب ہے، یعنی ایسا آدمی جو آپ کے پہلو میں پڑوس میں تھوڑے دنوں کے لئے ساتھی بن کر رہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی کسی کے پاس بیس دن بھی رہے تو وہ بھی اس کا پڑوسی ہے۔

ایک انگریز پڑوسی کے ساتھ حضرت مولانا انعام الحسنؒ کا سلوک

حضرت مولانا انعام الحسنؒ حضرت جی تقریباً بیس سال پہلے جب لندن گئے تو ان کو جہاں ٹھہرایا گیا تھا آپ نے معلوم کیا کہ میرے پڑوس میں کون رہتا ہے؟ بتایا گیا کہ آپ کے پڑوس میں ایک انگریز رہتا ہے تو آپ نے ایک ٹوکری منگائی جو پھلوں سے بھری ہوئی تھی اور وہ ٹوکری انگریز کے یہاں بھیج دی تو اس نے پوچھا یہ کیا؟ اس کو بتایا گیا کہ ہندوستان سے ہمارے بزرگ آئے ہیں پڑوسی ہونے کی حیثیت سے انہوں نے یہ پھلوں کی ٹوکری بھیجی ہے انگریز کہنے لگا کہ میں نے تو یہ بات مسلمانوں کی کتاب میں پڑھی تھی کہ مسلمانوں کے ہیرو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اپنے پڑوسی کے ساتھ ایسا کرتے تھے تعجب ہے کہ آج چودہ سو سال کے بعد بھی ایسے مسلمان موجود ہیں، وہ حضرت کی خدمت میں آیا حضرت کی بات سنی اور پھر حضرت کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا، کبھی کبھی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی غیر مسلموں کو لبھا دیتی ہیں شرط یہ ہے کہ وہ چیزیں ہم میں پیدا ہوں غیر مسلم کے ساتھ

تو حسن سلوک بڑی بات ہے آج ہم مسلمانوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے کو تیار نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ ہم کو معاف فرمائیں۔ تو فرمایا: وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وہ پڑوسی جو آپ کے پہلو میں عارضی طور پر آیا ہو یا چند دن کے لئے آیا ہو اس کے ساتھ محبت سے پیش آؤ۔

وَابْنِ السَّبِيْلِ اور مسافر کے ساتھ بھی محبت سے پیش آؤ ہمارے یہاں تو یہ سب ہے ہی نہیں اگر کوئی مسافر مسجد میں آجائے تو کوئی کھانے پینے کے لئے پوچھنے کو تیار نہیں، بنگلور میں جب ایک دوست دوسرے دوست سے ملتا ہے تو یہ تو ضرور معلوم کر لیتا ہیں کہ کھانا کھایا یا نہیں لیکن کوئی مسافر مل جائے یا کہیں بیٹھا ہوا ہو تو کھانا دینا تو بڑی بات ہے پوچھنے کو تیار نہیں ہیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح یتیم اور مسکین کے ساتھ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک ضروری ہے اسی طرح آپ پر فرض ہے کہ آپ مسافر کے ساتھ بھی حسن سلوک کریں۔

اور آگے فرمایا: وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وہ لوگ جو آپ کے زیر انتظام رہتے ہیں جو ملازم ہیں، نوکر ہیں ان کو بھی اپنے حسن سلوک میں شامل کرو یہاں تک ارشاد فرمایا کہ جیسا تم کھاؤ ویسا ہی اپنے ملازم اور نوکر کو بھی کھلاؤ جیسا تم پہنو ویسا ہی اپنے نوکر کو بھی پہناؤ یہ بات عربوں میں ہے کہ وہ اپنے نوکروں کو بھی اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاتے ہیں اور ہمارے یہاں اس کا برعکس ہے۔

پھر فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت نہیں کرتے ہیں یا ان لوگوں کو پسند نہیں کرتے ہیں جو فخر کریں اور جو اپنے پڑوسیوں میں بیٹھ کر دوستوں میں بیٹھ کر اپنی بڑائی کریں ان کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

خدمتِ خلق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ الْمَصْحَفِ الْعَظِیْم. یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ وَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُ الرَّاحِمُوْنَ اِرْحَمُوْامَنْ فِیْ الْاَرْضِ یَرْحَمُکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ. وَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُؤْمِنُ اَوْمُخْتَرِفَۃٌ. اَوْکَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ.

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّ و بیاں

بزرگان محترم، نوجوانان اسلام اورعزیزطلبہ! اللہ تعالیٰ نے دنیاکے ان انسانوں کوزیادہ پسندفرمایاہے جواللہ کی مخلوق سے محبت کرتے ہیں، جوانسانیت کے

قدرداں ہیں ،اپنے نفس کے مقابلے میں دوسروں کوافضل سمجھتے ہیں اوراپنی جان وخواہشات کے مقابلے میں دوسروں کی خواہشات کااحترام کرتے ہیں ایسے لوگوں کواللہ تعالیٰ نہایت پسندفرماتے ہیں اورمحبوب رکھتے ہیں۔

قرآن پاک میں اسی کی طرف اشارہ کیا گیاہے باری تعالیٰ فرماتے ہیں یُوْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْکَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃ ایسےلوگ جوایثاراورقربانی کاجذبہ رکھتے ہیں اوراپنی جان کے مقابلے میں دوسروں کی جان اورخواہشات کوترجیح دیتے ہیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کےخصوصی بندوں میں شامل ہیں اوراللہ تعالیٰ ان بندوں کوبےانتہامقبول رکھتے ہیں۔

حضور ﷺ کےزمانے میں ایک واقعہ پیش آیاجس کی وجہ سے یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی،آپ کومعلوم ہے کہ اسلام کےابتدائی دورمیں مسلمانوں پرعسرت اورتنگی تھی مسلمان مالی اعتبارسے کمزورتھے،اکثرگھروں میں مسلمان یاتوفاقہ کرتے تھے یابہت کم کھانے پرقناعت کرتے تھے،جب انسان کے پاس کھانے پینے کے لئے نہ ہواس کے پیٹ بھرنے کے وسائل نہ ہوں توایسے حالات میں انسان دوسروں کوکیا کھلاسکتاہے۔

نبی کریم ﷺ کی تعلیم کاثمرہ

دوستو! قربان جایئے آقائے مدنی ﷺ پرکہ ایسے حالات میں جبکہ مسلمان تنگی کے ساتھ زندگی گذاررہے تھے اللہ کے نبی ﷺ کی تعلیم کاثمرہ اورطفیل تھاکہ مسلمانوں نے ایسے حالات میں بھی ایثاروقربانی کواپنے گلے لگایااورکبھی اپنے مہمانوں کویہ احساس نہیں ہونے دیاکہ مسلمانوں کے پاس کھانےاورپینے کی تنگی ہے چنانچہ ایک واقعہ پیش آیاکہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک مہمان آیاآپ ﷺ نے

حاضرین مجلس کو خصوصی نگاہوں سے دیکھا اور ارشاد فرمایا کہ کوئی ہے جو مہمان کو اپنے یہاں ٹھہرائے اور مہمان نوازی کرے ایک صحابیؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آج اس مہمان کی مہمان نوازی کے لئے میں تیار ہوں۔

مہمان عرش کے موتی

بھائیو! آج کل شاید ہی کوئی آدمی فاقہ سے سوتا ہو، شاید ہی کوئی آدمی ایسا ہو کہ جس کا پیٹ بھرا ہوا نہ ہو الحمد للہ آج اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو کھانے پینے اور رہنے سہنے کے لئے فراوانی عطا فرمائی ہے ایسے حالات میں بھی ہم کسی کو کھلانے اور تواضع کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اسلئے کہ ہمیں اس کی اہمیت کا احساس ہی نہیں کہ تواضع میں کیا ثواب اور کیا بدلہ رکھا ہے، حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مہمان عرش کے موتی ہیں جو انسان کسی مہمان کی تواضع کرتا ہے یا کسی عام آدمی یا کسی رشتہ دار کو مہمان بناتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی مہمانی فرمائیں گے اور اس کو انعام واکرام سے نوازیں گے۔

پہلے زمانے میں مہمان آتا تو گھر والے خوش ہوتے اور جب مہمان چلا جاتا تو گھر والے افسوس کرتے تھے کہ مہمان چلا گیا آج زمانہ الٹا آگیا ہے مہمان آتا ہے تو لوگ ناراض ہوتے ہیں کہ ہمیں خود ہی پریشانی ہے ہمارے پاس وقت نہیں ہے اور بیچ میں یہ مہمان آگیا ہے یہ کتنی بڑی مصیبت ہے اور مہمان چلا جاتا ہے تو خوش ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر رحم فرمائے۔

مثالی میزبان اور مہمان

بہرحال حضور ﷺ کے زمانے میں ایک مہمان آیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کی طرف دیکھا کہ اس کی مہمان نوازی کون کرے گا؟ ایک صحابی کھڑے ہوگئے

اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! آج اس مہمان کی تواضع میں کروں گا، حضور پاک ﷺ نے اس کو صحابی کے ساتھ بھیج دیا کہ آپ لے جائیں، صحابی جب مہمان کو لے کر گھر پہونچے تو معلوم ہوا کہ گھر میں صرف ایک آدمی کا کھانا ہے دو آدمیوں کا پیٹ نہیں بھرے گا، اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کو تعلیم وتربیت سے کتنا آراستہ کیا تھا اور صحابہ کے اندر کتنا جذبہ تھا وہ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے، صحابی رسول ﷺ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ اگر ایک ہی آدمی کا کھانا ہے تو کوئی پریشانی کی بات نہیں، ایسا کرو کہ تم کھانا دسترخوان پر لگا دینا اور جب ہم مہمان کے ساتھ کھانا شروع کریں، تم چراغ درست کرنے کے بہانے سے چراغ بجھا دینا میں صرف خالی ہاتھ اپنے منہ تک لے جاؤں گا اور منہ چلاتا رہوں گا اور مہمان کھاتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا پیٹ بھر جائے گا آج رات ہم بھوکے ہی سو جائیں گے۔

فکرِ آخرت

میرے بھائیو! دنیا میں ایسی مثال ملنی مشکل ہے کہ خود بھوکا رہے اور دوسروں کو کھلائے لیکن صحابہ کرام نے عمل کر کے دکھا دیا، بھوک ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو درندہ بنا دیتی ہے کچھ بھی کھانے کو تیار ہو جاتا ہے حلال وحرام کی تمیز نہیں کرتا صرف پیٹ بھرنا چاہتا ہے صحابہ کے اندر ایسی بات نہیں تھی وہ غایت درجہ احتراز کرتے تھے، ایک صحابی نے بھولے سے ایک کھجور کھالی تو منہ میں ہاتھ ڈال کر قے کر دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کھجور ناجائز مال سے ہو اور اس حالت میں میری موت ہو جائے، حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ کھجور اٹھا کر کھالی صرف اس خیال سے کہ ضائع نہ ہو جائے لیکن کیا تھا کہ پوری رات نیند نہیں آئی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دریافت کرنے پر اللہ کے رسول ﷺ نے واقعہ بتایا اور کہا اے عائشہ! ایسا نہ

ہوکہ یہ کھجور صدقہ کی ہو اور میری موت اسی حالت میں آجائے۔ اللہ اکبر! صحابہ کرام نے دنیا کے لئے ایسی مثالیں چھوڑی ہیں جو قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے بڑی عبرت ہے چنانچہ صحابی کی اہلیہ محترمہ نے کھانا مہمان کے سامنے رکھا اور چراغ درست کرنے کے بہانے چراغ گل کردیا گھر میں اندھیرا چھا گیا، میزبان صرف ہاتھ اٹھاتے اور منہ چلاتے رہے یہانتک کہ مہمان کا پیٹ بھر گیا۔

برادران اسلام! یہ کتنا بڑا ایثار ہے کہ خود بھوکا رہنا پسند کرلیا اور اپنے مہمان کی مہمان نوازی کی، پروردگار کو اس ادا پر بڑا پیار آیا اور حضور پاک ﷺ پر قرآن کریم کی آیت نازل ہوئی یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (ترجمہ) یعنی وہ اپنے آپ پر (دوسروں کو) ترجیح دیتے ہیں اگر چہ وہ خود ضرورت مند ہوں۔ وہ لوگ جو اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں، یہ صحابہ کی خاصیت ہے کہ اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، وہ صحابی صبح کو حاضر خدمت ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تمہارے رات کے عمل کو نہایت پسند فرمایا ہے۔

میرے دینی بھائیو! دنیا میں کون ایسا ہے جو یہ کہے کہ میں بھوکا رہوں گا لیکن دوسروں کو کھلاؤں گا یہ تو حضور ﷺ اور صحابہ کی صفت تھی کہ آپ خود بھوکے رہتے دوسروں کا پیٹ بھرتے۔

غزوہ خندق کا واقعہ

غزوہ خندق کے موقعہ پر ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بھوکا ہوں اور بھوک کی شدت کو کم کرنے کے لئے میں نے پیٹ پر ایک پتھر باندھ لیا ہے

تو حضور ﷺ کا کمال انسانیت دیکھئے کہ آپ ﷺ نے اپنے شکم مبارک سے جبہ اٹھا کر دکھایا کہ اے اللہ کے بندے میرے پیٹ پر تو دو پتھر بندھے ہوئے ہیں خدا کی قسم دنیا میں ایسی مثال کہیں نہیں ملے گی کہ ایک آدمی اپنی جان پر دوسروں کو فوقیت دے، یہ حضور ﷺ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اخلاق تھا۔

میں نے آپ کے سامنے دو حدیث پڑھی ہیں حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے زیادہ محبت کرتے ہیں جو کسی مومن سے محبت کرے، محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ اپنے سے اس کو افضل و برتر سمجھے، دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک دوسرے سے بھلائی کا معاملہ کرو خدا تم پر رحم کا معاملہ فرمائیں گے تم زمین والوں پر رحم کرو خدا تم پر رحم کرے گا۔ (ترمذی)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ ہمارے اکابرین میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جو فساد اور اختلاف ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر آدمی اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر سمجھتا ہے، آدمی اگر اس کے خلاف کرلے یعنی سامنے والے کو اپنے سے اچھا سمجھ لے تو دنیا میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ! میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی آپ تو رزاق ہیں ساری دنیا کو رزق دینے والے ہیں بھلا آپ بھوکے کیسے رہ سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ! میرا فلاں بندہ بھوکا تھا اگر تم اس کو کھانا کھلاتے تو گویا مجھ ہی کو کھانا کھلاتے، پھر ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ! میں ننگا تھا تو نے مجھے کپڑا نہیں پہنایا تو موسیٰؑ نے عرض کیا الٰہی! آپ تو ساری دنیا کے لوگوں کی ستر پوشی کرنے والے ہیں آپ کو کپڑے کی کیا ضرورت

ہے؟ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ! میرا فلاں بندہ ننگا تھا اگر تم اس کی ستر پوشی کرتے تو گویا مجھے ہی کپڑا پہناتے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مختلف سوالات فرمائے کہ اے موسیٰ! میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہیں پلایا تو موسیٰؑ نے عرض کیا الٰہی ! آپ تو سب کو سیراب کرنے والے ہیں آپ کو پانی کی کیا ضرورت تھی بھلا آپ کیسے پیاسے رہ سکتے ہیں؟ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ ! میرا فلاں بندہ پیاسا تھا اگر تم اس کو پانی پلاتے تو گویا مجھے ہی پانی پلاتے۔

برادران اسلام ! پتہ چلا کہ انسانیت کی خدمت ضروری ہے مسلمانوں میں جہاں بہت سی بیماریاں پیدا ہوگئی ہیں وہاں ایک بیماری یہ بھی پیدا ہوئی ہے کہ آج کا مسلمان خودغرض ہے دوسروں کے لئے تکلیف اٹھانے کو تیار نہیں ہے، آدمی اگر عبادت کرتا ہے تو اس کو جنت ملتی ہے لیکن مخلوق کی خدمت کرتا ہے تو اس کو خدا ملتا ہے یہ مخلوق کی خدمت کرنے کا جذبہ صحابہ میں تھا، تابعین میں، تبع تابعین اور صلحاء میں تھا وہ آج کے مسلمان میں باقی نہیں رہا۔

حضرت ابن عباسؓ کا اعتکاف

حضرت ابن عباسؓ حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی مسجد نبوی میں اعتکاف کیلئے بیٹھے وہ بھی واجب اعتکاف، نفل نہیں ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ اے عبداللہ فلاں شخص سے ہمارا حق دلا دو اگر آپ چل کر کہہ دیں گے تو وہ ضرور دیگا، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ مسجد سے نکلے اور جوتے پہننے لگے تو کسی نے یاد دلایا کہ آپ بھول گئے کہ آپ اعتکاف میں ہیں فرمایا کہ ہاں میں بھولا نہیں ہوں مجھے یاد ہے لیکن میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ اگر ایک انسان دوسرے انسان کے کام آجائے تو وہ اس اعتکاف سے بدرجہا بہتر ہے ایک مسلمان بھائی کو میری ذات سے فائدہ پہونچ جائے اور اس کا کام بن جائے۔

کچھ لوگ مرتد ہو گئے

افسوس کہ آج یہ جذبہ نہیں ہے ہم خود ڈوب رہے ہیں اور اپنے ساتھ دوسروں کو ڈبونے کی کوشش کررہے ہیں آج یہ جذبہ دوسری قوموں میں ہے عیسائی لوگوں میں ہے یہودیوں میں ہے۔ایک مرتبہ معلوم ہوا کہ پرنامبٹ (تمل ناڈو) میں ایک جلسہ ہے اوراس میں بڑے بڑے علماء کرام آئے ہوئے ہیں جلسہ کیا ہے کہ کچھ مسلمان خاندان مرتد ہوگئے ، ہم آج اپنے مسلمان ہونے پر فخر کررہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ سب سے اچھی قوم ہم ہی ہیں آج ہم اتنے گر چکے ہیں کہ ہمارا مسلمان بھائی مذہب چھوڑ کر دوسرے مذہب میں جارہا ہے ہم خودغرض ہوگئے ہیں ہم کسی کے کام آنا نہیں چاہتے دوسرا آدمی ہمارے لئے خون بہادے لیکن ہم اس کے لئے پسینہ بہانے کے لئے تیار نہیں ہیں، صحابہ کا خاصہ تھا کہ وہ اپنی جانوں اور اپنی خواہشات پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے آج کا مسلمان اس سے محروم ہے۔

پرنامبٹ کے اس جلسہ کے موقع پر علماء کرام سے ملاقات ہوئی میں نے ان سے معلوم کیا کہ کیا بات ہے کہ مسلمان لوگ عیسائی ہوگئے انہوں نے بتایا کہ سامنے والے پہاڑ پر کچھ مسلمان بستے ہیں وہاں آمدورفت کے لئے روڈ نہیں تھا عیسائی مشنری والوں نے اس پر روڈ بنوادیا اور پھر وہاں اپنا ایک مرکز بنایا جو مسلمان بیمار ہوجاتے ہیں ان کو مفت دوا دیتے ہیں اور جو لوگ کمزور و مجبور ہیں جن کی مالی حالت اچھی نہیں ہے ان کو روزانہ صبح کو ناشتہ میں بریڈ اور دودھ تقسیم کرتے ہیں اور جب کسی مسلمان عورت کو ولادت کا مرحلہ درپیش ہوتا ہے ان کے مرکز میں فون لگا ہوا ہے تاکہ ضرورت منداس سے فائدہ اٹھا سکے چاہے رات کے دو بجے ہوں فون کرنے پر وہ اپنی ایمبولنس گاڑی بھیجتے ہیں اس میں مریض کو لے جا کر ہاسپٹل میں

داخل کرتے ہیں اس کا کوئی کرایہ نہیں لیا جاتا اس طرح کی خدمت انجام دینے کے بعد ان لوگوں نے مسلمانوں کو یہ بات ذہن نشین کرائی کہ تم کو مسلمان رہنے سے کیا فائدہ ہے اتنی بڑی بستی میں لاکھوں لوگ رہتے ہیں کوئی بھی تمہاری مدد کرنے کو تیار نہیں دیکھو اگر تم عیسائی بن گئے تو ہم تمہیں اس سے بھی زیادہ سہولت فراہم کریں گے تم کو کبھی کوئی تکلیف اور پریشانی نہیں ہوگی، شیطان انسان کے ساتھ ہمیشہ لگا رہتا ہے دنیوی سہولیات دیکھ کر پہاڑ پر رہنے والے لوگ عیسائیوں کے جھانسے میں آگئے اور مرتد ہوگئے اس کے بعد بستی میں رہنے والے مسلمانوں کو احساس ہوا، حرکت میں آئے اور جلسہ کیا۔

بھائیو! میں سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگوں کے لئے جلسہ کی نہیں بلکہ عملی اقدام کی ضرورت تھی کہ چند مخیّر حضرات مل کر ایک ایمبولنس کا انتظام کرتے ان کے لئے مفت دواؤں کا انتظام کرتے ایک جمعیۃ الخیر قائم کی جاتی یا بیت المال قائم ہوتا جہاں سے ایسے مستحق افراد کو مالی امداد فراہم کی جاسکتی تھی، دوستو! جلسہ کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا بلکہ جو بگاڑ پیدا ہوا ہے اس کو دور کرنے کی ضرورت ہے، ہم اپنے نفس اور اپنی خواہشات سے بالاتر ہوکر انسانیت کی خدمت کریں جذبہ ایثار وقربانی ہم میں آجائے تاکہ ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے دنیا ہم کو جان سکے۔ اللہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لاَ نُکَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا وَقَالَ تَعَالٰی وَمَآ اَصَابَکُمْ مِنْ مُّصِیْبَۃٌ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ . صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

خدا کو بھول گئے لوگ فکرِ روزی میں
خیالِ رزق ہے رزاق کا خیال نہیں

بزرگانِ محترم نوجوانانِ اسلام اور عزیز طلبہ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا میں بہت سی نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور ان نعمتوں کی شکلیں اور صورتیں مختلف ہیں، بعض نعمتیں ایسی ہیں کہ جب انسان ان کو اپنی نظروں سے دیکھتا ہے تو اس کو وہ مصیبت نظر آتی ہے یعنی بعض نعمتیں پریشانیوں کی شکل میں نظر آتی ہیں، لیکن حقیقت میں وہ پریشانی اللہ کی

رحمت ہوتی ہے اسلئے کہ یہ اللہ کا قانون ہے کہ جو شخص جتنا کھرا ہوتا ہے اتنا ہی اس کو آزمایا جاتا ہے، سنار اسی سونے کو بھٹی میں رکھ کر تپاتا ہے جو اصلی ہوتا ہے اور اگر اس میں کچھ ملاوٹ ہوگئی ہو تو اس کے کھوٹ کو ختم کرنے کے لئے بھی سنار اس سونے کو تپاتا ہے تاکہ کھوٹ دور ہوکر اصلی سونا رہ جائے، آپ نے یہ نہیں دیکھا ہوگا کہ کسی تانبے یا پیتل کے ٹکڑے کو تپا کر اس کا زیور بناتا ہو اور اس کو سونے کی قیمت اور سونے کی حیثیت دیتا ہو، اسلئے کہ سونا سونا ہی ہے اور پیتل پیتل ہی ہے، تو اللہ رب العزت کا قانون ہے کہ جو جتنا محبوب ہوتا ہے اتنا ہی اس کو آزمایا جاتا ہے، سونے میں تھوڑی سی ملاوٹ ہوتی ہے اس کو تپا کر کھوٹ دور کردیا جاتا ہے، جیسے کوئی آدمی سفید لباس پہنتا ہے اور اس میں ایک چھوٹا سا بھی داغ لگ جائے تو وہ دور سے ہی نظر آتا ہے، تو معلوم ہوا کہ جو چیز جتنی اچھی ہوتی ہے اس کو اتنا ہی صاف رکھا جاتا ہے۔

دنیا چندروزہ ہے اصل چیز تو آخرت ہی ہے

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک نے جنت کو مصیبتوں اور پریشانیوں سے ڈھانک دیا ہے، بہت کم لوگ ہیں جو اس کی طرف جاتے ہیں، انسان کی عادت ہے کہ وہ ہمیشہ چمک دمک کی طرف دوڑتا ہے لیکن بعد میں وہ شرمندہ ہوتا ہے، دور سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فائدے کی چیز ہے لیکن حقیقت میں وہ نقصان دینے والی چیز ہوتی ہے، اسی کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے کہ تم دھوکے میں مت آجانا غیر مسلموں کے محلات، باغات اور کھیتوں کو دیکھ کر اور ان کے عیش وآرام کو دیکھ کر، مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ہم نے ان کو بہت تھوڑا دیا ہے آخرت میں ان کو کچھ نہیں ملے گا بس ان کا ٹھکانہ دوزخ کے سوا کچھ نہیں ہوگا، اور وہ اتنا برا ٹھکانہ ہے کہ انسان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔

بیماری بھی ایک نعمت ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو بہت سی نعمتیں دی ہیں ان میں سے کچھ نعمتیں ایسی بھی ہیں جو انسان کو زحمت معلوم ہوتی ہیں حالانکہ وہ نعمت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کی بھلائی کے لئے ہوا کرتی ہے، ان میں سے ایک نعمت بیماری بھی ہے، بیماری ایک ایسی چیز ہے جس کی تشریح کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے، ہر آدمی جانتا ہے کہ صحت کیا ہے اور بیماری کیا ہے؟ صحت اللہ کی طرف سے بندے کے لئے ایک راحت ہے تو بیماری بھی اللہ کی طرف سے ایک بڑی نعمت ہے، جس طرح سے صحت میں انسان کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اسی طرح بیماری میں بھی صبر اور شکر کرنا چاہئے اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیماری سے انسان کے گناہ دھلتے ہیں، مومن بندہ جب بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرماتے ہیں اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بیمار آدمی کے پاس ایک فرشتے کو متعین فرمادیتے ہیں، جب کوئی پوچھتا ہے کہ کہو بھائی کیا حال ہے؟ اور وہ کہتا ہے کہ میں بہت بیمار ہوں، پریشان ہوں، مصیبت میں ہوں، مجھے بخار ہے، زخم ہے یا درد ہے یعنی طرح طرح کی بیماریاں بتانے لگتا ہے تو وہ فرشتہ ان تمام باتوں کو لکھ لیتا ہے کہ اس بندے نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا ہے لہٰذا اس کو بیماری پر کوئی اجر نہیں ملتا اور جب بیمار بندہ کہتا ہے کہ ہاں اللہ کا شکر ہے اللہ جس حال میں رکھیں بہت اچھا ہے، فلاں صاحب کی دوا کھا رہا ہوں علاج چل رہا ہے دعا کرو اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے تو وہ فرشتہ اس کو بھی لکھ لیتا ہے اور اس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کے یہاں بیماری پر صبر اور شکر ادا کرنے پر بہت بڑا ثواب ہے۔

بیماری سے بندے کے گناہ معاف ہوتے ہیں

بیماری سے بندے کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اس کے اعمالنامے میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں، حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر کسی کو بخار ہوجائے تو ایک رات کا بخار چالیس روز کے گناہ معاف کردیتا ہے اور اگر کسی کا بخار کی حالت میں انتقال ہوجائے تو اس کو شہادت کا درجہ یعنی حسن خاتمہ عطا کیا جاتا ہے، کینسر میں انتقال ہوجائے تو اس کو شہادت کا درجہ دیا جاتا ہے، عورت کا بچہ پیدا ہونے کے وقت اگر انتقال ہوجائے تو اس کو بھی شہادت کا درجہ دیا جاتا ہے، تو معلوم ہوا کہ بیماریاں بھی اللہ کی بہت بڑی رحمتیں اور نعمتیں ہیں۔

بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ خوش ہوتے ہیں

جب بندہ بیماری میں کراہتا ہے اللہ اللہ کرتا ہے تو اللہ پاک خوش ہوتے ہیں اسلئے کہ بندہ اللہ کو یاد کررہا ہے، ایک صاحب بیمار تھے تو وہ اپنی زبان سے ماشاء اللہ، سبحان اللہ کہہ رہے تھے ایک بزرگ ان سے ملنے آئے جن کو ان سے زیادہ علم تھا انہوں نے منع کیا اور کہا کہ تم ایسا مت کہو بلکہ بیماری میں کراہتے رہو یا ہائے اللہ ہائے اللہ کرتے رہو تاکہ اللہ کو رحم آجائے، جیسے چھوٹا بچہ ہوتا ہے جب اس کے پاؤں میں کانٹا چبھ جاتا ہے تو وہ چلّاتا ہے اور ماں کو پکارتا ہے تو ماں اس کو اٹھالیتی ہے، اس کو پیار کرتی ہے، اس کا کانٹا نکالتی ہے، اور تو اللہ پاک تو ماؤں سے بھی زیادہ اپنے بندوں سے پیار کرتے ہیں جب بندہ کسی مصیبت یا بیماری میں اللہ کو پکارتا ہے تو اللہ کو اس بندے پر رحم آجاتا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کہ تم اللہ کو پکار کر تو دیکھو وہ کتنا دیتے ہیں۔

بیمار نہ ہونا بھی رحمت خداوندی سے دوری کا سبب ہے

روایت میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک عورت سے نکاح کا ارادہ کیا۔ لڑکی کے والد نے کہا یا نبی اللہ ﷺ میری بیٹی میں بہت سی صفات ہیں، پاک دامن ہے، سچی ہے، نیک ہے، حیا والی ہے اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ جب سے یہ پیدا ہوئی ہے اس وقت سے آج تک بیمار نہیں ہوئی کبھی سر میں درد بھی نہیں ہوا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے میں اس سے نکاح کا ارادہ ترک کرتا ہوں تو معلوم ہوا کہ بیماری کا آنا بھی بہت بڑی نعمت اور رحمت ہے، بیماری پر انسان کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

اللہ نے تین نعمتوں کو تین چیزوں میں قید کردیا ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ بندے اور لاڈلے پیغمبر ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو کلیم اللہ کا خطاب دیا یعنی اللہ سے بات چیت کرنے والے، ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا کہ ہم نے انسان کو تین نعمتیں دی ہیں اور ان کو تین چیزوں میں قید کردیا ہے، ہم نے انسان کو اناج دیا ہے اور اس کو کیڑے میں بند کردیا ہے، کسان کو معلوم ہے کہ اس اناج میں کیڑا لگ جائے گا خراب ہوجائے گا تو کسان اتنی محنت کرنے کے باوجود اس اناج کو بیچ دیتا ہے، کیونکہ رکھے گا تو خراب ہوجائے گا، اسی طرح منڈی والا بھی کیڑے کی وجہ سے جلدی بیچنے پر مجبور ہے اور اسی طرح خرید کر کھانے والے بھی سوچتے ہیں کہ جلدی کھا کر ختم کرو، ورنہ کیڑے لگ جائیں گے تو اللہ نے فرمایا کہ اے موسیٰ ہم نے انسان کو اناج دیا ہے لیکن اس کو کیڑے میں بند کردیا ہے، اللہ پاک اگر اس کیڑے کے نظام کو نہیں چلاتے تو ایک انسان دوسرے

انسان کو بھوکا مار دیا کرتا، اور ارشاد فرمایا کہ ہم نے انسان کو صحت دی لیکن اس کو بیماری میں قید کردیا ہے، آدمی کو صحت ہی صحت ہوتی اور بیماری نہ ہوتی تو آدمی آپے سے باہر ہوجاتا، آپ نے دیکھا ہوگا کہ پہلوان زیادہ طاقتور ہوتے ہیں اور وہ کسی کو کچھ سمجھتے ہی نہیں لیکن وہی پہلوان جب بیمار ہوجاتا ہے تو سارا گھمنڈ اور طاقت ختم ہوجاتی ہے، گردن جھک جاتی ہے، وہ ایسا ہوجاتا ہے جیسا کہ کوئی دوسرا ہے، تو معلوم ہوا کہ صحت کے ساتھ اللہ نے بیماری بھی دی ہے تاکہ انسان صحت کی قدر کرنے والا بنے، تیسری چیز، ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ! ہم نے انسان کو زندگی دی ہے اور اس کو موت میں قید کردیا ہے، اگر انسان کے پاس زندگی ہی زندگی ہوتی اور موت نہ ہوتی تو ایک آدمی دوسرے آدمی کا جینا حرام کردیتا لیکن ایسا نہیں ہے جب بوڑھاپے کو پہونچتا ہے تو احساس ہوجاتا ہے کہ اب یہاں سے جانا ہے، اب اس گھر میں کسی اور کا بسیرا ہونے والا ہے، ایمان والا ہے تو عبادت میں مشغول ہوجاتا ہے اور دنیادار ہے تو خواہشات میں مشغول ہوجاتا ہے لیکن اس کی خواہشات پوری نہیں ہوتی اور اس کو بھی اس دنیا سے خالی ہاتھ افسوس کے ساتھ جانا پڑتا ہے، اللہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے انسان کو زندگی دی ہے اور اس کو موت میں قید کردیا ہے، موت بھی ایک عجیب چیز ہے موت ایک ایسی حقیقت ہے اور ایک ایسی سچائی ہے جس سے کوئی جاندار اور ذی روح انکار نہیں کرسکتا، موت سے پہلے زندگی کو ہم قیمتی بنا سکتے ہیں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو زندگی عطا فرمائی ہے یہ ایک بہت بڑی امانت ہے اللہ جب چاہے انسان سے اس امانت کو واپس لے سکتے ہیں: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کرسکتے، اور انسان کے بدن کا کوئی عضو کوئی حصہ اگر خراب ہوجائے تو اس کے علاج میں بہت خرچ آتا ہے، جتنے

بھی ڈاکٹرس اور ہاسپٹل ہیں وہاں جا کر آپ دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ زندگی کی کتنی بڑی قیمت ہے، انسان کا جسم جو اللہ نے بنایا یہ کتنا قیمتی ہے اگر کسی انسان کا خدانخواستہ گردہ خراب ہوجائے اب دوسرے آدمی کا گردہ لگانے کے لئے صرف چیک کرنے کا خرچ بائیس ہزار روپئے آتا ہے حالانکہ ابھی لگا بھی نہیں ہے صرف چیک کرنے کا خرچ بائیس ہزار روپئے ہے گردے کی قیمت الگ ہے۔

حال کا واقعہ ہے وکٹوریہ ہاسپٹل بنگلور میں ایک ایسا بیمار ہے جس کا گردہ خراب ہے اور ابھی تک انیس لوگوں کے گردوں کو چیک اپ کرلیا گیا ہے لیکن کسی کا گردہ سیٹ نہیں ہوا ہے جبکہ تقریباً دولاکھ روپئے چیک اپ میں ہی خرچ ہوچکے ہیں اسی طرح انسان کی آنکھ ضائع ہوجائے دوسری آنکھ لگتی ہی نہیں اگر لگتی بھی ہے تو لاکھوں روپئے خرچ ہوں گے، انسان کے کان کا پردہ پھٹ جائے تو دوبارہ لگتا ہی نہیں ابھی جاپان والوں نے ایک کان کا پردہ بنایا ہے اس پردے کی قیمت سوا لاکھ روپئے ہے پھر اس کی سرجری کی فیس الگ ہوگی، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ اس نے یہ تمام چیزیں اپنے بندوں کو مفت میں بغیر مانگے دی ہیں مگر بندوں کو اس کا احساس ہی نہیں، انسان کے پاس ہاتھ پیر اور دوسری نعمتیں ہیں انسان اگر اللہ تعالیٰ کی یاد میں اپنی پوری زندگی گذار دے پھر بھی انسان خدا کے احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتا ہے۔

سب سے پہلی اور آخری نعمت

حضرت عمر فاروقؓ ایک مرتبہ اپنے دوستوں کے ساتھ چلے جا رہے تھے، راستے میں ایک آدمی کو دیکھا وہ آنکھوں سے اندھا ہے، پیروں سے معذور ہے، کانوں سے بہرہ ہے، زبان سے گونگا ہے اور جسم پر کوڑھ ہے اور گندگی اور کچرے میں

پڑا ہوا ہے، اس کو دیکھ کر حضرت عمرؓ نے پوچھا بتاؤ اس کے پاس اللہ کی کونسی نعمت ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ امیر المومنین! اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے یہ شخص دیکھ نہیں سکتا، بول نہیں سکتا، سن نہیں سکتا، چل نہیں سکتا، لباس نہیں پہن سکتا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا یہ کھاتا نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا بے شک کھاتا ہے، فرمایا کیا پیشاب اور پاخانہ نہیں کرتا؟ کہا بے شک کرتا ہے، آپ نے فرمایا یہ بھی تو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں اس کے بعد پوچھا کیا یہ سانس نہیں لے رہا ہے؟ عرض کیا کہ بے شک سانس لے رہا ہے، آپ نے فرمایا کہ انسان کے پاس سب سے پہلی اور سب سے آخری نعمت سانس ہے اور یہ سب سے بڑی نعمت ہے کیونکہ اگر سانس ہی نہ ہو تو انسان مردہ ہو جاتا ہے اور اس کی زندگی کا چراغ گل ہو جاتا ہے۔

بزرگو اور دوستو! جس کے پاس کچھ نہیں تھا حضرت عمرؓ نے اس کے پاس کتنی نعمتیں گنوا دیں اور ہمارے پاس تو سب کچھ ہے جن کو شمار بھی نہیں کر سکتے نہ ہم ان کا شکر ادا کرتے ہیں، اللہ نے ارشاد فرمایا: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ اگر تم ہماری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو تمہیں اور زیادہ دیں گے: وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ اور اگر تم ہماری نعمتوں کی ناشکری کرو گے تو طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کر دیں گے۔

آج کل لوگ کئی طرح کے فکروں میں مبتلا ہیں آج صبح سے شام تک عام لوگ ہزار پانچ سو روپے کما لیتے ہیں وہ کل تک خرچ ہو جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پیسے میں برکت نہیں ہے، ارے بھائی برکت کہاں سے آئے گی؟ ہمارے پاس برکت والے اعمال ہی کہاں ہیں؟ پیسہ کمانا جانتے ہیں لیکن پیسہ میں برکت کون دے گا؟ ہم اس کو نہیں جانتے ہیں، اس کو خوش کرنا نہیں جانتے ہیں۔

حضرت مولانا اشرف علیؒ کی عمر میں برکت

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی عمر بیاسی سال ہوئی، بیاسی سال میں بچپن بھی گذرا جوانی بھی گذری اور بوڑھاپا بھی گذرا، بہت سارے پروگرامس میں بھی شامل ہوئے اور بہت سارے اسفار بھی کئے اور حدیث کا درس بھی دیا اور خانقاہی نظام بھی چلایا اور تیرہ سو کتابیں بھی لکھ دیں، جبکہ عمر صرف بیاسی سال ہوئی، ہماری اور آپ کی کتنی عمر گذر گئی مگر کوئی کام نہیں کر سکے۔ اللہ تعالیٰ ہماری عمروں میں برکت عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

شرک ظلم عظیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاھَا. فَأَلْھَمَھَا فُجُورَھَا وَتَقْوَاھَا. قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاھَا . وَقَالَ تَعَالٰی وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْد. أَفَلا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِيْ الْقُبُورِ. وَحُصِّلَ مَا فِيْ الصُّدُورِ. وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا مَوْلَاھَا وَاَنْتَ خَیْرٌمَنْ زَکّٰھَا.

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
خوفِ باطل کیا کہ ہے غارت گر باطل بھی ہو

بزرگان محترم اور نوجوانان اسلام! اللہ تبارک وتعالیٰ نے کائنات میں جتنی چیزوں کو بنایا ان سب میں سب سے بہتر اور سب سے قیمتی انسان کو بنایا، جس طرح

سے کسی بادشاہ کے خزانے میں سب سے بڑا ہیرا ہوتا ہے کہ اس ہیرے کے مقابلے میں کوئی دوسری چیز نہیں ہوتی ، اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کے خزانہ میں سب سے بہتر انسان ہے، اگر انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتے ہیں اسلئے کہ اللہ رب العزت نے ساری چیزوں کو انسان کے لئے بنایا اور انسان کو اپنے لئے بنایا ہے فرمایا: وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن کہ میں نے انسانوں اور جنوں کو اس لئے پیدا کیا تا کہ وہ میری فرمانبرداری اور اطاعت کا فریضہ انجام دیں ہماری عبادت کریں اور ہمارے سوا کسی اور کو رب نہ مانیں، اللہ تعالیٰ سارے گناہ معاف کرسکتے ہیں، انسان گناہ کرلے اور ہاتھ اٹھا کر کہہ دے اے میرے مالک مجھے معاف فرمادے ابھی وہ دعا سے فارغ نہیں ہوتا کہ اس کے گناہ معاف کردیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ (ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ ہر شخص کے گناہ معاف کرنے کو تیار ہے لیکن اس کی وحدانیت میں کسی کو شریک کرے یہ اللہ کو سخت ناپسند ہے اور اس کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں، حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا: اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْم اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھیرانا یقیناً بہت بڑا ظلم ہے، معلوم ہوا کہ غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونا اللہ کو گوارا نہیں ہے۔

ایک مثال

سمجھ لیجئے کہ کوئی آدمی بادشاہ کا مصاحب یا دوست ہو اور اس کی محفل ومجلس میں بیٹھنے والا ہو اور بادشاہ کی اس پر خصوصی نظر ہو اور وہ بادشاہ کی موجودگی میں کسی وزیر یا افسر کو زیادہ وقعت دینے لگے تو ظاہر ہے بادشاہ کو ناگواری ہوگی اور وہ ناراض ہوگا کہ یہ آدمی کیسا بے وقوف ہے ہم اس پر ہر طرح سے مہربان ہیں پھر بھی یہ نمک حلالی کی

بجائے نمک حرامی کررہا ہے،اللہ نے انسان کو اپنے لئے بنایا ہے اور فرمایا: وَنَفۡسٍ وَّمَا سَوّٰهَا اور قسم ہے مجھے انسان کی جان کی جیسا کہ میں نے اس کو صاف ستھرا بنایا ہے۔

حضرت فریدالدین عطارؒ کا واقعہ

فریدالدین عطارؒ نے بڑا عجیب واقعہ لکھا ہے ایک بہت بڑے اللہ والے تھے وہ بیٹھے بیٹھے عرش الٰہی اور خدا کے انوارات کا مشاہدہ کرتے تھے، کعبۃ اللہ کے صحن میں تھے اوران پر سکرات کا عالم طاری تھا، اللہ رب العزت کے انوارات کو اپنی ظاہری اور باطنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اوراب تب میں روح قبض ہونے والی تھی، اچانک ان کی نظر کعبۃ اللہ پر پڑی ادھر ایک اونٹ آیا اور حضرت کے چہرے پر زبردست ایک لات رسید کی کہ ان کی آنکھ پھوٹ گئی اور انتقال ہوگیا، ایک دوسرے بزرگ وہاں بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی روحانی مشاہدہ کررہے تھے انہوں نے ہاتھ اٹھا کر کہا یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے ایک ایسا بندہ جو تیرے انوارات کا مشاہدہ کررہا تھا اورابھی تیرے پاس پہونچنے والا تھا، اس کی روح قبض ہونے والی تھی کہ اتنے میں ایک اونٹ نے لات رسید کی اوراسی میں انتقال ہوگیا۔ اے اللہ اس میں کیا رحمت ہے؟ اللہ کی طرف سے الہام ہوا اے دوست تجھے معلوم ہونا چاہئے جب وہ ہمارے انوارات کا مشاہدہ کررہا تھا تو اس کو کعبہ دیکھنے کی کیا ضرورت تھی جب کہ کعبے والا سامنے تھا، آدمی جتنا بڑا ہوتا ہے اتنا ہی اس کا مقام اونچا ہوتا ہے اوراتنی ہی باریکیاں اس کے ساتھ ہوتی ہیں۔

شیطان اورانسان میں فرق

اللہ تعالیٰ نے شیطان کے بارے میں فرمایا: فَخَرَجَ مِنۡهَا فَاِنَّکَ رَجِیۡمٌ وَاِنَّ عَلَیۡکَ لَعۡنَتِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ اللہ نے فرمایا ہم نے تجھ کو قیامت تک راندہ

درگاہ کردیا اور ملعون کردیا قیامت تک تیرے اوپر لعنت برستی رہے گی اور تجھے ہماری درگاہ سے ہنکایا جاتا رہے گا شیطان نے کہا میں نے آپ کی نافرمانی کی ہے اس میں میرا کیا قصور ہے؟ آپ نے میری قسمت میں لکھ دیا تھا کہ ایسا ہوگا تو ہوگیا، بس اللہ نے شیطان کو زمین پر اتار دیا ابلیس کے برعکس حضرت آدمؑ نے جب گندم کھالیا تو کہا الٰہی معاف کردو، اے اللہ مجھ سے غلطی ہوگئی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تجھے معلوم ہے کہ میری مرضی کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہلتا، تم نے یہ کیسے کہہ دیا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی؟ حضرت آدمؑ نے عرض کیا الٰہی میری بندگی اور شرافت کا تقاضا ہے کہ ہر اچھی چیز کو آپ کی طرف منسوب کروں اور ہر بری چیز کو اپنی طرف، یعنی مجھ سے کوئی برائی ہوتی ہے تو میں کہوں یا اللہ مجھ سے برائی ہوگئی مجھے معاف کردے اوراگر اچھائی ہورہی ہے، عمل صالح کی توفیق ہورہی ہے تو میں کہوں کہ یا اللہ یہ آپ کا فضل ہے اورآپ کی طرف سے توفیق ہے، اللہ نے فرمایا اے آدم! اسی لئے تو ہم نے اشرف بنایا اوراسی لئے ہم نے تجھے ساری کائنات میں خلیفہ بنایا۔

روایات میں ہے کہ ستّر ہزار سال تک شیطان نے اتنی عبادت کی کہ زمین کا کوئی حصہ نہیں بچا جہاں اس نے اللہ کی عبادت نہ کی ہو، سجدہ نہ کیا ہو، اللہ نے اس کو اتنا بڑا مقام عطا فرمایا کہ نور کے منبر پر فرشتوں کو وعظ کہنے کے لئے خطیب بنادیا لیکن اس کے مقابلے میں حضرت آدمؑ نے اتنی عبادت نہیں کی، اللہ نے ان کو مٹی سے بنایا ان میں جان ڈالی اور کہا کہ ہم نے اس کو اپنا نائب بنادیا، دنیا میں اس کو بھیج رہے ہیں اپنا نائب اور خلیفہ بنا کر، شیطان نے عبادت ضرور کی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کو اس نے کبھی بھی ظاہری اور باطنی آنکھوں سے نہیں دیکھا حالانکہ بہت بڑا عابد، زاہد متقی اور بڑا عالم تھا اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے دیدار سے محروم رکھا،

اللہ تعالیٰ کی عظمت حضرت آدمؑ کے دل میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے پیدا ہوئی، کہتے ہیں کہ اللہ کی ذات کا شیطان نے مشاہدہ نہیں کیا تھا اسلئے اس نے اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی تقدیر پر اعتراض کر دیا۔

میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات میں جو سب سے بہتر مخلوق بنائی وہ انسان ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ کہ ہم نے تمام مخلوق میں انسان کو سب سے بہتر اور سب سے خوبصورت بنایا۔

انسان کو اللہ نے سب سے خوبصورت بنایا

ہارون رشید کی بیوی ملکہ زبیدہ کے متعلق آتا ہے کہ زبیدہ بہت خوبصورت تھی دیندار اور سخی بھی تھی، ایک مرتبہ اپنے حسن پر ناز کرتے ہوئے کہا کہ دنیا میں مجھ سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں، چاند سے بھی زیادہ میں حسین ہوں، ہارون رشید نے سن کر کہا کہ اگر تو چاند سے زیادہ خوبصورت نہ ہو تو تجھ کو طلاق! ظاہر بات ہے کہ انسان بظاہر چاند سے زیادہ خوبصورت اور حسین نہیں ہوسکتا، علماء کو بلایا گیا اور ان سے اس سلسلے میں دریافت کیا گیا انہوں نے کہا کہ ملکہ زبیدہ چاند سے زیادہ خوبصورت نہیں اسلئے ملکہ پر طلاق واقع ہوگئی، متعدد علماء نے ایک ہی بات کہی کہ طلاق واقع ہوگئی، امام محمدؒ نے فرمایا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ کہ ہم نے انسان کو دنیا کی ساری تمام مخلوق سے بہتر اور خوبصورت بنایا ہے اسلئے چاند بھی اس میں داخل ہے اور انسان چاند سے زیادہ خوبصورت ٹھہرا، طلاق واقع نہیں ہوئی۔ معلوم ہوا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے خوبصورت اور حسین بنایا ہے یہی وجہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کی پوجا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔

سجدہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو جائز نہیں

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک بکری نے جھک کر آپ کو سجدہ کیا، اسی طرح ایک بیل آیا اور اس نے بھی جھک کر سجدہ کیا، صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب یہ جانور آپ کی تعظیم کرتے ہیں آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم کیوں نہ آپ کو سجدہ کریں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ مکلّف نہیں ہیں، میں تمہارے جیسا انسان ہوں، میں بھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہوں سجدہ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے لئے رکھا ہے اور ارشاد فرمایا کہ اگر سجدہ اللہ کے سوا کسی اور کو جائز ہوتا تو اولاد کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے والدین کو سجدہ کرے اور بیوی کو حکم ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے لیکن اللہ نے سجدے کو اپنے لئے خاص فرمایا تا کہ تمہارا سر کسی اور کے سامنے نہ جھک سکے اسلئے کہ تم اشرف المخلوقات ہو، انسان کا سر بہت بڑی چیز ہے، اللہ تعالیٰ نے ہاتھ، پیر، کان یعنی اوپر سے نیچے تک جو بھی بنایا ہے اپنے ایک دست قدرت سے بنایا لیکن چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا یعنی پوری توجہ سے بنایا۔

کعبہ سے زیادہ محترم انسان ہے

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ کعبہ سے زیادہ محترم انسان ہے بے شک کعبے کی طرف اللہ نے منہ کرنے کا حکم دیا ہے لیکن دو نمازوں فجر اور عصر میں سلام کے بعد امام کو مقتدیوں کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا، اس سے انسان کی قدر و منزلت معلوم ہوتی ہے۔

دوستو! اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اس کے اندر بہت سی چیزیں رکھی ہیں ان میں سب سے بہتر ٹکڑا دل ہے اور دل کے تعلق سے اللہ نے فرمایا کہ میں نہیں سما سکتا ہوں کبھی بھی کسی چیز میں، نہ میں عرش میں سما سکتا ہوں نہ کرسی میں سما سکتا ہوں

اور نہ زمین وآسمان میں سما سکتا ہوں ، اگر میں سما سکتا ہوں تو مومن کے دل میں سما سکتا ہوں ، مومن کا دل اللہ نے اتنا عظیم الشان بنایا ہے کہ اس کے سامنے عرش وکرسی بھی کچھ نہیں اور زمین وآسمان کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے انسان کے دل کو سب سے بہتر بنایا ہے اسی لئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کے دل میں اللہ کی محبت کے سوا کچھ نہیں ہونا چاہئے۔

امام حسینؓ کا حضرت علیؓ سے ایک سوال

حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ امام حسینؓ نے اپنے والد حضرت علیؓ سے پوچھا ابا جان! آپ کے دل میں اللہ کی محبت ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا ہاں بے شک میرے دل میں اللہ کی محبت ہے، پوچھا کہ نانا جان کی محبت ہے؟ کہا ہاں ان کی بھی ہے، پوچھا کیا میری ماں کی بھی محبت ہے؟ کہا ہاں ان کی بھی ہے، پوچھا کیا مجھ سے اور میرے بھائی حسن سے بھی محبت ہے؟ کہا ہاں! آپ لوگوں کی بھی محبت ہے؟ امام حسینؓ نے اپنے والد سے کہا کہ ابا جان! آپ کا دل ہے یا ڈبہ؟ تو حضرت علیؓ نے امام حسینؓ کا منہ چوم لیا اور کہنے لگے کہ بیٹے تو نے کتنی اچھی بات کہی اور فرمایا کہ بیٹے دل میں تو اللہ ہی کی محبت ہے لیکن اللہ کو راضی کرنے کے لئے اللہ کے رسول ﷺ کی بھی محبت ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کو راضی کرنے کے لئے تمہاری والدہ کی بھی محبت ہے، تو گویا مومن کے دل میں جو بھی ہوتا ہے، وہ اللہ کے لئے ہوتا ہے۔

مومن کے دل میں اللہ کی محبت ہونی چاہئے

سب سے اہم مومن کے دل میں اللہ کی محبت ہے اس کی مثال مثنوی شریف میں مولانا رومؒ نے دی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ سمندر میں کشتی چلتی ہے تو وہ کشتی

جب تک پانی کے اوپر رہتی ہے کشتی محفوظ اور پانی مددگار رہتا ہے، اور وہی پانی جب کشتی کے اندر آجاتا ہے تو کشتی ڈوب جاتی ہے، بالکل اسی طرح سے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن تجارت کرتا ہے، مومن خرید وفروخت بھی کرتا ہے، مومن دنیا کے سارے کام کرتا ہے لیکن مال اور تجارت کی محبت دل میں نہیں ہوتی بلکہ دل کے باہر ہوتی ہے ایسے شخص کو سمجھ لو کہ وہ مومن ہے کیونکہ وہ اللہ کی اطاعت میں اپنی زندگی گذار رہا ہے، مال کی محبت جب اس کے دل میں آجاتی ہے ایمان تباہ ہوجاتا ہے اس کو قرآن میں اس طرح فرمایا گیا وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ اور انسان کے دل میں مال کی محبت بڑی سخت ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو مال کی محبت سے بچائے اور ہم سب کی حفاظت فرمائے، مال کو اللہ نے ضرورت پوری کرنے کے لئے بنایا ہے اس سے محبت کرنے کے لئے نہیں۔

مال کی عزت کیوں کرنی چاہئے؟

صبح کے وقت جب دوکان پر پہلا گراہک آتا ہے تو دوکاندار پیسے لیکر خوش ہوجاتا ہے اور کہتا ہے کہ چلو بونی ہوگئی، اس کے تعلق سے ایک بات یاد آئی کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت آدمؑ سے ناراض ہوگئے تو ساری چیزیں روئیں، کائنات کا ذرہ ذرہ رویا اس لئے رویا کہ جس آدم کو اللہ نے اپنے دست قدرت سے بنایا ہو اس سے ناراض ہوسکتے ہیں تو ہماری حیثیت کیا ہے؟ اللہ کے خوف سے ساری چیزیں روئیں مگر سونا اور چاندی نہیں روئے ، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دربار میں حاضر کیا اور پوچھا بتاؤ ہمارے خوف سے دنیا کی ہر چیز روئی مگر تم کیوں نہیں روئے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اے اللہ بے شک آدمؑ آپ کے خلیفہ ہیں لیکن آج وہ آپ کے نافرمان ہیں، ہماری آنکھ میں آپ کے نافرمان کے لئے آنسو نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ

نے ارشاد فرمایا قسم ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی کہ اسی انسان سے تیری قدر کراؤں گا، چنانچہ آج انسان ہر چیز کو پھینک سکتا ہے مگر سونا اور چاندی کو تیجوری میں رکھتا ہے، سب سے زیادہ انسان اسی کی قدر کرتا ہے، شیطان نے جب یہ سنا کہ اللہ نے سونا اور چاندی کو یہ کہا ہے کہ انسان سے تیری قدر کراؤں گا تو اس نے سونا اور چاندی کو اپنی ہتھیلی پر رکھ کر بوسہ دیا اور کہا کہ جو تیرا بندہ وہی میرا بندہ ہے، تو جو لوگ آج سونا اور چاندی کو چومتے ہیں وہ شیطان کا عمل کرتے ہیں، اسلئے پیسے کو نہ تو چومنا چاہئے اور نہ سر پر رکھنا چاہئے اور نہ دل میں اس کی محبت رکھنی چاہئے پیسہ تو کام آنے والی چیز ہے۔

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا میں نے انسان کو اچھائی اور برائی کا اختیار بھی دیدیا ہے جس راستے کو چاہے اختیار کرلے **قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا** وہ انسان مراد کو پہونچ گیا جس نے اپنے نفس کو کنٹرول کرلیا اور اللہ کی اطاعت میں زندگی گذاردی۔

نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ نَفْسِیْ تَقْوٰاهَا اَنْتَ وَلِیُّهَا وَ مَوْلٰهَا وَاَنْتَ خَیْرُ مَّنْ زَكّٰهَا** اے اللہ تو میری جان کو نفس کو تقوے کے ذریعہ تقویت عطا فرما اور میرے نفس کی برائی سے حفاظت فرما اسلئے کہ تو ہی نفس کا والی اور مربی ہے اور تو ہی میرے نفس کا مددگار اور مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

زندگی کا مقصد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدْ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْکَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِیْ الْاَرْضِ. وَقَالَ تَعَالٰی وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم.

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

محترم بزرگو اور نوجوان اسلام! اللہ تبارک وتعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہم کو انسان بنایا، انسان بہت ہی اونچی مخلوق کا نام ہے، اللہ تعالیٰ نے جس کو آدمی یا انسان بنادیا گویا اس پر خصوصی توجہ فرمائی ہے، ورنہ ہزاروں مخلوق دنیا میں ہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو دوسری مخلوق بھی بنا سکتے تھے لیکن اللہ نے انسان بنایا اور پھر

ایمان اوراسلام کی دولت سے مالا مال فرمایا، اللہ تعالیٰ نے انسان کوفطرت کے مطابق پیدا فرمایا ہے، فطرت کا مطلب یہ ہے کہ دردمند دل اورغمگساری کا جذبہ دے کراس دنیا میں بھیجا ہے۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

اللہ تعالیٰ نے انسان کواسلئے پیدافرمایا کہ وہ ایک دوسرے کی ہمدردی ، غمگساری ، دلداری اورایک دوسرے کے ساتھ محبت والفت کا معاملہ کرے، جانور بھی جیتا ہے وہ اپنے لئے جیتا ہے، پرندے اور چوپائے بھی جیتے ہیں مگراپنے لئے اوربھی بہت سی مخلوق ہیں سب اپنے لئے جیتی ہیں لیکن انسان کواللہ نے پیدا کیا تو اپنی فطرت پر لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ کہ ہم نے انسان کوبہترین تخلیق پر پیدا کیا ہے، دوسرے کے درد کا پیدا ہونا، ایثاراورقربانی کا جذبہ جب تک انسان میں نہ وہ ہوانسان نہیں ہے، انسان وہ ہے جواپنے سے زیادہ دوسروں کے لئے جیتا ہے، یہ اللہ رب العزت کاحکم ہے جس پرعمل کرنے سے آدمی انسانیت کے مقام کوپہونچتا ہے، حضوراکرم ﷺ کی زندگی سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے لئے کم اوردوسروں کے لئے زیادہ کام کیا ہے اور وہ اسوۂ حسنہ ہے اوراسی کوسیرت رسول ﷺ کہا جاتا ہے اوریہی سیرت انبیاءؑ ہے کہ انسان اپنے لئے نہیں دوسروں کے لئے کام کرنا سیکھے، آج ہمارے پاس اپنے لئے بہت سے پروگرام ہیں اپنی زندگی کوسنوارنے اورسدھارنے کیلئے، اپنے آپ کوخوشحال بنانے کے لئے، اپنے آپ کوآرام اورآسائش پہونچانے کے لئے بہت سے وسائل ہیں، اگرنہیں ہیں تو مہیا کرنے کی کوشش کرسکتے ہیں، لیکن دوسروں کے لئے کیا کام کررہے ہیں اورہماری ذات سے دوسروں کوکیا فائدہ ہورہا ہے اس کا احساس بھی ہونا چاہئے۔

ایک عبرت آمیز واقعہ

حضرت مولانا شبلی نعمانیؒ ایک مرتبہ سفرکررہے تھے، مصراورشام کا سفرآج سے اسّی نوے سال پہلے کوئی آسان سفرنہیں تھا، ہوائی جہاز کا سفرتو تھا نہیں پانی کے جہاز سے سفرہوتا تھا اوروہ بھی بادسموم اورطوفانی ہواؤں کے خطروں سے بھرا ہوتا تھا، کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ جہاز طوفان کی زدمیں آجاتا تو کیپٹن کہہ دیتا کہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے، اپنی حفاظت خود کرلو، ایسا بھی ہوتا کہ بہت سے جہاز پانی میں غرق ہوجاتے، علامہ شبلیؒ سفرکررہے تھے کہ کیپٹن نے اعلان کردیا کہ جہاز طوفان میں گھرچکا ہے اورہم آپ کی حفاظت کرنے سے قاصر ہیں لہٰذا آپ اپنی حفاظت خودکرلیں اورخدا سے دعا کریں کہ جہاز طوفان سے نکل جائے اورہم سب منزل تک پہونچ جائیں، جب یہ بات کیپٹن نے مسافروں کو سنائی تو مسافرگھبرانے لگے اورپریشان ہوگئے، ظاہر بات ہے اس میں بچے، عورتیں اور بوڑھے بھی تھے اورہرمذہب کے لوگ اس میں موجود تھے، ہرآدمی اپنے طورپرخدا سے دعا کررہا تھا، علامہ شبلی نعمانیؒ نے دیکھا کہ ایک انگریز بڑی توجہ کے ساتھ کچھ لکھ رہا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جہاز کے متعلق اسے کوئی خبرنہیں ہے کہ اس وقت جہاز طوفان کی زدمیں ہے، علامہ شبلیؒ اپنی جگہ سے اٹھ کراس کے پاس گئے اوراس سے پوچھا، کیا آپ کو معلوم ہے جہاز اس وقت کس حال میں ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں مجھے معلوم ہے کہ جہازاس وقت طوفان کی زدمیں ہے اورہم موت وحیات کی کشمکش میں ہیں خدا چاہے توہمیں اس طوفان سے نکال سکتا ہے، علامہؒ نے کہا کہ تمام حالات معلوم ہونے کے باوجوداتنی بےفکری اوراتنی دلچسپی کے ساتھ لکھنے میں مشغول ہیں کیا آپ کوفکرنہیں ہے؟ اس نے کہا کہ آدمی اپنے لئے نہیں دوسروں کے لئے جیتا ہے، مجھے معلوم ہے کہ

میری زندگی کے کچھ ہی منٹ باقی ہیں اوراس وقت میرے دل میں کچھ باتیں ہیں اور کچھ احساسات ہیں اس کو لکھدوں، ہوسکتا ہے کہ یہ کاغذ بچ جائے اور کسی کے ہاتھ لگ جائے اوراس میں جو باتیں ہیں وہ لوگ پڑھ لیں اور کاغذ کے یہ پرزے دوسرے لوگوں کے لئے فائدے کا سبب بن جائیں۔

انسان کی زندگی کا مقصد

معلوم ہوا کہ انسان کے جینے کا ایک مقصد ہونا چاہئے کہ اس کی ذات سے دوسروں کو فائدہ پہونچے ،اس کے بعد ایک اور واقعہ لکھا ہے کہ علامہ شبلیؒ سفر کررہے ہیں اور جہاز طوفان میں گھراہوا ہے، علامہ شبلیؒ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ حضرت پورے جہاز میں سوار ہونے والے لوگ پریشان ہیں لیکن آپ آرام سے بیٹھے ہیں تو علامہ نے فرمایا کہ ہاں موت کا وقت اللہ نے مقرر فرمادیا ہے لَا يَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ جب موت کا وقت آتا ہے تو ایک منٹ بھی دیر نہیں لگتی،اس کو مرنا ہی ہے اللہ نے وقت مقرر کردیا ہے میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں ذاکر اور شاغل بن کر جانا چاہتا ہوں، اطمینان اور سکون سے اپنی جان کو ملک الموت کے حوالے کرنا چاہتا ہوں۔

اپنے اخلاق سے دوسروں کے دل کو جیتا

دوستو! حضور ﷺ کی ساری زندگی انقلابی ہے، آپ ﷺ کے زمانے میں ہرطرح کی تنگی تھی اس کے باوجود اسلام کے خلاف زبردست طوفان تھا سارے عرب میں بچہ بچہ آپ کا مخالف اور پھر اتنا ہی نہیں بلکہ آپ کے خاندان والے اور آپ ﷺ کے قبیلے والے اور آپ کی بستی کے لوگ بھی بے انتہا مخالف تھے، کسی

بھی طرح آپ ﷺ کو راحت نصیب نہیں تھی اس کے باوجود حضور ﷺ کی زندگی کو دیکھیں کہ حضور ﷺ نے کہیں بھی بے بسی اور مایوسی کا اظہار کیا نہ کبھی صحابہ کے سامنے روکر اپنی کمزوری کا احساس دلایا نہ کبھی اسلام مخالف لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو کمزور دکھایا اور نہ ان کے سامنے یہ کہا کہ آپ ہم کو بچائیں ، حضور ﷺ نے حکمت عملی سے اپنے اعمال وافعال سے اوراپنے اخلاق سے غیروں کے دلوں کو جیتا ہے اور غیروں کے دلوں میں آپ ﷺ نے اپنا مقام پیدا کیا ہے، وہی لوگ جو آپ کے جانی دشمن تھے اور آپ ﷺ کو قتل کرنے کے درپے تھے ایک وقت ایسا آیا کہ وہی آپ ﷺ کے غلام بن گئے۔

مدینے میں اسلامی سلطنت کی بنیاد

دوستو! حضور اکرم ﷺ مکہ سے ہجرت فرماکر مدینہ منورہ تشریف لے جاتے ہیں اس حال میں کہ پورا مکہ آپ ﷺ کا دشمن اور بار بار اعلان ہورہا ہے کہ جو آدمی محمد ﷺ کو زندہ یا مردہ پکڑلے اس کو عرب کے سو سرخ اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے، اتنی بڑی قیمت حضور ﷺ کے سر مبارک کی لگائی گئی لیکن حضور ﷺ اطمینان اور حکمت عملی کے ساتھ مکہ سے نکلتے ہیں اور آٹھ دن کے بعد مدینہ منورہ پہونچ جاتے ہیں، مدینہ میں کوئی آپ ﷺ کے لئے سرخ قالین نہیں بچھائے گئے نہ آپ ﷺ کے لئے کوئی محل تیار کیا گیا،عیش وآرام کے اسباب مہیا نہیں کئے گئے بس ابوایوب انصاریؓ نے اپنا گھر پیش کیا کہ آپ میرے مہمان رہیں گے، کہ اوپر چلتے تو چھت ہلتی پانی اوپر پڑ گیا تو سارا پانی نیچے آجاتا، دونوں عالم کا بادشاہ ایک معمولی سے گھر میں اپنے ملک ، اپنے وطن اور اپنے خاندان کو چھوڑ کر مقیم ہے ،حضور اکرم ﷺ نے یہودیوں اور مسلمانوں کو جمع کیا اور مدینہ میں آپ ﷺ نے اسلامی

سلطنت کی بنیاد ڈال دی، غیروں کے ساتھ کس طرح رہنا ہے اللہ کے نبی ﷺ نے ہم کو سکھایا، آج مسلمان ہندوستان میں رہ رہے ہیں خدا کی قسم ہم پکے اور سچے مسلمان بن جائیں تو ایک بھی غیر مسلم ہمارا بال بیکا نہیں کرسکتا، افسوس ہم صرف نام کے مسلمان ہیں کام کے نہیں، جس دن کام کے ہوجائیں گے اس وقت یہ غیر مسلم ہماری حفاظت کریں گے۔

شیخ الہندؒ کی ثابت قدمی

ایک واقعہ یاد آیا، شیخ الہندؒ کو جب مالٹا کی جیل میں بھیج دیا گیا جو جنگ آزادی کے عظیم ہیرو ہیں، ساڑھے تین سال تک آپ کو بند رکھا گیا انگریز آفیسر نے سوچا کہ ان کو زہر دے کر ہلاک کیا جائے تو بھی الزام آجائے گا، اگر ان کو قتل کیا جائے تو بھی ہندوستانی قوم ناراض ہوجائے گی، کوئی ایسا راستہ نکالا جائے کہ یہ ہلاک بھی ہوجائیں اور ہماری بدنامی بھی نہ ہو، مشورہ ہوا کہ ایک ناگ سانپ لایا جائے اور مولانا جس کوٹھڑی میں ہیں اس میں سانپ کو چھوڑ دیا جائے، ناگ سانپ کاٹ لے گا وہ مرجائیں گے اور ہمارے اوپر کسی قسم کا جرم بھی ثابت نہ ہوسکے گا، ہندوستان کی آزادی کے لئے انہوں نے ایسے ایسے مصائب برداشت کئے کہ جو ناقابل برداشت تھے، خدا کی قسم ہمارے نوجوان اگر اس کو معلوم کرلیں تو ان کو احساس ہوجائے کہ ہمارے بزرگوں نے اس ملک کے لئے کیسی کیسی قربانیاں دی ہیں؟ ڈاکٹر مختار انصاریؒ کے گھر حضرت شیخ الہندؒ کا انتقال ہوتا ہے تو ان کو دہلی سے دیوبند لایا جاتا ہے، جب غسل کے لئے لباس اتار کر کمر کو دیکھا تو ذرہ برابر بھی گوشت نہیں، لوگ حیران و پریشان ہوگئے، ڈاکٹر مختار انصاری نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت پر رحم فرمائے حضرت کی تاکید تھی کہ کبھی بھی میرا یہ حال لوگوں کے سامنے بیان نہ کرنا، حقیقت یہ ہے کہ

حضرت شیخ الہندؒ کو آگ پر لٹایا جاتا اور کہا جاتا کہ آزادی سے اپنے آپ کو الگ کرلو اور انگریز کے خلاف جو جہاد کا فتویٰ تم نے جاری کیا ہے اس کو واپس لے لو ورنہ اسی طرح انگاروں پر لٹا کر ختم کردیا جائے گا، اللہ تعالیٰ ہمارے ان بزرگان دین کو جزائے خیر عطا فرمائے، حضرت شیخ الہندؒ کی کمر کا سارا گوشت جل گیا تھا مگر کبھی اپنی زبان سے نہیں کہا کہ ہاں میں اپنے فتوے کو واپس لیتا ہوں، بلکہ ارشاد فرماتے کہ اگر محمود کو ایسی ایک ہزار زندگیاں مل جائیں اور ایک ہزار زندگیوں میں ایسی ہی بار بار تکلیفیں پہونچائی جائیں تب بھی محمود اپنا فتویٰ واپس نہیں لے گا۔

حضرت شیخ الہندؒ کو جب مالٹا کی جیل میں قید کیا گیا تو مارنے کے لئے ناگ سانپ چھوڑ دیا گیا تاکہ وہ آپ کو کاٹ لے، ناگ سانپ حضرتؒ کی طرف چلا اور اس نے اپنا سر اٹھا کر ایک پھونک ماری، حضرت شیخ الہندؒ لیٹے ہوئے تھے اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اچھا دشمنوں نے اب یہ راستہ اختیار کیا ہے، حضرت نے زور سے **لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه** پڑھا ناگ سانپ سر نیچا کرکے بیٹھ گیا اور خود بخود واپس ہوگیا اور اس کوٹھڑی میں پہونچا جہاں جیلر سو رہا تھا اس کو ڈس لیا اور وہ مر گیا۔

انسان کو کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے

یہ حضرات حضور ﷺ کے سچے غلام ہیں جنہوں نے پریشانی کے وقت اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کیا اور یہ ثابت کرکے دکھا دیا کہ انسان کتنی بھی مصیبت میں آجائے کبھی بھی خدا سے مایوس نہیں ہونا چاہئے، اگر سچائی کے ساتھ خدا کو پکارتے رہیں اور ایمانداری اور حق پر رہیں تو اللہ اس پریشانی کا ایسا حل نکالتے ہیں جو آرام اور راحت کا سبب بنتا ہے۔

تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ حضور ﷺ جب مدینہ پہونچے تو آپ ﷺ نے یہودیوں اور مسلمانوں کو جمع کر کے ارشاد فرمایا کہ دیکھو اگر تم اتحاد اور اتفاق سے نہ رہے تو تمہارا حشر خراب ہو جائے گا، یہ شہر ہم سب کا ہے اس کی حفاظت کرنا سب کا کام ہے، سب کو مل جل کر رہنا ہے اور آپ ﷺ نے ایک معاہدہ لکھوایا کہ مدینہ شہر کی حفاظت تمام باشندوں پر فرض ہے، باہر سے کوئی بھی طاقت مدینہ پر حملہ کرے تو سب مل کر اپنے شہر کا دفاع کریں گے، کسی نے مسلمان پر ظلم کیا تو یہودی اس کا ساتھ دیں گے اور یہودی پر ظلم ہوا تو مسلمان اس کا ساتھ دیں گے جو آج بھی اسلام کا سب سے بڑا دشمن ہے، اس کا سارا میڈیا اسلام کے خلاف کام کررہا ہے، دنیا میں میڈیا کی سولہ کمپنیاں ہیں ان میں تیرہ کمپنیاں یہودیوں کے قبضے میں ہیں جو چوبیس گھنٹے اسلام کے خلاف زہر اگلتی ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم حضور ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں، جب کبھی ایسا وقت آتا ہے تو ہمیں قانون ہاتھ میں لینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم حکمت عملی سے کام لیں۔

اللہ رب العزت ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

تقویٰ اور پرہیز گاری

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَاۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْئًا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ، صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم.

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

بزرگانِ محترم، نوجوانانِ اسلام! اللہ تعالیٰ کی عادتِ شریفہ ہے کہ وہ انسانوں کو نصیحت کرتے وقت اپنی عظمت اور اپنی شان ورفعت کا اظہار کرتے ہیں اور کبھی اپنی رحمتوں اور اپنی نعمتوں کا ذکر فرما کر انسان کو عبادت کی طرف راغب کرتے ہیں،

اللہ رب العزت نے اس کائنات کو انسان کی بھلائی کے لئے پیدا کیا ہے تا کہ انسان امتحان میں کامیاب ہو کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو اور اللہ رب العزت کی خوشنودی وسرخروئی حاصل ہوجائے۔

اللہ رب العزت کے سب احکامات حضرات انبیاء کرام کے واسطے سے آئے ہیں، حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت ابراہیم، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد رسول اللہﷺ، بہرحال جتنے بھی پیغمبر دنیا میں آئے سبھوں نے خدا کی عظمت سے انسانوں کو واقف کرایا، آگ، سانپ، بچھو اور سمندر کی موجوں سے نہیں بلکہ اللہ کے عذاب سے پیغمبروں نے ڈرایا، اگر پانی میں انسان ڈوب جاتا ہے، آگ میں جل جاتا ہے، سانپ اور بچھو کاٹ لے تو انسان مرجاتا ہے اور یہ ساری چیزیں اللہ کی مخلوقات میں سے ہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحدید نازل فرمائی، حدید کے معنیٰ لوہے کے ہیں اور یوں ارشاد فرمایا کہ ہم نے اپنی قدرت کاملہ کو ظاہر کرنے کے لئے سب سے پہلے لوہے کو پیدا فرمایا۔

لوہے کو معلوم ہوا کہ میں سب سے زیادہ طاقتور ہوں، جب لوہے میں گھمنڈ اور غرور پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو پیدا کیا اس لئے کہ لوہے کو پگھلانے، نرم اور موم کرنے والی چیز آگ ہے اس لئے آگ کو پیدا فرمایا اور جب آگ کے اندر نخوت پیدا ہوئی اور غرور آیا کہ مجھ کو اللہ نے لوہے سے زیادہ طاقتور بنایا ہے اسلئے کہ میری حرارت اور گرمی سے اور میرے شعلوں سے لوہا پگھل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے پانی کو پیدا کیا کہ پانی جہاں پہونچتا ہے آگ سرد اور ٹھنڈی ہوجاتی ہے۔ جب پانی کو خیال آیا کہ مجھ سے زیادہ طاقتور کوئی نہیں ہے کیونکہ میں آگ جیسی طاقتور کو ختم کردیتا ہوں، سرد کردیتا ہوں تو پانی کے اندر بھی غرور پیدا ہوا، اللہ تعالیٰ نے ہوا کو

پیدا فرمایا، ہوا کے اندر اتنی طاقت ہے کہ پانی کے بڑے سے بڑے بہاؤ کے رخ کو موڑ دیتی ہے، ہوا کے سامنے ساری چیزیں اور ساری طاقتیں ہیچ ہوجاتی ہیں تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنی چیزیں بھی پیدا فرمائی ہیں انسانوں کی بھلائی کے لئے ہے چاہے وہ لوہا ہو، آگ ہو، ہوا ہو، پانی ہو اور بھی دوسری چیزیں ہیں یہ ساری چیزیں انسانوں کی بھلائی کے لئے ہیں اور ان چیزوں کو انسان کا خادم بنادیا ہے۔

آگ سے انسان اپنی غذائیں تیار کرتا ہے اور استعمال میں آنے والی چیزوں کو تیار کرتا ہے اور بھی دوسری چیزیں ہیں سب کی سب انسان کی بھلائی اور مفاد کے لئے بنائی گئی ہیں۔

اللہ سے ڈرو

بہرحال اللہ رب العزت نے انسان کو ڈرایا انبیاء کے ذریعہ سے کہ تم یہ مت سوچو کہ ساری عمر اور ہمیشہ ہمیش دنیا ہی میں رہنا ہے، دنیا جس میں تم آئے ہو یہ دارالاسباب ہے اس میں ہم نے تم کو اس لئے بھیجا ہے تا کہ عقبیٰ کی تیاری کرسکو اور ہمیشہ ہمیش والی زندگی جو مرنے کے بعد آنے والی ہے اس کی تیاری کرسکو، ارشاد فرمایا یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرو، اور کہیں ارشاد فرمایا: یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ (ترجمہ) اے لوگو! اے انسانو! تم اپنے رب سے ڈرو اسلئے کہ ایک ایسا وحشت ناک دن آنے والا ہے جس کو قیامت کہتے ہیں اس دن کسی انسان کی کوئی شنوائی نہیں ہوگی اور کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا صرف اعمال کام آئیں گے۔

یہ بڑے بڑے پہاڑ جس کو زمین کی میخ کہا جاتا ہے روئی کے گالوں کی طرح اُڑتے پھریں گے اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گی اور ستارے آسمان سے ٹوٹ کر

بکھر جائیں گے، سارا نظام تہہ و بالا ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ ہمارے نظام کو دیکھو یہ پوری کائنات ایک منٹ میں اور ایک سیکنڈ میں تباہ و برباد کر سکتے ہیں، اللہ نے فرمادیا: وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا انسان کی پیدائش اور اس کا وجود نہایت کمزور ہے اللہ تعالیٰ جب چاہیں زندگی کا چراغ گل کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے رب ہیں

میں نے آپ حضرات کے سامنے یہ آیت تلاوت کی تھی يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْماً لَّا يَجْزِىْ وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهٖ وَلاَ مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِهٖ شَيْئًا اس میں مسلمانوں کے ساتھ دنیا کے تمام انسانوں کو خطاب کیا گیا ہے قرآن کریم میں کسی مقام پر اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو خطاب کیا اور کسی مقام پر دنیا کے تمام انسانوں کو خطاب کیا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایک مخلوق یا کسی ایک مذہب والوں کے خدا نہیں بلکہ دنیا کے تمام انسانوں کے خدا ہیں، ساری کائنات کو پالنے والے ہیں، رزق دینے والے ہیں جس طرح سے اللہ تعالیٰ ایک مسلمان کی بھلائی چاہتے ہیں اسی طرح سے ایک کافر اور مشرک کی بھلائی چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا اے لوگو اللہ سے ڈرو، کیا فرمایا؟ اے لوگو اللہ سے ڈرو رَبَّكُمْ یعنی تم اپنے رب سے ڈرو وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِىْ اور ڈرو اس دن سے جس دن باپ بیٹے کے کام نہیں آئے گا۔

قیامت کے دن ایک ایک نیکی کی تلاش!

روایت میں ہے کہ ایک آدمی کا جب اعمال نامہ تولا جائے گا تو وزن میں اس کی نیکیاں برابر ہو جائیں گی صرف ایک نیکی کی کمی ہوگی تو وہ آدمی ایک نیکی کی تلاش میں جائے گا، وہ آدمی جب اپنے والد کو دیکھے گا تو عرض کرے گا کہ ابا جان آپ نے

مجھے دنیا میں کتنے پیار سے پالا تھا اور میری پرورش کی اور میرے تمام ناز نخرے برداشت کئے آج میرے اوپر مصیبت آپڑی ہے خدارا اپنی نیکیوں میں سے ایک نیکی عنایت فرمادیں تو میرا کام بن جائے گا اور میں جنت میں جانے کا مستحق ہو جاؤں گا اس وقت وہی باپ جو دنیا میں ہزار جان سے زیادہ اپنے بیٹے پر فدا ہوتا تھا کہے گا کہ میری نظروں سے دور ہو جا اسلئے کہ آج میں خود ہی اپنے احوال میں مبتلا ہوں میرا کوئی پرسان حال نہیں ہے میں نے ایک نیکی تجھے دیدی تو نہ جانے میرا کیا ہوگا؟ وہاں سے روتا ہوا یہ آدمی اپنی ماں کے پاس جائے گا اور ماں سے بھی یہی سوال کریگا جو اپنے والد سے سوال کر کے آیا ہے ماں بھی وہی جواب دے گی اور کہے گی جا جا، نہ میں تیری ماں ہوں اور نہ تو میرا بیٹا ہے، ماں بیٹے کا معاملہ صرف دنیا کے لئے تھا آج مجھے تجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

وہ آدمی اپنے بھائی اور بہن کے پاس پہونچے گا اور دوستوں کے پاس پہونچے گا لیکن کوئی کام نہیں آئے گا یہ آدمی سب جگہ سے مایوس ہو کر لوٹے گا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے اے میرے بندے! تیرے ماں باپ نے بھی تجھے دھتکار دیا ہے اور بہن بھائیوں نے بھی واپس کر دیا لیکن میں تیرا رب ہوں میں نے ہی تجھے زندگی اور موت دی آج جب تو پریشان ہے اے بندے میں نے تجھے اپنی رحمت سے بخش دیا۔ تو معلوم ہوا کہ ماں باپ سے بھی زیادہ محبت کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں بلکہ جہاں کوئی کام نہ آئے وہاں اللہ تعالیٰ کام آتے ہیں!

آج کی دوستی میں اخلاص بہت کم ہے

ہمارے یہاں ایک رواج ہے کہ جب کوئی آدمی کسی کے ساتھ آتا ہے تو پوچھا جاتا ہے کہ یہ کون ہے؟ تو بتاتے ہیں کہ یہ ہمارے دوست ہیں آج کی دوستی بہت بڑا

فتنہ ہے،اول تو دوستوں کے اندر اخلاص نہیں ہے اور دوستی کا معیار ہمارے یہاں کچھ اور ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں دوستی کا معیار کچھ اور ہے،ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرامؑ میں سے اللہ تعالیٰ نے دو ہی نبیوں کو اپنا محبوب اور اپنا خلیل بنایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب قرار دیا ہے،قربان جایئے آقائے مدنی ﷺ پر کہ آقا ارشاد فرماتے ہیں کہ دنیا میں اگر کسی کو اپنا دوست بناتا تو ابوبکر صدیقؓ کو بناتا یعنی دنیا میں ابوبکر کو بھی دوست نہیں بنایا فرمایا کہ اگر بناتا تو ابوبکر صدیق کو دوست بناتا حالانکہ قرآن میں ذکر فرمایا: **يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا** کہ جب حضور ﷺ سے حضرت ابوبکر عرض کر رہے تھے کہ اللہ کے دشمن تو ہمارے قدموں تک پہونچ گئے ہیں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: **لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا** گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

صدیق اکبر کا واقعہ

ابوبکر صدیقؓ نے بوڑھاپے کی حالت میں اللہ کے نبی ﷺ کو اپنے کندھوں پر بٹھایا اور غارِ ثور پر چڑھے اللہ اکبر۔غارِ ثور کی بلندی کا کیا کہنا؟ جو حاجی حج کے لئے گئے ان کو معلوم ہے اور دیکھا ہے کہ وہ پہاڑ کتنا بلند و بالا ہے اس پر خالی چڑھنا مشکل ہے جبکہ ابوبکر صدیقؓ نے حضور ﷺ کو کمر پر بٹھایا اور پھر غار ثور تک پہونچے خود کو بھی سنبھالا اور حضور ﷺ کو بھی سلامتی کے ساتھ لیکر گئے اور ساری پونجی چالیس ہزار درہم جو آپ کے پاس تھے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دی اور عرض کیا میں اور میری جان و مال سب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حوالے ہے،آپ جہاں چاہے خرچ کر دیں اور اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر حضور ﷺ کے ساتھ ہجرت کی ایسے انسان کے تعلق سے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے سب کا حق ادا کر دیا مگر ابوبکر کا حق مجھ

سے ادا نہ ہو سکا اور فرمایا دنیا میں اگر کسی کو دوست بناتا تو میں ابوبکرؓ کو بناتا۔اور ہمارے سماج اور معاشرہ میں کیا ہے دو بات میٹھی ہوگئی تو وہ دوست ہوگیا آج دوست بنالیا اور کل روتا پھرتا ہے ایسی ہی دوستی بعد میں فتنہ بنتی ہے،وہ فتنہ بنتی ہے جان کے لئے اور وہ فتنہ بنتی ہے مال کے لئے،یعنی وہ دوستی ہر مقام کے لئے فتنہ بنتی ہے بلکہ وہ وہ دوستی دنیا و آخرت کے لئے فتنہ بن جاتی ہے،بعض مرتبہ ایسی دوستی ہوتی ہے کہ اس دوستی سے ایمان چلا جاتا ہے پتہ بھی نہیں چلتا اللہ معاف فرمائے۔آمین!

اللہ تعالیٰ انسانوں کو ڈراتے ہیں اسلئے ڈراتے ہیں تاکہ انسان سنبھل جائے قرآن مقدس میں اللہ نے کئی جگہ ارشاد فرمایا: **لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ** تم تقویٰ اختیار کرو اور اللہ کی عظمت کو جانو اور سمجھو اللہ نے جو تم کو احکامات دیئے ہیں اس پر چلو اور اپنی پوری زندگی اللہ کے بتائے ہوئے راستہ پر ڈھال لو۔ **فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا** اللہ تعالیٰ نے تم کو اختیار دیدیا ہے چاہے تم اچھے راستہ پر چلو یا برے راستہ پر،اللہ تعالیٰ نے دونوں راستے بھلائی اور برائی کے کھول دیئے ہیں پھر قیامت کے روز کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔

تو قرآن مقدس میں اللہ نے فرمایا: **يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ** اے لوگو تم اپنے رب سے ڈرو **وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهٖ** اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی باپ اپنے بیٹے کا نہیں ہوگا اور نہ کوئی کام آئے گا **وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْئًا** اور بیٹا اپنے ماں باپ کو کچھ نہیں دے سکتا ہے دنیا میں آپ چاہیں جتنی خدمت کر لیں لیکن قیامت کے دن کوئی اپنے ماں باپ کے کام نہیں آئے گا،آپ کی نیکی آپ کے کام آئے گی اور آپ کے والدین کی نیکی انکے کام آئے گی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ہم اپنا دربار سجائیں گے اور ساری مخلوق ہمارے سامنے ہوگی اس کے بعد اعلان ہوگا آج یہاں کسی کی

بڑائی نہیں چلے گی، آج صرف ہمارا حکم چلے گا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے آجائیں وہ لوگ جو دنیا میں اپنی مونچھوں پر تاؤ دیا کرتے تھے اور شیخی بگھارا کرتے تھے اور اپنی تعریف خود کیا اور کرایا کرتے تھے آج کسی کی کوئی بات نہیں چلے گی صرف ان کی بات چلے گی جو متقی ہیں پرہیزگار ہیں (آخرت ان لوگوں کے لئے ہے جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں ورنہ عذاب ہی عذاب ہے۔ اَلْعَیَاذُ بِاللّٰہِ)

قیامت کے دن اللہ کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی گود میں حضور ﷺ اپنا سر مبارک رکھ کر لیٹے ہوئے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ اے عائشہ! ایسا ہولناک دن آنے والا ہے کہ جس دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا اور فرمایا اے عائشہ میں بھی تمہارے کام نہیں آؤں گا، اللہ اکبر۔ صرف تمہاری نیکیاں کام آئیں گی آپ ﷺ نے ایسے انداز سے آخرت کا تذکرہ فرمایا کہ حضرت عائشہؓ کر تڑپ اٹھیں اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس دن کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا اس دن اللہ کے سوا کوئی ذات نہیں ہے جو انسان کو عذاب سے بچالے اور ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو دنیا میں نیک عمل کرتے تھے اور اللہ سے ڈرتے تھے ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ میرے دل میں محبت ڈال دیں گے الفت ڈال دیں گے، جب ایسے امتی پل صراط پر پہونچیں گے تو میں ان کو وہاں مل جاؤں گا اور میں ان کو نہایت احتیاط کے ساتھ پل صراط سے گذاردوں گا جو دنیا میں تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔

آج ہمیں اللہ کا خوف نہیں۔ دعا فرمائیں اللہ ہماری حفاظت فرمائے اور آخرت کی تیاری کی توفیق بخشے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

صدقہ کی فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

خدا کی دی ہوئی دولت وہ اکثر خرچ کرتے ہیں
نہ تنہا جیب بھرتے ہیں نہ تنہا پیٹ بھرتے ہیں

بزرگان محترم عزیز طلبہ! جو کچھ بھی دنیا میں ہے سب اللہ کی طرف سے ہے، سب کچھ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے، اور جو بھی آنے والا ہے وہ بھی اللہ کی طرف سے ہے، انسان اپنی محنت اور صلاحیت سے کچھ بھی حاصل نہیں کرسکتا، جو بھی حاصل ہوتا ہے اللہ کی مدد، نصرت اور اس کے فضل سے حاصل ہوتا ہے، آپ نے دیکھا ہوگا

کہ بعض لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں وہ اپنی جیب سے پیسہ نکال کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لو بیٹا! یہ سائل کو دے دو حالانکہ اس بچے میں کمانے کی صلاحیت نہیں ہے اور نہ خرچ کرنے کی صلاحیت ہے لیکن اس کے ماں باپ کی طرف سے اس کو سبق دیا جا رہا ہے کہ تم خرچ کرو ہم دیتے ہیں اور ماں باپ اس سے خوش ہوتے ہیں اسی طرح سے انسان کے پاس بھی اللہ کی طرف سے آتا ہے اور اللہ نے خرچ کرنے کی بھی صلاحیت دی ہے اور اللہ نہ چاہیں تو بندہ کچھ خرچ نہیں کرسکتا تو یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ بندوں کو عطا کرتے ہیں اور جب بندہ اس میں سے خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتے ہیں اور اللہ کے راضی ہونے کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

اللہ کی خوشنودی سے برکت ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ہم اپنے کسی بندہ سے راضی ہوتے ہیں تو اس کو برکت عطا فرماتے ہیں اور ہماری برکت کی کوئی انتہا نہیں یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور اس کی رضا مندی حاصل کرنا اپنے بس میں ہے بشرطیکہ نیت اچھی ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نیتوں پر فیصلہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس بندہ سے ہم ناراض ہوتے ہیں، ناراضگی کی وجہ سے اس پر اور اس کی اولاد پر یہانتک کہ اس کی سات پشتوں تک لعنت ہوتی ہے، تو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا جذبہ ہمارے اندر ہونا چاہئے۔

حضور ﷺ کا انفاق فی سبیل اللہ

ایک مرتبہ حضو ﷺ گھر میں تشریف نہیں لائے اور مسجد ہی میں آپؐ نے قیام فرمایا جب دوسرے دن آپ تشریف لائے تو ازواج مطہراتؓ نے عرض کیا

یارسول اللہ ﷺ ! کل آپ تشریف نہیں لائے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس ایک درہم یا ایک دینار باقی رہ گیا تھا میں نے سوچا کہ جب تک یہ خرچ نہ کردوں اس وقت تک گھر میں نہ آؤں، یہ حضور ﷺ کے خرچ کرنے کا انداز اور ایثار تھا۔

دوستو! آج وہ چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں جو بیکار ہو اور ناپسندیدہ ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَنفِقُواْ مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الأَرْض . اے لوگو! اگر تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو تو حلال پاک اور صاف ستھرے مال میں سے خرچ کرو یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو مال ہمارے پاس موجود ہے اس میں پورا یقین ہونا چاہئے کہ یہ مال حلال اور پاک ہے فرمایا جو تم اپنی محنت اور کسب سے حاصل کرتے ہو اللہ تعالیٰ نے جو زمین سے نکالا ہے چاہے وہ سونا ہو یا چاندی یا کھانے اور پینے کی چیزیں ہوں ان تمام چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو جو سب سے بہتر اور پاک مال ہو اور خراب اور گندی چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ مت کیا کرو۔

دوستو! ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ جو مال پسند نہیں وہ اللہ کی راہ میں دے دو کسی غریب فقیر کو دیدو۔ یاد رکھئے! اس کا اجر اتنا نہیں ملتا جتنا کہ حلال اور پاک مال دینے پر ملتا ہے۔

ایک طالب علم کا واقعہ

ایک واقعہ یاد آیا اسی مدرسہ کے ایک طالب علم نے مجھ سے بیان کیا وہ یتیم ہے اس کی یتیمی پر ترس کھا کر ایک صاحب نے اسے بنیان دیا جب میں نے دیکھا تو پھٹا ہوا تھا کہنے لگا دیکھو مولانا میں بچہ ہوں، یتیم ہوں اور بے سہارا ہوں تو فلاں صاحب نے مجھے بنیان دیا تو پھٹا ہوا ہے۔

جب اللہ کی راہ میں خرچ کریں وہ ایسا ہونا چاہئے کہ وہ اللہ کو پسند آئے اللہ تعالیٰ تو بادشاہوں کے بادشاہ ہیں اَللّٰہُ جَمِیْلٌ وَیُحِبُّ الْجَمَالُ اللہ تعالیٰ جمیل ہیں اور جمال کو پسند کرتے ہیں۔

صدقہ کی فضیلت

ایک صحابیؓ نے صدقہ کی فضیلت سنی تو حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس ایک باغ ہے جو مجھے سب سے زیادہ پسند ہے اس کو اللہ کی راہ میں دیتا ہوں حضورؐ اور صحابہؓ کا یہ جذبہ تھا کہ جو مال بہت پسند آتا اس کو اللہ کی راہ میں دیتے تھے، قرآن مجید میں اسی چیز کو بیان فرمایا مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِائَۃَ حَبَّۃٍ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ.

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال کو اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں اس دانے کی سی ہے کہ جس سے سات بالیں اگ جائیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں، اور اللہ جتنا بڑھانا چاہیں گے بڑھا دیں گے اور اللہ وسعت دینے والے جاننے والے ہیں۔

ایک واقعہ

حضرت تھانویؒ نے تسہیل المواعظ میں لکھا ہے کہ ایک بچہ اپنے گھر سے مؤذن صاحب کے لئے کھیر مٹی کے بڑے برتن میں لایا مؤذن صاحب خوش ہو گئے کہ آج بہت زیادہ کھیر آئی ہے اور بچہ سے پوچھا بیٹے! اتنی ساری کھیر کیوں لائے کیا بات ہے؟ بچہ نادان تھا اس نے کہا اجی مؤذن صاحب! ہماری امی نے کھیر پکائی

تھی اس میں کتا منھ ڈال گیا امی نے کہا بیٹے مؤذن صاحب کو دے آؤ ورنہ کھیر کا نقصان ہوگا، مؤذن صاحب نے یہ سنا تو بہت ناراض ہوئے ناراض ہونے کی بات بھی تھی مؤذن صاحب نے کھیر پھینک دی چونکہ کھیر مٹی کے برتن میں تھی اسلئے برتن بھی ٹوٹ گیا، بچہ رونے اور چلانے لگا مؤذن صاحب نے پوچھا روتا کیوں ہے؟ ایک تو کتے کا جھوٹا لایا اور روتا بھی ہے، بچہ نے کہا امی مارے گی، مؤذن صاحب نے پوچھا کیوں مارے گی؟ بچہ نے کہا اس مٹی کے برتن میں میرا بھائی پاخانہ کرتا تھا۔ استغفر اللہ!

بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں دینا پسند نہیں ہی کرتے اگر دیتے بھی ہیں تو بالکل بیکار اور گھٹیا چیز دیتے ہیں یہ اللہ کو پسند نہیں ہے فرمایا وَ لَا تَیَمَّمُ الْخَبِیْث اور تم خراب اور گندی چیزیں میری راہ میں مت دو۔

ایک کسان جب دانہ زمین میں ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کے سات سو دانے پیدا کرتے ہیں، فرمایا کہ جو بندے میری راہ میں دیتے ہیں ہم ان کو ایک روپئے کے بدلے سات سو روپئے دیتے ہیں اور یوں فرمایا وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ جتنا زیادہ اخلاص ہوگا اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ بڑھائیں گے اللہ تعالیٰ جس کو جتنا چاہیں بڑھا سکتے ہیں جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ہم سبھی کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

کنجوسی کی نحوست

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ
اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا

بزرگانِ محترم اور نوجوانانِ اسلام! اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو انسانوں میں سب سے زیادہ کامل اور مکمل بنایا ہے، جہاں انسان کو بہت ساری صفات اور بہت ساری نعمتوں سے نوازا ہے وہیں ایک صفت جس کو جود وسخا کہا جاتا ہے، بدرجۂ اتم حضور ﷺ کو عطا فرمائی گویا حضور اکرم ﷺ سے بڑھ کر کوئی شخص دنیا میں ایسا نہیں گذرا جو آپ ﷺ سے زیادہ سخاوت کرنے والا ہو اور لوگوں کی ضرورت پوری کرنے والا ہو۔

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سخاوت کو پیدا کیا اور اس سے فرمایا اے سخاوت میں تجھ سے راضی ہوں، جو تجھے اپنائے گا ہم اس کو خوش اخلاق بنادیں گے اور سخاوت کی ضد بخل ہے، اللہ تعالیٰ نے جب بخل اور کنجوسی کو پیدا کیا تو اس سے ناراض ہوگئے اور فرمایا جو کنجوسی کو اپنائے گا اس کو جہنم میں ڈال دیں گے اسی لئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ دنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ سخی اور سارے انسانون سے زیادہ خوش خلق تھے، چنانچہ حضور ﷺ کو بہت سارے خطابات کے ساتھ اَجْوَدُ النَّاس کا خطاب بھی دیا گیا، علماء کرام نے اس میں کلام کیا ہے کہ حضور ﷺ کو سب سے زیادہ سخاوت کرنے والا کیوں کہا گیا؟ جب کہ حضور ﷺ اَکْرَمُ النَّاس بھی ہیں، جود اور کرم میں فرق ہے جود اس کو کہا جاتا ہے کہ بغیر مانگے دیا جائے بغیر طلب کے کسی کو کچھ دے دے یہ جود ہے، اور مانگنے پر کچھ دے رہا ہے تو یہ کرم ہے اور کرم کرنے والے کو اَکْرَمُ النَّاس کہا جاتا ہے، گویا جود کا مقام بڑا ہے وہ انسان کی ضرورت بغیر مانگے پوری کرتا ہے اور یہ صفت اللہ تعالیٰ کی ہے، اللہ تعالیٰ مانگنے پر تو سب کو دیتے ہی ہیں لیکن بن مانگے بھی ساری دنیا کو عطا کرتے ہیں جود کی صفت اللہ تعالیٰ کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان صفت حضور ﷺ کو بھی عطا فرمائی ہے گویا حضور ﷺ اَکْرَمُ النَّاس بھی ہیں اور اَجْوَدُ النَّاس بھی۔

اللہ تعالیٰ نے جب سخاوت کو پیدا کیا تو فرمایا کہ جو سخاوت اور کرم کو اپنائے گا ہم اس کو خوش خلق بنادیں گے، لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا کردیں گے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ مقبول ہوگا، فرشتوں میں مقبول ہوگا، اہل زمین اور اہل آسمان میں بھی مقبول ہوگا۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ کنجوسی کی صفت کفر سے ملوث ہے یعنی جہاں کنجوسی ہوگی وہاں کفر آجائے گا، اسی لئے کہا گیا ہے کہ جس کے دل میں ایمان ہوتا ہے وہ

کنجوسی نہیں کیا کرتا اور کفایت یہ ہے کہ اپنے مال کو بچا کر صحیح جگہ پر خرچ کرے اسکو کفایت کہا جاتا ہے۔ کنجوسی اس کو کہتے ہیں کہ جہاں خرچ کرنے کا معاملہ ہو وہاں خرچ نہ کیا جائے، تکلیف اٹھاتا رہے، بیوی بچے تکلیف اٹھاتے رہیں لیکن وہ مال کو جمع کر کے رکھے یہ کنجوسی ہے، حضرت انس بن مالکؓ کا قول ہے کہ کنجوسی کا دوسرا نام کفر ہے اور کفر کے معنی ہیں انکار کرنے والا، آدمی کے پاس پیسہ ہے، صلاحیت ہے لیکن کفر کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت سے انکار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتا ایسا آدمی جہنم میں جائے گا۔ اَلْاَمَانُ وَالْحَفِیْظُ۔

میں عرض کر رہا تھا کہ سب سے کامل اور مکمل اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بنایا ہے، دنیا میں کہیں مثال نہیں ملتی کہ کسی پر ظلم کیا جائے اور وہ اس ظلم پر خاموش رہ جائے، خاموش ہی نہیں بلکہ اس ظلم کے بدلے اس پر مہربانیاں کرے، اس صفت کی حامل صرف حضور ﷺ کی ذات مقدسہ ہے، آپ ﷺ کا اخلاق، آپ ﷺ کا کردار، آپ ﷺ کا کیریکٹر اور آپ ﷺ کی قولی اور فعلی زندگی جس کو سیرت طیبہ کہا جاتا ہے، اسی لئے مقبول ہے کہ آپ ﷺ اپنی ضرورت کے مقابلہ میں دوسروں کی بھلائی زیادہ چاہتے تھے۔

آپ ﷺ سفر میں تھے، جنگل کا راستہ تھا، مسواک کی ضرورت پیش آئی حضور ﷺ نے ایک صحابیؓ سے فرمایا کہ کہیں پیلو کی مسواک مل جائے تو بہتر ہے زمین کھود کر پیلو کی جڑ نکالی، اس کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے اس میں ایک مسواک ٹیڑھی اور دوسری سیدھی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا ٹیڑھی مسواک مجھے دیدو اور سیدھی مسواک تم لے لو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں سیدھی مسواک آپ کے پاس رہنی چاہئے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن اس وقت تک

کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لئے پسند کرے، لہٰذا ٹیڑھی مسواک مجھے دیدو اور سیدھی مسواک تم لیلو۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جو چیز اچھی ہوتی تھی یا زیادہ پسند ہوتی وہ اپنے کسی ساتھی کو دیدیتے تھے، آج اس کا الٹا ہے جو چیز کم درجے کی ہوتی ہے وہ کسی مدرسہ یا مسجد یا کسی غریب کو دی جاتی ہے گویا بیکار مال اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے اور اچھا مال اپنے پاس رکھا جاتا ہے، آج نظریات بدل چکے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بھلائیاں ہوں اور اچھے سلوک کیئے جائیں لیکن ہم کسی کے کام نہ آئیں۔

ایک کنجوس حضور ﷺ کی خدمت میں

ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس ایک شخص آیا، آپ ﷺ اس وقت مسجد حرام میں تشریف رکھتے تھے، وہ شخص آیا سلام کیا اور سیدھا جا کر ملتزم پر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یا اللہ میرا گناہ بہت بڑا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہاں آؤ، فرمایا کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا گناہ بہت بڑا ہے، آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیرا گناہ دنیا کی ساری زمینوں سے بھی بڑا ہے؟ اس نے کہا ہاں میرا گناہ دنیا کی ساری زمینوں سے بھی بڑا ہے، آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیرا گناہ ساتوں آسمانوں سے بھی بڑا ہے؟ اس نے کہا ہاں میرا گناہ ساتوں آسمانوں سے بھی بڑا ہے، آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیرا گناہ عرش سے بھی بڑا ہے؟ اس نے کہا ہاں میرا گناہ عرش سے بھی بڑھ کر ہے، آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیرا گناہ اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھ کر ہے؟ اس نے کہا نہیں اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر نہیں ہے، حضور ﷺ نے پوچھا کہ اب بتا وہ گناہ کیا ہے جس سے تو اتنا ڈر رہا ہے؟ کیا تو نے کسی کو مارا ہے یا چوری یا زنا کاری کی ہے یا کسی کو قتل کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ میرے دل میں اتنا بخل ہے اور اتنی

کنجوسی ہے کہ اگر کوئی آدمی یہ سوال کرلے کہ ایک پیسہ دیدو تو مجھے ایسا لگتا ہے گویا کسی نے میرے اوپر آگ پھینک دی ہے، یعنی میں کسی کو ایک پیسہ دینے کو تیار نہیں ہوں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دور ہو جا، کہیں یہ آگ مجھے نہ جلا دے، نعوذ باللہ کیونکہ کنجوسی بری بلا ہے، ہم لوگ حضور ﷺ کے طریقہ سے ہٹے ہوئے ہیں، دل خوش کرنے والی بات نہیں ہے، بلکہ رونے والی بات ہے کہ حضور ﷺ کے نظام سے ہمارا نظام بالکل الگ ہے، ہم پڑوسی کو وہ چیز دیتے ہیں جو ہمارے لئے بالکل بیکار ہو اور ہمارے کام کی نہ ہو، کوئی مانگنے والا فقیر آ گیا تو ہم اس کو وہ دیتے ہیں جو ہمارے قابل نہ ہو۔

حضور ﷺ نے اپنا پیرہن مبارک عطا فرمایا

ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس ایک یہودی آیا اور کہنے لگا کہ اے محمد ﷺ مجھے اپنا کرتا دید یجئے، میرے پاس کرتا نہیں ہے، سردی کا زمانہ تھا آپ ﷺ اس وقت دو کرتے پہنے ہوئے تھے، اندر کا کرتا بہت قیمتی اور موٹا تھا اور باہر والا کم قیمت اور باریک تھا حضور ﷺ نے اپنا اوپر والا کرتا اتارا اور قیمتی کرتا اس یہودی کو دے دیا، پاس بیٹھنے والوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اوپر والا کرتا کیوں نہیں دے دیا اتنا قیمتی دینے کی کیا ضرورت تھی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام میں کنجوسی نہیں، لوگ ملمع سازی سے خوش کر دیتے ہیں، جب وہ چلا جاتا ہے تو کہتے ہیں دیکھو ہم نے کیسے بیوقوف بنایا۔

حضرت امام حسینؓ کا واقعہ

نواسۂ رسول ﷺ حضرت حسینؓ کے پاس ایک فقیر آیا اور آواز لگائی کہ اللہ کے نام پر مجھے کچھ دیدو، ضرورت ہے، امام حسینؓ اوپر والے مکان میں تشریف رکھتے تھے نیچے اترے اور دروازے پر آ کر اس فقیر کو اشرفی کی ایک تھیلی دیدی، اس نے کہا

اے نواسۂ رسول ﷺ مجھے ایک اشرفی کی ضرورت تھی اور آپ نے سو اشرفی عنایت فرما دیں، آپ نے فرمایا کہ ان کو لے جاؤ یہ تمہارے مقدر کی تھی ایک شخص جو امام حسینؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا عرض کیا یہ تو فضول خرچی ہے ایک آدمی کو ایک روپئے کی ضرورت ہے آپ نے اس کو سو دیدیئے، تو امام حسینؓ نے فرمایا کہ یہ تیرے نزدیک فضول خرچی ہے مگر میرے نزدیک یہ سنت رسول ﷺ ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ کہ تم سائل کو مت جھڑکو، اس کے سوال پر ناراضگی کا اظہار مت کرو، اس کے سوال پر چیں چیں مت کرو اور اپنے دل کو تنگ مت کرو، میں نے خیال کیا اگر اس سے یہ پوچھوں کہ تجھے کیا چاہئے؟ تو ہوسکتا ہے اس کو دیر ہو جائے اس لئے میں نے بغیر پوچھے ایک تھیلی لا کر دیدی۔

ایک عبرت ناک واقعہ

ایک شخص بہت مالدار تھا، ایک بار کھانا کھانے بیٹھ گیا، طرح طرح کی نعمتیں سامنے رکھی تھیں، ابھی پہلا لقمہ لینے والا ہی تھا کہ باہر سے ایک فقیر نے آواز لگائی کہ اللہ کے نام پر کچھ دیدو، وہ شخص دولت کے نشے میں چور تھا دستر خوان سے اٹھا اور فقیر کو دھکے مکے دے کر نکال دیا، چند سال کے بعد اس پر غربت چھا گئی اور ایسی غربت کہ در در بھیک مانگنے پر مجبور ہو گیا اور یہاں تک کہ اس نے اپنی بیوی کو بھی طلاق دیدی، اس لئے کہ خود اس کو اپنا پیٹ بھرنا مشکل تھا بیوی کو کہاں سے کھلاتا؟ عورت نے دوسرا نکاح کرلیا اس کا دوسرا شوہر مالدار تھا، وقت گذرتا رہا ایک روز کی بات ہے کہ دروازے پر دستک ہوئی کہ بھائی اللہ کے نام پر کچھ دیدو، گھر کا مالک اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ جاؤ فقیر آیا ہے پہلے اس کو کچھ دیدو، بیوی کچھ لے کر دروازہ پر گئی، زور سے چیخ ماری، شوہر بھی جلدی سے اٹھا اور بیوی کو دیکھا کہ کیا ماجرا ہے؟ پوچھا کیا بات

ہے؟ بیوی نے کہا کہ نہیں کوئی بات نہیں، دونوں اندر چلے گئے بیوی نے کہا کہ یہ میرا پہلا شوہر تھا، یہ کسی زمانے میں کروڑ پتی تھا اور تمام نعمتیں اسے مہیا تھیں، چند سال پہلے ایک فقیر کو اس نے دھکے دے کر نکال دیا تھا اسی کی وجہ سے آج یہ مفلس اور کنگال ہو گیا ہے، اس کی تمام دولت ختم ہو گئی ہے، شوہر نے کہا وہ فقیر جس کو تمہارے شوہر نے مارا تھا، میں ہی ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میری غربت دور ہو گئی آج اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر طرح کی نعمت سے نوازا ہے۔

اللہ تعالیٰ مال دے کر بھی آزماتے ہیں اور مال لے کر بھی، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو مال ہمارے پاس ہے یہ ہماری صلاحیت سے آیا ہے ہمارا کمایا ہوا ہے، یہ مال جو روز بڑھ رہا ہے ہماری عقلمندی سے بڑھ رہا ہے یہ سوچ غلط ہے۔ امام حسینؓ نے فرمایا یہ تیرے نزدیک کنجوسی ہے میرے نزدیک تو یہ سنتِ رسول ﷺ ہے اسلئے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق دیتے ہیں، حضور ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب آپ ﷺ کے پاس کوئی سائل آتا تو آپ ﷺ اس کو واپس نہیں کیا کرتے تھے بلکہ جو کچھ بھی ہوتا اس کو دیدیتے تھے، حضور ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے، آپ ﷺ کی سخاوت کا عالم یہ تھا کہ اگر آپ ﷺ کے پاس کوئی سائل آ گیا اور اس وقت آپ ﷺ کے پاس کچھ بھی نہیں ہے تو بھی آپ ﷺ قرضہ لے کر دیا کرتے تھے مگر خالی ہاتھ واپس نہیں کیا کرتے تھے، آج کوئی آپ کو ایسا نہیں ملے گا۔

کنجوسی کی نحوست

حضرت عائشہؓ کے پاس ایک عورت آئی جس کا ہاتھ بالکل خشک ہو گیا تھا (شل ہو چکا تھا) اس میں بالکل حرکت نہیں تھی، حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہو گیا ہے؟ اس عورت نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا کہ میرے ماں

باپ کا انتقال ہو چکا تھا، میری ماں کنجوس تھی، کبھی بھی اللہ کے راستے میں کچھ نہیں دیتی تھی اور ہمیشہ میرے والد کو جھڑکتی رہتی تھی، انتقال کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ جہنم کا بہت بڑا میدان ہے اس میدان میں میری ماں بیٹھی ہوئی ہے اور تھوڑی سی چربی رکھی ہوئی ہے، دوزخ سے جب آگ اس کے پاس آتی ہے تو ماں وہ چربی اٹھا لیتی ہے اور آگ کو دکھاتی ہے تو آگ دور چلی جاتی ہے ایسا بار بار ہو رہا ہے، میں نے اپنی ماں سے پوچھا کہ تمہارا یہ کیا حال ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں بہت کنجوس تھی، کبھی اللہ کے راستے میں کچھ نہیں دیا، بس میں نے اپنی پوری زندگی میں صرف دو ہی چیزیں دی تھیں ایک فقیر کو ایک گدڑی اور ایک پڑوسن کو تھوڑی سی چربی، یہی دونوں چیزیں آج کام آ رہی ہیں، دوزخ کی آگ جب بھی میرے پاس آتی ہے میں یہ دونوں چیزیں اس کے سامنے کرتی ہوں تو وہ آگ چلی جاتی ہے اور میں بچ جاتی ہوں، میں نے پوچھا کہ ابا جان کہاں ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ تو جنت میں ہیں اور جنت کے بہت اونچے مقام پر فائز ہیں اس لئے کہ انہوں نے دنیا میں بہت کچھ صدقہ، خیرات کیا ہے، اپنے والد کو تلاش کرتی ہوئی جنت کی طرف گئی تو دیکھا کہ اس کے والد حضرت علیؓ کے ہاتھ سے آبِ کوثر پی رہے ہیں، پوچھا کہ ابا جان آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے جو مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا تھا اس کے طفیل میں اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت عطا فرما دی اور میں حضرت علیؓ کے ہاتھوں پانی پی رہا ہوں، میرا مقام ڈائریکٹ پیالہ لینے کا نہیں ہے بلکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حضور ﷺ دیتے ہیں اور وہ حضرت عمرؓ کو دیتے ہیں اور وہ حضرت عثمانؓ کو دیتے ہیں اور وہ حضرت علیؓ کو دیتے ہیں اور حضرت علیؓ مجھ کو دے رہے ہیں، تو بیٹی کو خواب میں ہی رحم آیا اور اس نے پیالہ جلدی سے اپنے والد سے لیا اور اپنی ماں کو دیدیا، ماں نے اس کو پی لیا لیکن آواز آئی کہ اے لڑکی اللہ تعالیٰ کی نعمت کنجوس

کودے رہی ہے، جب آنکھ کھلی تو میرا ہاتھ شل ہو چکا تھا، اس میں جان باقی نہیں تھی، حضرت عائشہؓ نے اس کو بٹھالیا کہ حضور ﷺ باہر گئے ہوئے ہیں آپ ﷺ تشریف لائیں گے تو یہ واقعہ سناؤں گی، تھوڑی دیر کے بعد حضور ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے پورا واقعہ سنایا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ واقعی کنجوسی کی یہی سزا ہے، اللہ تعالیٰ کنجوس کو آخرت کی نعمت نہیں عطا فرمائیں گے اور پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ اس بچی کا ہاتھ اچھا کر دے، حضور ﷺ کے معجزات میں سے یہ بھی ہے کہ اس بچی کا ہاتھ اچھا ہو گیا، معلوم ہوا کہ انسان کی بداعمالیوں میں سے ایک کنجوسی بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، کنجوسی چاہے اپنوں کے ساتھ ہو یا غیروں کے ساتھ، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ (ترجمہ) کہ ہم نے تم کو جتنی نعمتیں دی ہیں ان نعمتوں کا صحیح مصرف یہ ہے کہ ان کو ہمارے بتائے ہوئے طریقے پر استعمال کرو، علماء کرام فرماتے ہیں کہ تحدیثِ نعمت کا مطلب یہ ہے کہ نعمت کا شکر ادا کیا جائے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا وہ انسان کا بھی شکر ادا نہیں کرتا، اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

خطبات رحیمی کی جلد اوّل تمام ہوئی۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ بِرَحۡمَتِکَ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ ۔

حضرت حبیب الامت کی دیگر کتب

۱	انوار السالکین	
۲	سفرنامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ	
۳	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	اول، دوم (اردو)
۴	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	اول، دوم (ہندی)
۵	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	اول، دوم (انگلش)
۶	خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام	دس جلدیں
۷	طالبات تقریر کیسے کریں	دس جلدیں
۸	خطباتِ رحیمی	دس جلدیں
۹	انوارِ طریقت	
۱۰	سوانح حضرت حاذق الامتؒ	
۱۱	انجمن دیندار مسلمان نہیں؟	
۱۲	پیارے نبی کی پیاری دعائیں	
۱۳	تصوف کی حقیقت	
۱۴	مفتاح الصلوٰۃ	
۱۵	خطباتِ رمضان المبارک	اول، دوم
۱۶	اسرارِ طریقت	(زیر طبع)
۱۷	تفسیری خطبات	(زیر طبع)
۱۸	مجالسِ رحیمی	

☆☆☆